منتہا آرائیں

احبک

"مجھے تم سے محبت ہے"

پیش لفظ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

''احبک کیا ہے؟''

احبک ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی مجھے تم سے محبت ہے۔

احبک کہانی ہے محبت کرنے والوں کے نام، اپنوں کے لیے اپنی محبت قربان کرنے والوں کے نام، اچھی اور پاکیزہ محبت کرنے والوں کے نام۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی خاص شے کو لکھنے کے لیے ہمارے الفاظ ہمارا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ کئی کوششوں کے باوجود بھی اپنے دل کی آواز کو کسی زبان کا سہارا دینے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ خاص شے حق رکھتی ہے کہ اسے لکھا جائے اپنے لفظوں میں ڈھالا جائے۔

احبک بھی ان میں سے ایک ہے۔

احبک کی مرکزی کردار حرمین عارش ایک ایسی لڑکی ہے جس میں احساسات اور جذبات کے سچے موتی پروئے گئے ہیں۔ احساس کسی اپنے کے ہونے کا، جذبہ اس اپنے سے محبت کا۔

احبک ایک داستان ہے لڑکپن سے جوانی کی چوکھٹ پہ کھڑی سنہری شام سی لڑکی کی جس نے عمر کا ایک ناسمجھ عرصہ کئی رشتوں کو ترستے ہوئے گزارا ہے۔

جو ابیر نامی شخص سی ملی، جسکے الفاظ سحر تھے اگر حرمین کے آنسو زخم تھے تو ابیر کے الفاظ مرحم تھے۔ اس کی آنکھیں مغموم ہوتیں تو وہ الفاظ ہمدم بنتے انہی لفظوں کی مٹھی میں اپنی انگلی تھمائے وہ ایک نئی راہ پر چل دی، وہ سلجھی ہوئی الجھی الجھی سی لڑکی۔ بڑے دلکش سے سرائے میں ہوتی گفتگو دنوں میں، یہ بس ایک الجھن تھی۔

ایک خوشگوار الجھن کہ جس میں مبتلا دونوں ہی یکسر شاد لگتے تھے۔ دونوں دلوں کے حال جانے بغیر بھی بہت آباد لگتے تھے۔

اور پھر جیسے ہر ایک اچھی داستان میں کوئی منظر بدلتا ہے یہاں بھی روز شب بدلے احساسات کے پھول رویوں کی گرم و جھلستی دھوپ میں کملا گئے، جذبے درد کے صحرا میں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئے۔

الفاظ لہجوں کے سرد تنفس کو سہہ نہیں پائے اور چپ کی خنکی اوڑھ کر خاموش ہو گئے۔ وہ الجھی ہوئی لڑکی دل ٹوٹنے، وجود

کے کئی حصوں میں بکھرنے کے باوجود کھڑی تھی ایک آس، ایک امید لیے کہ کسی طرح وہ پلٹ آئے اور وہ لوٹ آئے۔

جب کوئی چھوڑ کر چلا جاتا ہے یا آپ سے آنکھیں پھیر لیتا ہے جو دل کے بے حد قریب ہوتا ہے تو ہمیں بہت صدمہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ ہمیں ان سے یہ امید نہیں ہوتی، پھر ہم اداس ہو جاتے ہیں، ہمارا دل ٹوٹ جاتا ہے۔

اس مقام پر ہمیں اللہ کی ہم سے محبت اور اس کی کمال حکمت کے متعلق سوچنا چاہیے۔ کیونکہ سخت دلوں کو نرم ہمارا رب ہی کر سکتا ہے۔

جب ہم اپنی امیدیں ''رب'' سے جوڑ لیتے ہیں تو ''وہ'' انہیں ٹوٹنے نہیں دیتا اور پھر وہ اسے ہمارے حق میں لکھ دیتا ہے جس میں خیر ہو اور اسے ہم سے دور کر دیتا ہے جس میں شر ہو۔

جسے ملوانا ہوتا ہے اسے ملا دیتا ہے اور اگر کوئی آپ سے کہے کہ جو آپ کے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے وہ آپ کو مل کر ہی رہے گا تو اس کا یقین کر لیجئے گا کیونکہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

احبک ایک ایسی تحریر ہے جو خاموش دلوں کی زبان ہے۔ ان لوگوں کے لیے تحفہ جو کسی غرض کے بغیر دوسروں کے لیے جیتے ہیں اور دوسروں کے لیے مرتے ہیں۔

احبک میری دوسری تحریر ہے جسے میں نے بہت دل سے محبت سے لکھا ہے۔

میں اللہ پاک کی شکر گزار ہوں جس نے میرے ہاتھ میں قلم تھمایا اور مجھے اس لائق بنایا کہ میں اپنے خیالوں اور سوچوں کو اپنے لفظوں میں ڈھال سکوں۔

احبک لفظ میری اپنی پہلی تحریر ''امایہ اور اس کی عجیب چاہت'' میں زیر استعمال تھا۔ میری پہلی تحریر جو بلاشبہ میری خود کی بھی بہت پسندیدہ اور میرے لیے بہت خاص ہے میں تمام معزز قارئین کی شکر گزار ہوں جنہوں نے میری پہلی تحریر کو سراہا اور بے حد پسند کیا۔

مجھے امید ہے میری لکھی گئی یہ ''داستانِ محبت'' بھی آپ لوگوں کو پسند آئے گی۔ احبک لفظ مجھے بے حد پسند ہے۔ یہ بہت ہی چھوٹا اور مختلف لفظ ہے مگر اس کے معنی بہت وزن دار ہیں۔

اس عربی نام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں کچھ عربی الفاظ بھی زیر استعمال ہیں۔

آپ کی قیمتی آراء کی منتظر

منتہا آرائیں

ناول　منتہا آرائیں

احبک

"کچھ لوگ بڑے عجیب ہوتے ہیں۔

یہ مکمل اعتبار کرتے ہیں۔

یہ مکمل محبت کرتے ہیں۔

ان کے یہاں دوسری محبت کا تصور نہیں ہوتا"

یہ اپنی محبت میں جتنے سچے ہوتے ہیں اتنا ہی اپنی محبت کے معاملے میں حساس بھی ہوتے ہیں۔

یہ بڑے اچھے مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔

ان کی اداؤں کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔

جیسے جب کبھی غصے میں ہوں یا اداس ہوں تو ان کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگتے ہیں اور جب کبھی خوش ہوں تو ہواؤں میں اڑنے لگتے ہیں۔

ان خوبصورت دل رکھنے والے اور محبت کرنے والوں کے نام جو سب کچھ سہہ کر بھی چپ رہتے ہیں۔

جن کے لب خاموش رہتے ہیں جو چپ چاپ ہر ستم سہہ جاتے ہیں جو محبت کمال رکھتے ہیں محبت کی تمام تر

خوبصورتی کے ساتھ۔''

''رات بھر مینہ برستا رہا تھا ابھی بھی آسمان صاف نہیں ہوا تھا۔ سیاہ بادلوں کی پراسرار خاموشی نے ایک سماں باندھ دیا تھا اور جو رات بھر بادلوں کی گھن گرج سے ڈرتی اور گلاب دادو کے سینے میں چھپتی رہی تھی اب پرسکون نیند سو رہی تھی۔''

''گلاب دادو نماز کے بعد تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں۔ پر سرسری نظر اس پر بھی ڈال لیتیں، بے دھیانی کی نظر کیونکہ سارا دھیان تو تسبیح کی طرف تھا پھر ادھر وہ کروٹ لے کر سیدھی ہوئی، ادھر گلاب دادو کا سارا دھیان بھی اس کی طرف منتقل ہو گیا۔ گو کہ گزشتہ انیس سال سے وہ ہر پل ان کی نظروں کے سامنے رہی تھی اور ابھی کچھ وقت پہلے ہی تو ننھی معصوم سی گڑیا تھی۔ پھر اچانک ان دنوں میں بڑی کیسے ہو گئی؟''

گلاب دادو کی نظریں اس کے خوبصورت سراپے کے نشیب و فراز میں الجھنے لگی تھیں اور انگلیوں میں دبی تسبیح کے دانے اب اس کی عمر کے ماہ و سال شمار کرتے ہوئے پھسل رہے تھے۔

''آج میری بچی بیسویں سال میں لگ گئی۔ دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے گلاب دادو کے چہرے پر مسکراہٹ چمکنے لگی اور اس پر بے اختیار پیار آیا تو جائے نماز لپیٹ کر اس کے پاس چلی آئیں اور جھک کر اس کی پیشانی چومنے لگیں''

''حرم میری بچی اب اٹھ بھی جاؤ فجر کی نماز پڑھ لو آخر کب تک سوتی رہو گی؟''

شاباش اٹھ جاؤ میری بچی فجر کی نماز میں سستی نہ کیا کرو پھر سو جانا گلاب دادو اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

اس نے ہلکی سی آنکھ کھول کر گلاب دادو کو دیکھا جو اس کے سر پر کھڑی مسکرا رہی تھیں۔

''دادو پھر کب؟''

''جب تمہارا دل چاہے۔'' گلاب دادو نے پیار سے اس کا گال چھوا تو وہ ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

''میرا دل تو ابھی چاہ رہا ہے۔''

''بیٹا شاید تم بھول گئی کہ تم اک نمازی لڑکی ہو اور جب ہم پانچ وقت کے نمازی ہوتے ہیں تو شیطان ہمیں

بھڑکاتا ہے سلاتا ہے تاکہ ہم نماز چھوڑ دیں اور وقت گزر جائے اس نے پھر آنکھیں بند کرلیں۔ وہ چاہتے ہوئے بھی بستر سے اٹھ نہیں پا رہی تھی مارے تھکن کے اس کا جسم ٹوٹ رہا تھا۔''

کل پورے دن سے رات دیر تک آمنہ چچی کے کام کرتی رہی تھی۔ لیکن اب نیند اچاٹ ہوچکی تھی۔ کچھ دیر کروٹیں بدلنے کے بعد آخر اس نے بستر چھوڑ دیا اور نماز پڑھ کر کمرے سے نکل آئی۔

''اٹھ گئی مہارانی۔'' لاؤنج میں بیٹھی آمنہ چچی ذرا تیز آواز سے بولیں۔

ڈری سہمی حرم نظریں جھکائے وہیں کھڑی ہوگئی۔

اب بت بنی کیا کھڑی ہو جلدی کچن میں جاؤ اور سب کے لیے ناشتہ بناؤ۔

وہ بنا کوئی جواب دیے کچن کی جانب چل دی اور فٹافٹ ناشتہ بنانے لگی۔ کچن سے فارغ ہوتے ہی وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب لپکی۔ آمنہ چچی اب بھی وہیں بیٹھی تھیں۔

''اتنی جلدی میں کہاں جارہی ہو؟''

''تیار ہونے۔'' وہ عجلت میں بولی۔

''اتنی صبح کہاں جانے کی تیاری ہے؟'' آمنہ چچی نے تعجب کا اظہار کیا۔

''آ.....آج لاسٹ ڈیٹ ہے یونیورسٹی کا فارم جمع کروانے کی۔ وہ آہستہ سے بولی جس پر چچی حیرت زدہ ہوئیں۔''

''کیسا فارم؟''

''چچی میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں اور آج فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ہے اگر میں وقت پر نہیں پہنچی تو فارم جمع نہیں کرواسکوں گی۔ وہ ڈرتے ڈرتے اپنے دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے اپنی بات کہہ رہی تھی۔''

''کوئی ضرورت نہیں ہے کسی بھی قسم کا فارم جمع کروانے کی، تمہارا باپ تمہارے لیے کوئی جائیداد نہیں چھوڑ کر گیا ہے جو ہم تم پر خرچ کریں۔ اتنے فالتو پیسے نہیں ہیں جو تمہیں پالیں بھی اور پھر ڈاکٹر بھی بنائیں۔ تم نے جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا اب تمہاری شادی کی عمر ہوگئی ہے۔ گھر کے کام کاج میں دھیان دیا کرو بہت جلد ہم تمہیں اسد کے ساتھ رخصت کرنے والے ہیں۔

''ہائے اللہ اسد۔'' اسے واقعتاً افسوس ہوا۔ اور مارے خوف کے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے وہ سرپٹ حسب عادت تین تین سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر اپنے کمرے کی جانب دوڑی اور دروازہ اندر سے لاک کر لیا اور بیڈ پر تکیے میں منہ دیے لیٹی کسی بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''اللہ پاک میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ آپ نے کیوں مجھ سے میرے ماں، باپ کو چھین لیا۔ میرے آگے پڑھنے کو کیوں گناہ سمجھا جا رہا ہے۔ کیا مجھے پڑھنے کا کوئی حق نہیں وہ اللہ سے شکایت کرتے ہوئے کچھ یاد آنے پر اگلے ہی پل سنبھلی۔''

''میں ہمیشہ ماں، باپ کے پیار سے محروم رہی ہوں پر اللہ پاک آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے آپ نے مجھے دادو جیسی نعمت سے نوازا، مجھے ہمیشہ دادو سے بہت پیار ملا ہے اور دادو نے ہمیشہ میری ہر خواہش پوری کی ہے۔ میرے لیے میری دادو ہی میری پوری دنیا ہیں اور مجھے امید ہے میرے ڈاکٹر بننے کی خواہش بھی دادو ضرور پوری کریں گی۔''

''اللہ پاک آپ اور دادو ہی مجھ سے پیار کرتے ہیں آپ دونوں کے سوا میرا کوئی نہیں ہے اللہ پاک میری دادو کی عمر دراز کریں ان کا سایہ ہمیشہ مجھ پر سلامت رہے۔ آمین۔''

''اب آپ ہی میری مدد کریں میرے آگے پڑھنے کا کوئی ذریعہ بنائیں۔ وہ اللہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔''

''ٹھک ٹھک!''

پر حرمین عارش نے کوئی جواب نہ دیا۔

''حرم دروازہ کھولو!''

پلیز نائیرہ آپی آپ یہاں سے چلی جائیں مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔ اس کا لہجہ بہت دکھ بھرا تھا۔

''حرم تمہیں دروازہ کھولنا پڑے گا۔ جب تک تم دروازہ نہیں کھولو گی میں ایسے ہی کھٹکھٹاتی رہوں گی۔''

''اور پورا بحریہ ٹاؤن اکٹھا ہو جائے گا۔'' اگلی طرف بالکل خاموشی تھی اور کچھ ہی دیر میں اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی نائیرہ اندر کی جانب بڑھی۔

''کیا ہوا تم ایسے رو کیوں رہی ہو؟ کیا ماما نے کچھ کہا ہے؟

نہیں۔ چچ، چچی نے کچھ نہیں کہا ویسے ہی میرے سر میں درد ہے۔'' وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔

''حرم بس کر دو آخر کب تک تم ماما کی باتیں برداشت کرتی رہو گی۔ کس مٹی کی بنی ہو تم کیسے اتنا سب سہہ لیتی ہو۔'' حرم خاموش کھڑی تھی۔

نائیرہ نے مزید کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ گلاب دادو اپنا عینک صاف کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔

''اتنی زور سے دروازہ کون پیٹ رہا تھا؟''

دادو دیکھیں حرم رو رہی ہے۔ ماما نے پھر اسے کچھ کہا ہے۔ مجھے تو یہ کچھ بتاتی نہیں اب آپ ہی اس سے پوچھیں کہ کیا ہوا ہے؟ وہ حرم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

گلاب دادو نے اک نظر خاموش کھڑی حرم پر ڈالی۔

''دادو پلیز! مجھے بتائیں ماما حرم کے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہیں۔ میں جب سے پاکستان آئی ہوں ہر وقت اسے روتا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ آخر عارش تایا ابو کہاں ہیں؟'' گلاب دادو بیڈ کی جانب بڑھیں اور وہیں بیٹھ گئیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔

''حرمین عارش چار سال کی تھی جب اس کے ماں، باپ کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی تھی۔''

''تب سے حرم ہمارے پاس ہی رہتی ہے۔ اب زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال بھائیوں میں بڑا بھائی عارش محمود جن کی حرمین اکلوتی اولاد ہے اور ان سے چھوٹا بھائی اسفند محمود جن کی تین اولادیں ہیں۔ دو بیٹیاں نائیرہ اور اجواء، اور ایک بیٹا سعد۔''

''ان دونوں گھرانوں میں کوئی خاص فرق نہیں تھا نہ حیثیتوں میں نہ مزاجوں میں۔ پر صرف تب تک جب تک اللہ بخشے محمود صاحب زندہ تھے ان کے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہی دونوں بھائی الگ ہو گئے۔''

دونوں بیٹوں نے یہیں اسلام آباد میں باپ کا سارا بزنس سنبھال لیا اور پھر عارش کے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہی تمہارے باپ نے ساری جائیداد پر قبضہ جما لیا۔ دادو نے گہرا سانس لیا اور عینک اتار کر اپنی نم آنکھیں

صاف کرنے لگیں۔

نائیرہ کے ماموں کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ نائیرہ کے پیدا ہوتے ہی انہوں نے اپنی بہن سے اسے گود لے لیا تھا۔ نائیرہ پچیس سال بعد پہلی بار پاکستان لوٹی تھی۔

اسے یہاں آئے دو مہینے ہو چکے تھے ان دو مہینوں میں حرم اور نائیرہ کی کافی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ دونوں ایک دوسرے سے ہر بات شیئر کرتی تھیں اور آمنہ چچی کو یہ بات بالکل پسند نہ تھی۔

''حرمین اب بھی وہیں کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔ حرم یہاں آؤ میرے پاس بیٹھو اور مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ گلاب دادو نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔''

''دادو مجھے ڈاکٹر بننا ہے۔ حرمین عارش کے منہ سے ادا ہونے والے اس جملے سے گلاب دادو کو حیرت کا جھٹکا لگا۔''

''ہیں..... یہ فیصلہ کب کیا؟''

''کیوں دادو کیا میں ڈاکٹر نہیں بن سکتی؟''

''کل سعد انٹرنیٹ پر ڈاکٹرز کے متعلق کوئی ویڈیو دیکھ رہا تھا جس میں سب ڈاکٹرز سفید کوٹ میں ملبوس بڑے ہی رعب سے چلتے پھرتے دکھائی دے رہے تھے۔''

''تو بس مجھے بھی شوق ہو گیا۔''

''مجھے تو لگا یہ ارادہ تم نے باندھا ہے۔ منا بھائی ایم بی بی ایس دیکھنے کے بعد۔'' پاس کھڑی نائیرہ ہنستے ہوئے بولی۔ جس پہ دادو بھی بے اختیار ہنس دیں۔

''یا پھر دل مل گئے..... والا ارمان ملک دیکھ کر! کمرے میں آتا سعد شرارتی لہجے میں بولا۔''

حرم منہ بنائے ان تینوں کو دیکھنے لگی۔

یہ تین ہی تو ہیں جنہیں حرم بے حد پسند ہے۔ جن کے ساتھ وہ ہنستی ہے باتیں کرتی ہے۔

''اچھا تو ڈاکٹر بننے کے لیے تمہیں کیا کرنا ہوگا؟'' گلاب دادو سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگیں۔

''دادو سب سے پہلا کام فارم جمع کروانا ہے اور اس کی آج آخری تاریخ ہے۔ فارم جمع ہوگا تبھی میں ٹیسٹ

دے پاؤں گی اور پری انٹری ٹیسٹ میں اچھے نمبر لانے کے بعد ہی میرا IMDC میں ایڈمیشن ہوگا۔'' وہ بنا سانس لیے اپنی بات منٹوں میں کہہ گئی۔

''IMDC'' دادو نے لفظ دہرایا۔

''جی دادو اسلام آباد میڈیکل ڈینٹل کالج۔''

''اچھا تو فارم جمع کروادو۔ گلاب دادو کے اس جملہ پہ وہ پھولے نہیں سما رہی تھی پر اگلے ہی پل آمنہ چچی کی باتیں یاد آنے پر اس کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔''

''کیا ہوا اچانک اتنا ڈراؤنا چہرہ کیوں بنالیا ہے؟'' سعد اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔

''پھر گلاب دادو کے سوال کرنے پر اس نے آمنہ چچی کی کہی ہوئی باتیں دادو کو بتائیں جنہیں سن کر گلاب دادو کو بہت غصہ آیا۔''

''حرم تمہیں کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جتنی جائیداد اسفند کی ہے اتنی تمہاری بھی ہے۔ عارش کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد پر صرف تمہارا حق ہے۔ اور میں دیکھتی ہوں یہ حق تم سے کون چھینتا ہے۔ انشاءاللہ! تم ڈاکٹر ضرور بنو گی۔ تم سعد کے ساتھ جاؤ اور فارم جمع کروادو۔ اسفند سے میں خود بات کرلوں گی۔''

''بائے دا وے۔ میں یہاں اپنی بہن کو برتھ ڈے وش کرنے آیا تھا۔ Happy Birthday حرم!'' وہ مسکرایا۔

''اللہ میاں کی گائے یہ لو میری طرف سے تمہارا گفٹ سعد نے پیک کیا ہوا گفٹ اس کی جانب بڑھایا۔''

حرم نے خوشی سے اک ہی جھٹکے میں گفٹ چھینا۔ اور ریپر اتارنے لگی اور پھر گفٹ دیکھ کر اس کے علاوہ سب کے چہروں پہ مسکراہٹ تھی۔

''یہ..... یہ میرا گفٹ ہے تین سال پرانی گھڑی۔ اس کا منہ سا بن گیا۔''

''ہاں تو جب سے خراب پڑی تھی تم میری منتیں کرتی تھی۔ ٹھیک کروادو..... ٹھیک کرادو..... میں نے سوچا یہی ٹھیک کرا دیتا ہوں۔ اتنا برا سا منہ بنا کر کیا دیکھ رہی ہو۔ پورے چار سو روپے لگے ہیں۔ ثبوت بھی ہے میرے

پاس وہ تنگ کرنے کے انداز سے جیب سے بل نکال کر اسے دکھانے لگا۔''

''مجھے نہیں چاہیے شرم تو آتی نہیں ہے بہن کو پرانا گفٹ دیتے ہوئے۔ اسے اپنے پاس ہی رکھو۔''

''بلکہ رہنے دو یہ میں ہی رکھ لیتی ہوں۔ جب تمہاری بیوی آئے گی اسے تحفے میں دوں گی۔'' وہ غصے سے بولی جس پر سب ہنس دیے۔

نائیرہ اس کے گلے لگ کر اسے مبارکباد دینے لگی۔

☆.....☆.....☆

''ٹھنڈی ٹھار قلفی.....کھوئے والی قلفی..... بڑی مزیدار میری ٹھنڈی ٹھار قلفی.....جوس والا آیا، ٹھنڈا ٹھنڈا جوس لایا.....جوس لے لو جوس۔'' کراچی سے اسلام آباد آتے ہوئے یہ آخری سٹیشن تھا اور ان جیب کتروں نے یہاں بھی جان نہیں چھوڑی تھی۔

ابیر نے ایک غصیلی نظر دونوں آواز لگانے والوں پر ڈالی ایک، نے بڑا سا گلابی رنگ کا کولر ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا اور دوسرے نے گندی سی بالٹی جس میں جوس رکھے ہوئے تھے۔ الماس پھوپھو کا بیٹا زید بے حد للچائی نظروں سے ایک نظر ابیر اور ایک نظر ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

ابیر نے کچھ ڈھیٹ بن کر نظریں چرائیں اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

''امی.....امی.....قلفی کھانی ہے۔''

''دس چیزیں کھا چکے ہو، اب ماموں کے گھر جا کر کھانا۔''

''ہونہہ.....جیسے ماموں کا گھر نہ ہوا، پکنک سپاٹ ہو گیا۔'' اس نے دل میں سوچا۔

چپ چاپ بیٹھ جاؤ کھلے پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔ وہ پچھلے پورے راستے یہی بولتی رہی تھیں۔

''تو امی ابیر بھائی سے چینج لے لیں۔'' اریج فوراً بولی۔

''تم دونوں بدتمیزی مت کرو۔ تمیز سیکھو کچھ۔ الماس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سمجھانا چاہا۔''

''ہونہہ.....تمیز اب یہ رستے میں کیا سیکھیں گے، گھر سے سکھا کر لانا تھا۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا۔

انوکھے لاڈلے کی ریں ریں اسٹارٹ ہونے کو تھی اور پھوپھو ٹھہریں کنجوس ہر بار کی طرح اس بار بھی ابیر کو ہی

جیب ڈھیلی کرنے پڑی۔

''پھوپھو آپ بھی جوس لے لیں، اس نے صلاح ماری۔''

''نہیں بیٹا! اب گھر جا کر ٹھنڈا پانی ہی پیوں گی۔'' پھوپھو نے مروت کے جواب میں مروت کا مظاہرہ کیا تو ابیر نے شکر کا سانس لے کر والٹ جیب میں رکھ لیا۔

ابیر کی جیب کا کتنا کباڑا ہو چکا تھا، اس کا حساب تو گھر جا کر کرنا تھا۔

''شکر ہے ڈیڈی نے اسٹیشن پر گاڑی بھیج دی۔ ورنہ میرے باقی پیسے کرایہ دینے میں پورے ہو جاتے۔ ''ٹیکسی والا بھی ڈبل پیسے مانگتا۔ پھوپھو سامان تو ایسے لائی ہیں جیسے شادی میں نہیں، پانچ سال رہنے آئی ہوں۔ وہ ایک نظر سامان پر ڈالتے ہوئے سوچنے لگا۔

''ڈاکٹر صلاح الدین کی اکلوتی بیٹی کی شادی تھی اور انہوں نے ابیر کو اپنی بہن کو لینے کراچی بھیجا تھا اور یہ سفر ابیر کے لیے ایک یادگار سفر تھا۔''

☆.....☆.....☆

''نائیرہ آپی پلیز بتائیں! میں ان میں سے کون سی تصویر اپنے فارم پر لگاؤں؟''

''حرم اتنی ساری تصویریں!'' وہ حیران ہوئی۔

''جی ہاں، اور یہ سب پرانی تصویریں ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔''

''اچھا ٹھیک! یہ تصویر لگا لو۔ نائیرہ نے ایک تصویر اٹھا کر اس کی جانب بڑھائی۔''

''لا۔'' حرم بے ساختہ بولی۔

نائیرہ نے اسے گھورا۔ ''یہ کون سی زبان ہے؟''

''میرا مطلب ہے نہیں!''

''نائیرہ آپی آپ شاید جانتی نہیں اللہ میاں کی گائے کو عربی بہت پسند ہے۔ ہر روز انٹرنیٹ سے ایک لفظ سیکھ لیتی ہے اور پھر میرا اور دادو کا سر کھاتی ہے۔''

''واہ..... حرم ویسے یہ عربی سیکھنے کا شوق کیسے پیدا ہوا؟''

''نائیرہ آپی مجھے عربی ہمیشہ سے ہی پسند ہے میں جب جب قرآن پاک پڑھتی ہوں ہر بار مجھے ہر لفظ نیا لگتا ہے جیسے میں پہلی بار پڑھ رہی ہوں۔ مجھے عربی لفظ بولنا اچھا لگتا ہے۔'' وہ مسکرائی۔

''حرم تمہیں عربی مشکل نہیں لگتی؟''

''پہلے مشکل لگتی تھی پر جب سے میں نے قرآن پاک تفسیر سے پڑھنا شروع کیا ہے تب سے مجھے عربی آسان لگتی ہے۔'' وہ تصویریں دیکھتے ہوئے بولی۔

''نائیرہ آپی یہ دیکھیں! یہ تصویر لگالوں۔'' سعد کی نظر تصویر پر پڑی۔ یہ تصویر؟ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

''اس میں تم ایسی لگ رہی ہو جیسے تم سے کوئی چوری کا سامان برآمد ہوا ہے۔'' حرم نے منہ بسورے اسے دیکھا۔

''اچھا یہ لگالو۔ نائیرہ نے دوسری فوٹو سامنے کی۔''

''لیکن اس میں تو میں کالی لگ رہی ہوں۔''

''اف.....حرم تم نے ایڈمیشن فارم پر لگانی ہے، رشتے کے لیے نہیں بھیجنی۔ اس بار نائیرہ اکتا کر بولی۔

''جس پر سعد ہنس دیا۔

''ایسا کرو نیچے کیپشن میں لکھ دو۔ ''میک اپ سے پہلے۔'' سعد نے مشورہ دیا۔

''میری تصویریں ادھر دو۔ میں دادو سے پوچھ لوں گی۔

حرمین کہاں مری ہوئی ہو؟ یہاں آؤ یہ دیکھو فرنیچر پر کتنی مٹی پڑی ہوئی ہے فوراً آ کر ڈسٹنگ کرو۔'' آمنہ چچی کی آواز سنتے ہی وہ وہاں سے چلی گئی۔

سعد نے ان تصویروں میں سے ایک تصویر اٹھائی۔ اس کی آنکھوں کی چمک یکدم بڑھ گئی تھی اور چہرے پہ شریر سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے فارم والے خانے میں گوند لگائی اور ایک تصویر پیسٹ کر دی۔

''اڑے اڑے بالوں اور آدھی بند ہوتی آنکھوں والی۔'' وہ تصویر دیکھ کر نائیرہ نے اسے گھورا جس کی اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ بیٹا اب پٹنے کے لیے تیار ہو جاؤ، وہ پہلے ہی تم سے غصہ ہے۔ سعد فوراً وہاں سے بھاگ گیا۔

''نائیرہ آپی سعد کہاں ہے؟ مجھے فارم جمع کروانے جانا ہے۔

وہ تو کب کا چلا گیا۔"

"پر کہاں......"

"تمہارا فارم جمع کروانے کا کہہ رہا تھا۔اللہ میاں کی گائے۔مجھ سے ناراض ہے تو کچھ اچھا کام کر کے اسے منا لیتا ہوں۔"

"حرم بہت ہی بھولی بھالی سی لڑکی ہے۔اسے جو جیسا کہہ دے یہ ویسا ہی کرتی ہے، تبھی سعد نے اسے اللہ میاں کی گائے کے ٹائٹل سے نوازا ہے۔"

بھری دوپہر ہونے کو تھی۔حرم کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی جب سعد کچن میں داخل ہوا۔

"سعد تم نے فارم جمع کروا دیا؟ اسے دیکھتے ہی حرم نے سوال کیا۔"

"حرم تم یہاں سائن کرنا بھول گئی ہو۔یہ لو سائن کر کے دو اس نے سائن کے لیے فارم واپس لیا تو اجواء کی نظر اس کی تصویر پر پڑ گئی اور اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔"

"حرمین! تم نے یہ شاہکار تصویر کب بنوائی!" حرمین عارش کے زخموں پر اس نے ہنستے ہوئے نمک چھڑکا تو وہ منہ ہی منہ میں سعد کو گالیاں دینے لگی۔

☆......☆......☆

آج گھر میں کوئی نہیں تھا آمنہ چچی سمیت تمام گھر والے نائیرہ کی شادی کی شاپنگ کرنے "Centaurus Mall" آئے ہوئے تھے۔کھلے پائجامے پہ ہلکی گلابی لمبی قمیض میں ملبوس، سیاہ بالوں میں اونچی سی پونی، حرم کہیں کھوئی کھوئی سی تھی۔

"حرم کیا بات ہے میری بچی کچھ پریشان لگ رہی ہو!" گلاب دادو نے نوٹ کیا تو پوچھ لیا۔

"کچھ نہیں دادو!" وہ اپنی پریشانی چھپاتے ہوئے بولی۔

"آج تمہارا رزلٹ آنا ہے تبھی تم پریشان ہو؟"

حرم نے پلکیں اٹھا کر حیرانی سے گلاب دادو کی جانب دیکھا۔

"آپ کو کیسے پتا؟"

http://sohnidigest.com

بیٹا میں تمہاری دادو ہوں۔سب جانتی ہوں۔چلو آؤ گھر چلتے ہیں۔گلاب دادو نے چلنے کا اشارہ کیا۔

''سچی دادو؟''خوشی سے بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''ہاں بالکل!''حرم گلاب دادو کا ہاتھ تھامے پارکنگ ایریا کی جانب چل دی۔

''ارے حرم!میں آمنہ سے گھر کی چابی لینا تو بھول ہی گئی۔تم جاؤ آمنہ سے چابی لے آؤ۔میں کار میں بیٹھتی ہوں۔''وہ فوراً آمنہ چچی کے پاس گئی اور چابی لے لی،اسے گھر پہنچنے کی اتنی جلدی تھی کہ وہ وہاں سے بھاگنے لگی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کر گھر پہنچ جائے۔وہ بھاگتے ہوئے Centaurus Mall کے باہر کسی شخص سے ٹکرائی اور زمین پر گر گئی۔

''معاف کیجیے گا!آپ کو لگی تو نہیں؟''وہ خوش شکل براؤن آنکھوں والا نوجوان فوراً بولا۔

وہ بنا کوئی جواب دیے زمین سے اٹھی اور فوراً وہاں سے بھاگ گئی۔

''ارے اسے کیا ہو گیا؟''وہ بڑبڑایا۔

''یہ تو ایسے بھاگ رہی ہے جیسے کوئی Cinderella ہو۔اور ایک پری کی بدولت جادو سے یہاں شاپنگ کرنے آئی ہو۔اور اب دوپہر کے دو بجنے کو ہیں اور اس کے جادو کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔تبھی یہ ایسے بھاگتے ہوئے چلی گئی۔''

''بہرحال مجھے کیا؟''وہ ٹہلتا ہوا شاپنگ مال میں داخل ہو گیا۔

حرم گھر آتے ہی کمپیوٹر کی اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھ گئی۔حرم کو گلاب دادو نے کبھی کوئی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔اگر کوئی کمی تھی تو صرف ماں باپ کی جو اس نے چھوٹی سی عمر میں ہی کھو دیے تھے۔

جب رزلٹ کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تو اپنا فیس بک اکاؤنٹ ''Login'' کر لیا اور ہوم پیج کھلتے ہی اس کی نظروں کے سامنے سعد کا ''Congratulation'' اسٹیٹس دکھائی دیا۔جس سے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور فوراً کمنٹ ٹائپ کرنے لگی۔

''سعد کیا واقعی میرا سلیکشن ہو گیا؟''

اگلے ہی پل سعد کا کمنٹ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔

''جی بالکل محترمہ! آپ کا سلیکشن اسلام آباد میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج میں ہوگیا ہے اور گھر آتے ہی مجھے ایک کلو مٹھائی کھانی ہے کیونکہ تمہارے ایڈمیشن کا سارا کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔''

''سعد میں بہت خوش ہوں اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو میرا ایڈمیشن ہوگیا۔اور تم کس خوشی میں کریڈٹ لے رہے ہو؟'' حرم نے بھی فوراً جواب میں کمنٹ کیا۔

''اللہ میاں کی گائے! جس طرح میں نے اتنی گرمی اور رش میں تمہارا فارم جمع کروایا ہے نا وہ مجھے ہی پتہ ہے۔اگر میں فارم جمع نہ کرواتا تو تمہارا ڈاکٹر بننے کا خواب خواب ہی رہ جاتا اور پھر تم نے ساری زندگی دل مل گئے، ڈرامہ دیکھتے ہی گزار دینی تھی۔'' سعد نے بھی مصالحے دار کمنٹ کیا۔

''اب وہ پورے گھر میں دادو.....دادو کی صدائیں لگاتی انہیں ڈھونڈ رہی تھی۔''

''دادو آپ یہاں ہیں میں آپ کو پورے گھر میں ڈھونڈ رہی تھی۔''

''تمہارا رزلٹ آ گیا کیا؟''

''دادو میرا سلیکشن ہوگیا ہے'' وہ خوشی سے بتانے لگی۔

''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ.....بہت بہت مبارک ہو میری بچی۔میرے اللہ تیرا شکر ہے۔'' گلاب دادو اللہ کا شکر ادا کرنے لگیں۔

''میری بچی، اب بہت دھیان اور محنت سے پڑھائی کرنا اور ایک اچھی ڈاکٹر ثابت ہونا۔''''اب تم ایک نئی جگہ جاؤ گی۔وہاں نئے لوگ ہوں گے۔تم سنبھل کر رہنا کسی سے ڈرنا مت اور فضول دوست مت بنانا کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے یا سعد کو بتانا۔''

اب گلاب دادو کا لیکچر شروع ہو چکا تھا جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔حرم اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

''کہاں جا رہی ہو؟''

''دادو میں شکرانے کے نفل ادا کر کے اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں۔اللہ پاک نے میری دعا جو قبول کر لی۔''

''ماشاء اللہ۔یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا نماز کبھی مت چھوڑنا تم اللہ کو یاد رکھو گی تو اللہ بھی تمہیں ہمیشہ یاد رکھے گا۔''

☆.....☆.....☆

گلاب دادوان دنوں اپنی بیٹی کے پاس لاہور گئی ہوئی تھیں۔حرم گلاب دادو کے بنا اکیلی تھی۔آمنہ چچی نے پورے موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے گھر کے کاموں میں الجھائے رکھا تھا۔وہ جب بھی میڈیکل کالج جانے کے لیے تیار ہوتی آمنہ چچی اسے کسی نہ کسی کام میں الجھا دیتیں اور وہ بیچاری کالج نہ جا پاتی۔

نائیرہ شادی کر کے دبئی چلی گئی تھی اگر وہ یہاں ہوتی تو یقیناً اس کی کوئی مدد کرتی۔ایسے ہی ایک مہینہ گزر گیا اور گلاب دادو لاہور سے واپس آ گئیں۔اللہ اللہ کر کے وہ دن آ ہی گیا جس کا حرم کو بے صبری سے انتظار تھا۔

''چوڑی دار پائجامے پہ ہلکے جامنی رنگ کی گھٹنوں تک لمبی قمیض، گوری رنگت۔کاجل سے لبریز بڑی بڑی براؤن آنکھیں اور ان آنکھوں پہ لگا نظر کا چشمہ، لمبے سیال بال، حرمین عارش بہت خوبصورت لڑکی تھی اور اس کے اس معصوم چہرے پر زیادہ متاثر کن اس کی براؤن آنکھیں تھیں جو اس کے دل کی ہر بات باآسانی کہہ دیتی تھیں۔''

میڈیکل کالج میں اسٹوڈنٹس کا کافی رش تھا شاید کوئی ''Event Celebrate'' کیا جا رہا تھا۔اتنا رش دیکھ کر وہ تو جیسے گرنے ہی والی تھی۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کبھی یوں تنہا کالج آئے گی۔اتنے اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر وہ ڈری سہمی وہیں کھڑی تھی۔

وہاں سے گزرتے ایک سٹوڈنٹ نے اس کی پریشان شکل دیکھی تو اس کے پاس آ گیا۔

''ہیلو! New Comer؟'' اس نے حرم کو اپنی طرف متوجہ کیا۔حرم نے ایک نظر اس لڑکے پر ڈالی۔لمبا سا لڑکا جینز پہ کرتا اسٹائل کی شرٹ میں ملبوس اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

''جج۔جی!'' وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

''کیا آج آپ کا پہلا دن ہے؟ آپ کافی نروس لگ رہی ہیں۔''

''جج۔جی! کیا آپ بتا دیں گے کہ ایم بی بی ایس کی کلاس کس طرف ہے؟''

''جی بالکل۔پر ابھی ایونٹ چل رہا ہے سب بہت انجوائے کر رہے ہیں آپ بھی ہمیں جوائن کریں اس بہانے میں آپ کو اپنے گروپ سے ملوا بھی دوں گا۔'' ویسے میں بھی ایم بی بی ایس کا فریش اسٹوڈنٹ ہوں۔میرا نام میر ہاشم ہے۔وہ مسکرایا۔

''یازمیلتی!'' (کلاس فیلو) وہ زیرلب بڑبڑائی۔

میر نے اسے گھورا ''کیا تم نے کسی زبان میں مجھے گالی دی ہے؟''

''نن۔نہیں! میرا مطلب ہے آپ میرے کلاس فیلو۔'' وہ وہیں خاموش ہوگئی۔

''ہوں! آپ رکیں میں ایک کال کرلوں۔ وہ اپنے فون پر نمبر ڈائل کرتے ہوئے تھوڑا سا ئیڈ میں چلا گیا۔''

''ہیلو۔ ریڈی رہو مچھلی آرہی ہے۔ اس کے لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی۔''

''مجھے امید ہے آپ کو سب سے مل کر خوشی ہوگی۔ آپ میرے ساتھ آئیں اور بے چاری معصوم حرم خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی۔'' مین ہال سے باہر نکل کر سامنے پارک ایریا بہت اچھا ڈیکوریٹ تھا۔ پہاڑ نما ماڈل۔ سوئمنگ پول نما ماڈل۔ نیلے آسمان پر سفید بادلوں کے کونے رنگے ہوئے۔ ہلکی پھلکی سی دھوپ اور بہت ہی اچھی ہوا چل رہی تھی۔

سب اسٹوڈنٹس کافی مزے کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ کہیں سیلفیز لی جارہی تھیں تو کہیں میوزک سے لطف اندوز ہوا جارہا تھا۔ وہیں ایک گروپ موجود تھا جو باتوں میں مصروف دکھائی دے رہا تھا۔

''فرینڈز ان سے ملیں یہ ہیں..... آ، آپ نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔''

''حرمین عارش!'' وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

''ہاں تو یہ ہیں حرمین عارش ہمارے بیچ کی نیو اسٹوڈنٹ جو ایک مہینہ لیٹ آئی ہیں۔''

حرم نئے لوگوں کو دیکھ کر کافی گھبرا رہی تھی۔ اس نے کبھی باہر کی دنیا نہیں دیکھی تھی۔ جب چھوٹی تھی تب بس سکول جاتی اور وہاں سے سیدھا گھر واپس وہ کبھی کہیں نہیں جاتی تھی اور نہ ہی آمنہ چچی اسے کبھی گھر سے باہر نکلنے دیتی تھیں۔ بس یہی وجہ تھی جو وہ آج ان نئے لوگوں میں کھڑی بہت ڈر رہی تھی۔

''حرمین ان سے ملو یہ ہماری کلاس کا سب سے شریف اور نیک لڑکا ہے۔'' حرم نے گھبراتے ہوئے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ اس پر ڈالی جو چپکے ہوئے لباس میں ملبوس۔ تیل میں لت پت بال، آنکھوں پہ بڑا سا نظر کا چشمہ لگائے ہوئے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''السلام وعلیکم! میرا نام روشن ہے اور میں اندھیرے میں لوگوں کو روشنی دیتا ہوں۔''

''پہاڑی کے پیچھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔'' وہ پہاڑ نما ماڈل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ جس پر تمام اسٹوڈنٹس بہت مشکل سے اپنی ہنسی دبائے کھڑے تھے اور ان میں سے کچھ منہ گھما کر ہنس رہے تھے۔

''اس نیلے آسمان تلے آپ کو ہمارے گروپ میں خوش آمدید۔ ویسے ندیا کنارے۔'' حرم یہاں وہاں دیکھنے لگی کہ ندی کہاں ہے؟

''اس بار اس نے ندیا کے نام پر سوئمنگ پول ماڈل کی طرف اشارہ کیا۔''

''ندیا کنارے آپ سے ایک بات پوچھوں؟ کیا آپ ہمیشہ ایسی ہی خوبصورت لگتی ہیں؟'' حرم نے کوئی جواب نہ دیا اور مارے گھبراہٹ کے فوراً وہاں سے چلی گئی اور اس کے جاتے ہی سب قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔

اس نے اپنی کلاس کا راستہ پوچھا تو اسی گروپ کے ایک اسٹوڈنٹ نے اسے غلط راستہ بتا دیا۔ اور وہ ایک بند کمرے میں جا پہنچی اور کسی نے باہر سے دروازے کی کنڈی لگا دی۔

کمرے میں چاروں طرف اندھیرا تھا۔ گھپ اندھیرے میں اسے خوف آنے لگا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھوں میں بے شمار آنسو جمع ہو گئے اور وہ زور زور سے دروازہ بجانے لگی۔

''کوئی ہے؟ پلیز کوئی مجھے یہاں سے باہر نکالو۔ اندھیرے کے خوف سے وہ تیز تیز چلانے لگی۔ کافی دیر تک وہ دروازہ بجاتی رہی پر کسی نے دروازہ نہ کھولا۔ جب وہ خاموش ہو گئی تو کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔'' روشن کو سامنے کھڑا دیکھ کر اس کے چہرے پہ خوشی جھلکی۔ اس کے ذہن میں روشن کا بہت اچھا خاکہ بن چکا تھا۔

''روشن جی۔ شکر، شکر ہے آ..... آپ آ گئے!۔ مجھے کسی نے غلط راستہ بتا کر یہاں بند کر دیا مارے خوف کے اس کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔''

''آپ ٹھیک تو ہیں؟'' ☆

''حالی بخیر۔'' وہ پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے بولی۔ روشن نے اسے گھورا۔ کیا مطلب؟

''میرا مطلب ہے۔ میں ٹھیک ہوں۔'' اب روشن کے چہرے کے تاثرات نارمل ہوئے۔ آپ فکر مت کریں۔ روشن ہے آپ کے ساتھ۔ آئیں پہاڑ کی چھاؤں میں میرے ساتھ چلیں۔ وہ اسے اپنے ساتھ

لائبریری کی طرف لے گیا۔

''آپ حرمین ہیں؟'' کسی نے راستے میں روک کر سوال کیا۔

''جج۔جی!''

''یہ پھول آپ کے لیے ابیر نے بھیجے ہیں۔''

''ابیر؟ اس نے لفظ دہرایا۔''

''ہاں حرمین جی۔ یہ ابیر بہت ہی برا لڑکا ہے۔ سمندر کنارے۔ کالج میں آنے جانے والی ہر خوبصورت لڑکی کو پھول بھیجتا ہے۔ وہ چشمہ ناک پر ٹکاتے ہوئے بولا۔''

حرم چلتے چلتے وہیں کھڑی ہوگئی۔ خوب..... خوبصورت اور میں؟ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ اسی دوران ایک اور لڑکا ہاتھ میں پھول لیے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''یہ آپ کے لیے ابیر نے بھیجے ہیں۔'' اس بار وہ دنگ رہ گئی۔ آخر کون ہے یہ ابیر.....؟

''حرمین جی! آپ ایک کام کریں آپ خود جا کر ابیر سے بات کریں آپ جب تک خود جا کر اس سے بات نہیں کریں گی وہ ایسے ہی نیلے آسمان کے تلے آپ کو پھول بھیجتا رہے گا۔'' حرمین تھوڑا خوفزدہ ہوگئی۔

''آ۔آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔''

''نہیں..... نہیں مجھے ابیر سے ڈر لگتا ہے آپ خود جائیں وہ آپ کو Cafeteria میں ملے گا۔''

بے چاری حرمین عارش اس کے کہنے پر فوراً Cafeteria کی جانب چل دی۔ اور کافی دیر تک وہاں بیٹھے اسٹوڈنٹس سے ابیر کا پوچھتی رہی۔

بالآخر کسی نے بتا ہی دیا کہ جو نیلے رنگ کی کرسی پر بیٹھا موبائل استعمال کر رہا ہے وہی ابیر ہے۔ اس کی پشت حرم کی طرف تھی۔ حرم ہاتھ میں پھول پکڑے چھوٹے چھوٹے قدموں سے اس کی جانب بڑھنے لگی۔

''ایکسکیوزمی! ابیر جی..... وہ کسی نے مجھے یہ پھول..... ابیر جیسے ہی اس کی جانب مڑا۔ حرم کے لفظوں نے اس کی زبان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ شدید حیرت اور بے یقینی میں ڈوب گئی۔''

''جینز شرٹ پہ نیلے رنگ کی جیکٹ میں ملبوس، کلائی میں رولیکس گھڑی، ہاتھ میں پکڑا Iphone6،

براؤن آنکھیں، تیکھے نین نقش، خوش شکل، آنکھوں پہ وہی بڑا سا نظر کا چشمہ وہ اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔''

سمندر کے کنارے بہت دیر کر دی مہربان آتے آتے۔ وہ چشمہ اتارتے ہوئے مسخرانہ انداز میں بولا۔ جس پر میر سمیت وہاں کھڑے تمام اسٹوڈنٹ قہقہے لگا کر ہنسنے لگے۔

''حرمین عارش کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہنے لگے جس روشن کا اچھا خاصا کہ اس کے دماغ میں بنا تھا وہ اب چکنا چور ہو چکا تھا۔ اس نے روتے ہوئے اپنے چاروں طرف نظریں گھمائیں تمام اسٹوڈنٹس اس پہ ہنس رہے تھے پورے کالج کے سامنے اس کا مذاق بن کر رہ گیا تھا۔ وہ روتے ہوئے فوراً وہاں سے چلی گئی۔''

حرم کو کالج آئے تین گھنٹے بیت چکے تھے وہ اب بھی اپنا ڈپارٹمنٹ ڈھونڈنے میں کامیاب نہیں ہوئی تھی۔ وہ آنسو صاف کرتے ہوئے سیمینار ہال کے وہاں سے گزر رہی تھی جب ابیر نے اس کا راستہ روکا۔

''حرمین جی! آپ کیوں آتماؤں کی طرح یہاں وہاں بھٹک رہی ہیں؟'' ابیر کی بات پر میر ہنسا۔ حرم نے غصہ پیتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔

''ویسے مجھے ابیر کہتے ہیں۔''

اور مجھے.....

''ہاں! اسے چل یہاں سے بھاگ کہتے ہیں۔'' جس پر میر کا منہ سا بن گیا۔

''ویسے آپ ڈریں مت جو بھی کام ہو مجھ سے ہیلپ لے سکتی ہیں میں ہر وقت آپ کی مدد کو حاضر رہوں گا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔'' وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

وہ لائبریری میں بیٹھی تھی ابیر اور میر نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

''ہیلو! مس چشمش پڑھ رہی ہو یا بس کتابیں ہی دیکھ رہی ہو؟'' وہ شریر لہجے میں بولا۔ حرم نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

''ویسے آپ کو دیکھ کر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔'' ایک بار پھر وہ بنا کوئی جواب دیے اٹھ کر چلی گئی۔

''یہ گونگی ہے کیا؟'' وہ منہ بسورے بولا۔ جس پر میر اسے گھورنے لگا۔

''کیا.....ایسے کیوں گھور رہے ہو؟''

''تم نے اتنا Cheap dialogue کیوں بولا؟''

''شٹ اپ! میں نے کوئی Dialogue نہیں بولا اس نے کندھے اچکائے۔ میں نے واقعی اسے کہیں دیکھا ہے چلو اسی سے چل کر پوچھتے ہیں کہ میں نے اسے کہاں دیکھا ہے؟''

''وہ وہاں سے چلنے لگے ابیر بس کردو بہت تنگ کرلیا ہم نے اسے وہ ایک مہینہ لیٹ ہوئی ہے ایک سال نہیں جو ہم اس کی Ragging کررہے ہیں اور تم ایسے کیسے اس سے پوچھ سکتے ہو۔ تمہیں یاد ہے نا تمہارے ڈیڈی نے سختی سے تمہیں شرارتیں کرنے سے منع کیا تھا۔ میر نے اسے قائل کیا۔ اپنے ڈیڈی کے نام پر اس کے چہرے پر غصے بھرے تاثرات نمودار ہوئے۔''

''آئندہ میرے سامنے مسٹر صلاح الدین کا نام بھی مت لینا تم اچھے سے جانتے ہو I hate him''

''اللہ پاک میں کیسی مشکل میں پھنس گئی ہوں اب کس سے کلاس کا پوچھوں؟ مجھے تو اب یہاں کے کسی بھی اسٹوڈنٹ پر یقین نہیں ہے۔ اب کون میرے مدد کرے گا؟ اتنے بڑے کالج میں کلاس کیسے ڈھونڈوں گی۔ اس کے چہرے پر پریشانی بھرے تاثرات تھے۔''

''ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ہوں نا! When Abeer is here So no need to worry۔ یہاں سے سیدھا اوپر جا کر دائیں ہاتھ کی جانب ہماری کلاس ہے۔ شکریہ کہنے کی ضرورت نہیں اب آپ جاسکتی ہیں۔ ویسے نام کیا بتایا تھا آپ نے۔ چشمش؟'' وہ ہلکا سا مسکرایا۔ حسب عادت وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے چلی گئی۔

''مجھے لگتا ہے یہ واقعی گونگی ہے۔''

ڈاکٹر حامد علی کی فزیالوجی کی کلاس شروع ہوچکی تھی اور حرم لیکچر کے دوران کلاس میں پہنچی۔ ڈاکٹر حامد علی کی نظر دروازے پہ کھڑی حرمین عارش پر پڑی۔

''New Commer?''

''یس سر!'' وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

''کیا آپ جانتی ہیں آپ ایک مہینہ لیٹ آئی ہیں اور آپ کی کئی کلاسز مس ہوگئی ہیں۔''

''جج۔جی سر!'' وہ نظریں جھکائیں کھڑی تھی۔

''Come inside!'' ڈاکٹر حامد علی کی بھاری بھرکم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتے ہوئے اندر آ گئی۔''

''آپ کا نام؟'' ڈاکٹر حامد علی نے اگلا سوال کیا۔ وہ خاموش کھڑی تھی۔ کلاس میں اتنے سارے سٹوڈنٹس دیکھ کر وہ ایک بار پھر بری طرح گھبرائی اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

''بیٹا گھبرائیں مت! اپنا نام بتائیں اور یہاں بیٹھ جائیں۔''

''حرمین عارش۔'' وہ دھیمی آواز سے بولی۔

''حرمین عارش۔ یعنی پاکیزہ۔ اس کا نام دہراتے ہوئے انکے ہونٹوں پہ بکھری مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔ بہت اچھا نام ہے۔''

''تھینک یو سر!'' وہ سامنے رکھی خالی کرسی کی جانب بڑھنے لگی۔ وہ جیسے ہی وہاں بیٹھی اس کی نظر پاس بیٹھے ابیر پر پڑی جو اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا اور حرم کو زہر لگ رہا تھا۔

''سیف آپ کلاس کے سی، آر ہیں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ حرمین کو تمام لیکچرز سمجھائیں گے۔''

''جی سر!'' میں سمجھا دوں گا۔

سیف کلاس کا ذہین اسٹوڈنٹ تھا اور ٹیچرز بھی اس سے کافی امپریس تھے۔

''جیسا کہ میں پہلے بھی آپ لوگوں سے کہہ چکا ہوں حرمین کا آج پہلا دن ہے تو حرمین آپ سے بھی کہہ دوں۔ آپ یہاں جس مقصد کے لیے آئی ہیں پوری لگن سے اسے حاصل کرنا ہے ڈاکٹر حامد علی نے سنجیدگی سے کہا تھا اور پھر تمام کلاسز اٹینڈ کرنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ ڈاکٹر بننا کتنا مشکل ہے۔''

''میں نہیں پڑھ سکتی اتنے سارے لوگوں میں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ مجھے یہاں سے جانا ہوگا وہ خود سے کہتی ہوئی وہاں سے چلنے لگی۔ وہ مین ہال سے نکل کر باہر کی جانب جا رہی تھی جب اسپیڈ سے آتی باسکٹ بال

زور سے اس کی کمر پر لگی۔"

"آؤچ۔ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا اور غصے سے پیچھے کی جانب گردن موڑتی ہوئی لال پیلی ہوگئی۔ وہ باسکٹ بال پلیئر اور کوئی نہیں ابیر ہی تھا۔ وہ غصے سے وہاں سے چلی گئی۔ اور ابیر نے دوبارہ کھیلنا شروع کر دیا۔"

"واؤ! ابیر از سو ہینڈسم! یہ کتنا اچھا کھیلتا ہے۔ کاش یہ میرا بوائے فرینڈ ہوتا۔"

احد یدا سے رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پاس کھڑی ملیحہ سے بولی میر بھی وہیں کھڑا تھا ابیر کی تعریف اسے ہضم نہیں ہوئی اور فوراً بولا۔

"Come on girls۔ ابیر کو تو باسکٹ بال کا "X" بھی نہیں آتا۔ اسے باسکٹ بال کھیلنا میں نے سکھایا ہے۔"

"پر میر باسکٹ بال میں "x" نہیں ہوتا۔ ملیحہ منہ بنائے بولی جس پہ میر کو چپ سی لگ گئی۔ اور وہ دونوں ہنستے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔"

☆.....☆.....☆

"حرمین میری بچی! کیسا رہا تمہارا کالج کا پہلا دن؟ جب سے آئی ہو خاموش بیٹھی ہو۔ مجھے تو لگا تھا آج تم بہت خوش ہوگی۔ کالج سے آ کر مجھے ڈھیروں باتیں بتاؤ گی۔ دادو آج یہ ہوا۔ آج وہ ہوا، پر تم نے.....وہ بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھ گئیں۔"

"کچھ نہیں دادو، مجھے نہیں پڑھنا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس کے آنسو دیکھ کر گلاب دادو کا تو جیسے کلیجہ ہی منہ کو آ گیا۔"

"کیا ہوا حرم! تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو....."

"دادو مجھے باہر کی دنیا میں نہیں جانا، یہ دنیا اچھی نہیں ہے یہاں اچھے لوگ نہیں ہیں۔ کوئی بھی بھروسے کے لائق نہیں ہے۔" اس نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھا کر ایک نظر دادو کو دیکھا۔

"دادو میری زندگی میں پہلے مصیبتیں کم تھیں جواب اور آ گئی ہیں" اس کا لہجہ بہت تکلیف بھرا تھا۔

"میری بچی! آخر ہوا کیا ہے کچھ تو بتاؤ اپنی دادو کو۔" اس نے پورے دن کی تمام باتیں گلاب دادو کو

بتائیں۔گلاب دادو نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر اپنی بات شروع کی۔

''بیٹا! تم نے ابھی تک دنیا دیکھی ہی کہاں ہے۔تم کبھی باہر نکلی ہی نہیں ہو،اس لیے تم نے اس دنیا کے لوگ نہیں دیکھے۔بیٹا! سب تمہارے جیسے معصوم اور اچھے نہیں ہوتے تبھی میں نے کہا تھا کہ سنبھل کر رہنا۔''

''حرم! تم اب اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی، یہ تمہاری زندگی کا ایک نیا سفر ہے جو تم نے خود طے کیا ہے اور اب تمہیں ہر حال میں یہ سفر پورا کرنا ہے حرم تمہیں خود پر بھروسہ کرنا سیکھنا ہوگا۔''

''دادو مجھے خود پر بھروسہ نہیں ہے۔میں ہمیشہ دل اور دماغ کے فیصلے میں کنفیوژ ہو جاتی ہوں۔اس کی اداسی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔''

''حرم تمہیں خود پر نہ سہی پر اپنے اللہ پر تو بھروسہ ہے نا؟''

''ہوں۔'' وہ اب گلاب دادو کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔

''تو بس پھر ہمیشہ اپنے رب پر بھروسہ رکھنا وہ تمہیں کبھی مایوس نہیں ہونے دے گا۔اللہ بخشے تمہارے دادا کو، وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔''اللہ تعالیٰ اپنے صابر اور مومن بندے کے درجات بلند کرنا چاہتا ہے۔تبھی اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر راضی ہو اور صبر کرے۔نتیجے میں اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں صابرین کے اجر سے نوازے اور اسے اپنے یہاں کامیاب لوگوں میں لکھ دے۔''

''اور بیٹا تمہیں پتا ہے ہمارے انبیائے کرام اور نیک لوگوں کو بھی آخری دم تک مصیبت کا سامنا رہا تھا اور ایک بات یاد رکھو،تم جب تک خاموش رہو گی، لوگ تمہاری خاموشی کا فائدہ اٹھائیں گے۔حرم تم بولنا سیکھو، اپنے حق کے لیے لڑنا سیکھو، اب تمہیں خود اپنی مشکلات کا سامنا کرنا سیکھنا ہوگا۔اب ہر وقت تو میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔'' وہ بہت دھیان سے گلاب دادو کی باتیں سن رہی تھی۔

''حرم تم میرے ساتھ تو اتنا بولتی ہو کہ سر ہی کھا جاتی ہو پھر باہر تمہاری آواز کیوں نہیں نکلتی؟''

''پتا نہیں دادو! شاید اتنے لوگوں کو دیکھ کر میں ڈر جاتی ہوں۔بس مجھے باہر کی دنیا میں نہیں جانا۔آپ ہی میری دنیا ہیں۔میری حسین دنیا۔'' اس کی بات پر گلاب دادو بے اختیار ہنس دیں۔

''تم بہت معصوم ہو، حرمین عارش! میری اللہ سے دعا ہے تمہیں کوئی ایسا ہمسفر ملے جو تمہارا بہت خیال

رکھے۔تمہیں اس دنیا سے روبرو کرائے، تمہیں اس دنیا میں جینا سکھائے اور تم جیسی ہو ویسے ہی تمہیں اپنائے میری بچی! تم بہت صبر والی ہو اللہ پاک تمہیں صبر عطا فرمائے آمین!'' وہ محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل میں اس کے لیے دعائیں کر رہی تھیں۔

گلاب دادو کی باتوں سے اسے بہت ہمت ملی تھی اور ایک بار پھر اس نے اپنے نئے سفر پر چلنے کا ارادہ کیا۔

☆.....☆.....☆

شام کے وقت آمنہ چچی اپنی بیٹی اجوا کے ہمراہ باہر لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں۔

''ماما حرمین نے کس کی اجازت سے ایڈمیشن لیا ہے؟''

''تمہاری گلاب دادو نے اجازت دی ہے۔''

''تو کیا پاپا کی اجازت لینا انہوں نے ضروری نہیں سمجھا؟''

''اماں جی نے تمہارے پاپا سے حرم کی پڑھائی کی بات کی تھی۔اب وہ اماں جی کی بات تو نہیں ٹال سکتے۔سو اجازت دے دی۔''

''پر ماما آپ تو کچھ بھی کر سکتی ہیں، اب حرم کی پڑھائی روکنے کے لیے آپ ہی کچھ کریں۔'' وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بولی۔

''ہوں.....وہ کسی سوچوں میں تھیں۔''

''ماما حرم ڈاکٹر بن جائے گی تو اس کے اتنے اچھے اچھے رشتے آئیں گے۔

تم فکر مت کرو اس کا انتظام میں نے کر لیا ہے۔وہ چائے کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔''

''کیسا انتظام؟'' وہ واضح چونکی۔

''حرم کی شادی میں اسد سے کروا دوں گی۔''

''اسد! حارث ماموں کا بیٹا۔وہ آوارہ۔جو سارا دن آوارہ گردی کرتا ہے۔واہ کیا رشتہ سوچا ہے آپ نے مزہ ہی آ گیا۔ویسے ماما اس شرابی کے تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔حرم جیسی خوبصورت بیوی جو مل جائے گی۔ورنہ اسے کس نے اپنی لڑکی دینی ہے۔اب آپ جلدی سے اس رشتے کی بات چلائیں اور نکاح کے دو بول

پڑھا کر رخصت کریں اسے۔''

اجواء حال ہی میں بی۔اے کے امتحان دے کر فارغ ہوئی تھی۔اور پچھلے ایک سال میں اس کے کافی اچھے رشتے آئے تھے پر جو بھی آتا حرم کو پسند کر کے چلا جاتا۔

''اجواء کی نسبت حرم بہت خوبصورت لڑکی ہے یہی وجہ تھی کہ حرم اجواء کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور دن بدن وہ اس سے نفرت کرنے لگی تھی۔''

''ماما نائیرہ آپی حرم کا اتنا خیال کیوں کرتی ہیں؟ اپنی شادی کے بعد جب سے وہ دبئی سے واپس آئی ہیں ہر وقت حرم کے ساتھ رہتی ہیں مجھے تو لگتا ہی نہیں ہے کہ وہ میری بہن ہیں۔ایسا لگتا ہے جیسے وہ حرم کی بہن ہیں۔ اجواء کا لہجہ بہت سخت تھا۔''

اسی دوران حرم اور نائیرہ کی ہنسی ان کے کانوں سے ٹکرائی جو ہنستے ہوئے باہر لان کی طرف آ رہی تھی۔آمنہ چچی کو دیکھتے ہی حرم کی ہنسی غائب ہوئی۔

''نائیرہ تم اس کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟ کتنی بار تمہیں سمجھایا ہے کہ اس کے ساتھ مت رہا کرو۔یہ تمہیں خراب کر دے گی جیسی ماں خراب تھی بیٹی بھی ویسی ہی ہوگی۔تم لکھ لو میری بات یہ ایک نہ ایک دن کوئی چن ضرور چڑھائے گی۔'' آمنہ چچی کے لفظ اسے لہولہان کر رہے تھے۔

وہ مزید اپنی ماں کے خلاف اور نہیں سن سکتی تھی وہ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

''ماما یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ کیوں حرم کو ناپسند کرتی ہیں۔حرم بہت اچھی لڑکی ہے کاش میں حرم کو اپنے ساتھ دبئی لے جا سکتی، آپ سب سے دور کیونکہ یہاں نہ تو اس کی کوئی قدر ہے اور نہ اس کے احساسات کی۔'' وہ غصے سے بولی۔

آمنہ چچی نے غصیلی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور نئے سرے سے آگ بگولہ ہو گئیں۔

''دیکھا اجواء کیسے ماں کے سامنے زبان چلا رہی ہے اسے پاکستان آئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور یہ اس منحوس ماری کے گن گانے لگی ہے۔ماں سے بات کرنے کی تمیز بھی بھول گئی ہے۔''

''آپ میری ماں نہیں ہیں۔'' وہ بے ساختہ بولی۔اگر آپ میری ماں ہوتیں تو جائیداد کی لالچ میں مجھے

ہرگز اپنے بھائی کو نہ دیتیں۔ آپ نے مجھے ماموں کو بیچا ہے۔ میں تو یہاں کبھی آنا بھی نہیں چاہتی تھی پر شاید میری قسمت میں بہت ہی پیاری گلاب داد واور حرم سے ملنا لکھا تھا۔ جو ماں اپنی پہلی اولاد کو بیچ سکتی ہے وہ تو کسی کی بھی اولاد کے ساتھ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ وہ دوٹوک باتیں سنا کر وہاں سے چلی گئی۔

''ماما یہ آپی کیا کہہ رہی ہیں۔ آپ نے انہیں بیچا.....'' اجواء کو تو جیسے جھٹکا سا لگا۔

آمنہ چچی نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے چلی گئیں۔

☆.....☆.....☆

آمنہ چچی کے کاموں کی بدولت وہ آج دیر سے کالج پہنچی۔ اور ایک بار پھر ابیر کی پاس والی جگہ اسے نصیب ہوئی۔ آج ڈاکٹر اکرم کی کلاس تھی۔ ان کا لیکچر چل رہا تھا۔

''سو کلاس مجھے امید ہے آپ لوگوں کو میرا لیکچر سمجھ آ رہا ہوگا۔ اور ایک اہم بات پچھلے جتنے بھی لیکچرز ہوئے ہیں مجھے ان سب کا اسائنمنٹ چاہیے اور آپ دو، دو لوگ مل کر اسائنمنٹ بنا سکتے ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ سر کے جاتے ہی حرمین نے بھی فوراً وہاں سے اٹھنا چاہا۔☆

''ایک بات کہوں! مس چشمش..... آئی ایم سوری۔ وہ کیا ہے نا میرا آپ کو باسکٹ بال سے مارنے کا ارادہ بالکل بھی نہیں تھا۔ وہ ایک ایکسیڈنٹ تھا۔'' حرمین نے کوئی جواب نہیں دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

''آپ کہاں جا رہی ہیں؟ اگر آپ چلی جائیں گی تو میں اسائنمنٹ کیسے بناؤں گا؟'' وہ چہرے پر غصہ سجائے خاموش کھڑی تھی۔

''ارے! کچھ تو بولو مس چشمش، گونگی ہو؟'' وہ اٹھ کر بینچ پر بیٹھ گیا۔

''پہلی بات میرا نام حرمین عارش ہے اور مجھے برا لگتا ہے جب کچھ لوگ اپنی ہی دنیا میں مگن رہتے ہیں۔ اور خود کے آگے کسی اور کا سوچ ہی نہیں سکتے۔ وہ نظریں جھکائے اپنی بات کہہ رہی تھی۔''

''ارے واہ! تم تو ہماری طرح بولتی بھی ہو۔ پر جب ہم کسی سے بات کرتے ہیں تو نیچے زمین پر دیکھ کر نہیں بولتے۔ بلکہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔''

''کچھ لوگوں کو لگتا ہے کہ بس جو بھی دوسروں کے بارے میں سوچ لیا وہی سچ ہے۔'' ابیر نے گردن گھما کر

یہاں وہاں دیکھا۔

''مطلب.....تم میرے بارے میں بات کر رہی ہو؟''

''ہاں۔تمہاری ہی بات کر رہی ہوں۔''

''مطلب.....تمہاری ہی بات کر رہی ہوں تمہیں کیا لگتا ہے بس یوں ہی ہنستے کھیلتے سوری کر لیا اور ہو گیا۔ جب تم تنگ کرو صحیح ہے جب تم سوری بولو تب بھی صحیح ہے، صحیح ہے وہ ہاتھوں کے اشارے سے بولا۔''

''مطلب.....کسی بھی زبان کے تیس لفظ پہلی بار میں نے تمہارے منہ سے سنے ہیں۔'' وہ شریر لہجے سے بولا۔

''تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کسی کو برا لگے یا کوئی Irritate ہو تمہیں دوسروں کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔'' اس بار اس نے اپنا غصہ دکھایا۔

''واؤ.....کیا غصہ ہے؟'' حرمین یہ کچھ نوٹس ہیں تم اسے اسٹڈی کر لینا۔ سیف اسے نوٹس دیتے ہوئے بولا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر نوٹس تھامے۔جزاک اللہ سیف۔

''حرمین اگر تمہیں اسٹڈی کے حوالے سے کوئی بھی ہیلپ چاہیے ہو تم مجھ سے لے سکتی ہو۔''

''سیف تمہیں دکھائی نہیں دے رہا میں چشمش سے بات کر رہا تھا اور تم پتا نہیں کہاں سے ٹپک پڑے۔ابیر ان دونوں کے درمیان بولا۔''

''ابیر شاید تمہیں ایسا لگتا ہے اگر تم یہاں نہیں پڑھتے تو کوئی اور بھی نہیں پڑھتا۔'' سیف نے نرمی سے اسے دوٹوک جواب دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

''ہیلو! میرا نام مشال ہے اور تمہارا؟'' اس کے لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

''میرا نام حرمین عارش ہے۔پر دادو مجھے پیار سے حرم کہتی ہیں۔''

''نائس نیم!اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔فرینڈز؟'' حرم نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

''ویسے مجھے سب مشی کہتے ہیں۔''

''اچھا!'' وہ مسکرائی۔

''coffee''

''شیور!'' اب دونوں cafeteria کی جانب چل دیں۔

''ایکسکیوزمی! دو کافی لانا۔ مشی نے قریب سے گزرتے cafeteria boy کو آواز دی۔''

''میرا نام سمندر خان ہے۔ اور یہاں سب پیار سے مجھے ثمر کہتے ہیں۔'' وہ دوٹوک جواب دیتے ہوئے جواب وہاں سے چلا گیا۔

''واہ! اب اس کا attitude بھی جھیلنا پڑے گا۔'' مشی زیرلب بڑبڑائی۔ سر ہلاتے ہوئے اچانک اس کی نظر سامنے کھڑے ابیر اور میر پر پڑی۔

''واؤ ابیر یہاں بھی.....''

''دریا خان بات سنو!''

''دریا نہیں سمندر خان۔'' وہ چڑ کر بولا۔

''ہاں۔ ہاں دریا ہو یا سمندر دونوں میں ہوتا تو پانی ہی ہے۔ میرا ایک کام کرو یہ نوٹ وہ سامنے بیٹھی لڑکی کو دے دو۔'' اس ایک مہینے میں کافی لڑکیوں کو ابیر پر کرش ہو چکا تھا اور ثمر کے ساتھ ساتھ کئی لوگوں سے اس کی اچھی دوستی ہو گئی تھی اب سب اسے ابیر دا کول ڈوڈ کے نام سے جاننے لگے تھے۔

''یہ رہی آپ کی گرم گرم کافی اور یہ نوٹ!''

''نوٹ؟ پر کس نے دیا؟''

''ابیر نے! وہ وہیں حرم کے پاس کھڑا ہو گیا۔''

''اب تم کیوں سر پر کھڑے ہو گئے ہو، جاؤں یہاں سے.....'' مشی اکتا کر بولی۔

''نہیں میں جواب لیے بنا نہیں جاؤں گا۔ ابیر کا حکم ہے یہ نوٹ پڑھ کر جواب بھی دیں۔'' وہ ایسے ہاتھ باندھے کھڑا تھا جیسے ابیر کا پرسنل اسسٹنٹ ہو اور ماہانہ تنخواہ لیتا ہو۔

حرم نے نوٹ پڑھنا شروع کیا۔

''اتنا غصہ آپ کی آنکھوں کے لیے اچھا نہیں ہے۔ گرم کافی پی جیے اور کولڈ ہو جایئے۔''

''I Swear، وہ باسکٹ بال میں نے جان بوجھ کر نہیں ماری تھی۔'' اس نے غصیلی نگاہ ابیر پر ڈالی۔

''واؤ! ابیر کے ہاتھ کا لکھا ہوا نوٹ، حرم کیا میں اسے چھو کر دیکھ لوں؟''

مشی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ وہ ایسے خوش ہو رہی تھی جیسے وہ ابیر نہیں کوئی شاہ رخ خان ہو۔ حرم وہاں سے جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''الی القاء.....'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''مطلب.....؟''

''میرا مطلب ہے See you again'' حرم کے چہرے پر پھیکی مسکراہٹ بکھری اور وہ چلنے لگی۔

''حرم سنو!''

''ہوں.....''

''پلیز اس نوٹ کو سنبھال کر رکھنا۔'' وہ خاموشی سے چلی گئی۔

''یار لگتا ہے حرمین سے دوستی بڑھانی ہوگی، پہلی بار ایسی لڑکی دیکھ رہی ہوں جو ابیر کو گھاس نہیں ڈال رہی۔''

''ہیں..... ابیر گھاس کھاتا ہے۔'' ثمر حیرانی سے سر ہلاتے ہوئے بولا۔

☆.....☆.....☆

''ہیلو! میرا نام نوفل ہے'' رجسٹر پر پین چلاتی حرم کو نوفل نے اپنی طرف متوجہ کیا۔

''السلام وعلیکم!''

''وعلیکم السلام! حرمین جی مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔''

''جی بولیں!''

''ندا! بڑی سی چادر میں چھپی لڑکی نوفل کی دائیں جانب کھڑی تھی۔ ندا..... یہ حرم ہیں بہت نائس ہیں۔ آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ آپ کو لیکچر سمجھا دیں گی۔'' اس کو تسلی دیتے ہوئے حرم کے بارے میں اتنے یقین سے کہا۔ جیسے وہ برسوں سے اسے جانتا ہوں۔ اور حرم بی بی اس عزت افزائی پر کھل اٹھیں۔

''جی..... میں انہیں سمجھا دوں گی۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

''بہت شکریہ..... میں جانتا تھا آپ بہت اچھی ہیں۔'' گہری نظروں کے حصار میں اسے لیتے ہوئے نوفل نے ایک اور ڈائیلاگ بولا تو وہ جواب میں کچھ نہ کہہ پائی اور ندا کو لے کر وہاں سے چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

ایسے ہی کچھ مہینے گزر گئے اور خیر خیریت سے پیپرز بھی اچھے ہو گئے۔ آج فرسٹ سمیسٹر کا رزلٹ Announce ہوا تھا اور سب اپنے رزلٹ پر کم، ابیر کے رزلٹ پر زیادہ حیران تھے۔ جولڑکا کبھی کلاس میں سیریس ہی نہیں ہوا تھا اس نے فرسٹ سمیسٹر میں ٹاپ کیا تھا۔ سیف گم صم ایسے منہ بنائے بیٹھا تھا جیسے ابھی رو دے گا۔ حرم اور سیف کی سیکنڈ پوزیشن آئی تھی اور میر کی تھرڈ باقی سب کا بھی رزلٹ اچھا تھا۔

''سیف حوصلہ رکھو میرے دوست.....'' ابیر مسکراتے ہوئے مسخرانہ انداز میں بولا حرمین بھی وہیں کھڑی تھی۔

''ابیر سچ سچ بتاؤ تمہارا اتنا اچھا رزلٹ کیسے آیا؟''

''راز کی بات ہے۔'' وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

''حرمین مبارک ہو! دوسروں کے مقابلے میں تمہارا بہت اچھا رزلٹ ہے۔''

''خیر مبارک مشال..... مشال تم نے فاطمہ کو کہیں دیکھا ہے؟'' میر نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

''ہاں۔ وہ ابھی ابھی باہر گئی ہے۔''

''اچھا.....'' وہ باہر کی جانب لپکا۔

''فاطمہ.....''

''بولو!''

''کیا تم میری دوست بنو گی؟'' اگلے ہی پل میر کے گال پر زوردار تھپڑ پڑنے کی آواز سنائی دی اور اس کا گال لال ہو گیا۔ وہ اکثر اپنی شرارتوں کی وجہ سے لڑکیوں سے مار کھایا کرتا تھا۔

''ابیر اور میر بچپن کے دوست تھے۔ دونوں کالج کے ہاسٹل میں ایک ہی کمرے میں ساتھ رہتے تھے۔ ابیر بیڈ پر بیٹھا چادر اوڑھنے کی تیاری کر رہا تھا اور میر نیچے زمین پر بیٹھا تھا۔''

''یار ابیر تمہارا گھر تو کالج سے پاس ہی ہے پھر تم گھر کیوں نہیں چلے جاتے؟''

''میر تم اچھے سے جانتے ہو میں وہاں نہیں جانا چاہتا۔''

''ابر جو ہوا۔ اسے بھول جاؤ۔''

''مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی مجھے نیند آ رہی ہے۔ میں سونے لگا ہوں۔''

''اچھا! ویسے کلاس میں بہت مزہ آیا۔ سب تمہارے رزلٹ کو لے کر کتنا حیران تھے۔ وہ نرمی سے مسکراتے ہوئے بولا۔''

''ہاں۔ حیران تو تھے اب وہ لیٹ گیا۔''

''حرمین نے تمہیں معاف کیا.....؟ کیا وہ تمہاری دوست بنی؟''

''نہیں ابھی تک تو نہیں۔ وہ کوئی رسپونس ہی نہیں دیتی..... خیر چھوڑو، سو جاؤ۔''

''ابیر کبھی کبھی تم مجھے سمجھ نہیں آتے۔ تم ایک بند کتاب کی طرح ہو جسے کوئی پڑھ نہیں سکتا۔''

''میں چاہتا بھی نہیں کہ کوئی مجھے پڑھے۔'' اب لائٹ بند کر دو۔

☆.....☆.....☆

ڈاکٹر اکرم کے لیکچر کے دوران ابیر نے ایک نوٹ لکھ کر میر کو آگے دینے کا کہا اور میر نے آگے بیٹھی مشال کو اور اس نے مزید تین اسٹوڈنٹس کو، بہر حال وہ نوٹ حرم تک پہنچ ہی گیا اور اس نے نوٹ پڑھنا شروع کیا۔

''چشمش میں سچ میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں، میں مزید تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔ آئی ایم سوری۔'' حرم نے نوٹ موڑ کر پھینک دیا۔

ایک بار پھر ابیر نے نوٹ لکھا اور پاس کیا۔

''ابیر سر نے دیکھ لیا تو بے عزتی ہو جائے گی۔''

''میر تم آگے پاس کرو پہلے تمہاری بڑی عزت ہے۔'' وہ آہستہ سے بولا۔ حرم تک نوٹ پہنچا تو ایک بار پھر اس نے پڑھنا شروع کیا۔

''چشمش کیا تم مجھے ایک موقع نہیں دو گی..... کیا ہم دوست نہیں بن سکتے .....'' اس بار پھر جواب میں خاموشی تھی۔ ابیر ڈھیٹ شخص تھا وہ بنا جواب لیے کہاں سکون سے بیٹھنے والا تھا۔ مزید ایک اور نوٹ لکھ کر میر کو پاس

کیا۔ میر مشال کو دینے ہی والا تھا کہ ڈاکٹر اکرم کی نظر اس نوٹ پر پڑ گئی۔

"Meer stand up! What are you doing?"

"جج۔۔۔۔۔جی سر کچھ بھی نہیں۔" وہ جھجکتے ہوئے بولا۔

"یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟" میر نے فوراً ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔۔۔کچھ بھی تو نہیں سر!

"ادھر دو مجھے۔" ڈاکٹر اکرم نے ہاتھ بڑھایا تو مجبوراً میر کو وہ نوٹ دینا پڑا۔ ڈاکٹر اکرم نے نوٹ کھول کر پڑھنا شروع کیا۔

چلو آ ؤ اب موسم کا مزہ چکھیں۔

تمام دوائیاں بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔

تم سے ملنے کی اب کیا جستجو کریں

طبیعت زیادہ خراب ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں

ہماری چاہت کا کچھ تو خیال کریں

سیرپ کو اچھی طرح ہلا کر استعمال کریں

دل میرا ٹوٹ گیا، اٹھی جب اس کی ڈولی

صبح، دوپہر، شام ایک ایک گولی

دل میرا عشق کرنے پر رضامند رہے گا

جمعے کے دن کلینک بند رہے گا۔۔۔۔۔!

"اب تو مسکرا دو۔" نوٹ پڑھتے ہی ڈاکٹر اکرم نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

"Meer shame on you۔ تم ایسے لطیفے لکھ کر لڑکیوں کو دیتے ہو۔ تم ڈاکٹر بن رہے ہو یا شاعر؟ شرم تو آتی نہیں ہے۔ بچوں جیسی حرکتیں کرتے ہوئے۔ کم از کم اپنے پیشے کا ہی خیال کر لیتے۔ Get out from my class"

"But Sir"

''I said out۔'' ڈاکٹر اکرم چلائے۔

میر نے جاتے جاتے غصے سے ابیر کی جانب دیکھا اور دل ہی دل میں اسے گالیاں دیتے ہوئے کلاس سے باہر چلا گیا۔ کلاس ختم ہونے کے بعد جب ابیر کلاس سے باہر نکلا تو میر اس پر ٹوٹ پڑا۔

''کمینے ہمیشہ میرے ساتھ یہی ہوتا ہے پنگے تو کرتا ہے اور پھنستا میں ہوں۔ I hate you۔ دفع ہو جا اس سے پہلے کہ میں تیرا خون کر دوں۔'' ابیر قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا۔ اب تمہاری قسمت ہر وقت خراب رہتی ہے تو میں کیا کروں۔

''قسمت..... میری قسمت تب سے خراب ہوئی ہے جب سے تو میری زندگی میں آیا ہے۔ کوئی لڑکی مجھ سے سیٹ نہیں ہوتی۔ سب تیرے پیچھے لگی رہتی ہیں میں کوئی پنگا بھی نہیں کرتا پھر بھی تیری وجہ سے پھنس جاتا ہوں اگر تجھے پھنسانے کے لیے کچھ کروں تب بھی میں ہی پھنس جاتا ہوں تو میری زندگی میں آیا ہی کیوں ہے؟'' میر کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا اور ابیر بری طرح اس پر ہنس رہا تھا۔

''میر جس دن میں تمہاری زندگی سے چلا گیا اس دن تم مجھے بہت یاد کرو گے۔'' اس کا لہجہ بہت نرم تھا۔ میر کچھ دیر خاموشی سے دیکھتا رہا اور پھر اس کے گلے لگ گیا۔

☆.....☆.....☆

''حرمین کچن کا کام ختم کرتے ہی فوراً تیار ہو جاؤ۔'' حرم چونکی۔

''زیادہ چونکنے کی ضرورت نہیں ہے اسد جہانگیر آ رہا ہے تمہیں پک کرنے، تم اس کے ساتھ باہر ڈنر پر جا رہی ہو اور خبردار جو کوئی بہانہ بنایا۔''

''میرے بھتیجے نے پہلی بار مجھ سے اپنی خواہش ظاہر کرتے ہوئے کوئی فرمائش کی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ تمہارے فضول ڈراموں سے اس کی خواہش ادھوری رہ جائے۔'' آمنہ چچی اپنا حکم سناتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔ حرمین نے آنکھیں بند کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔ اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔

''اللہ پاک اب یہ کیا مصیبت ہے؟ میں کیسے اسد کے ساتھ رات کے اس پہر باہر چلی جاؤں۔ نہیں اللہ پاک میں نہیں جاؤں گی۔'' اس نے دل میں طے کر لیا۔ وہ چلتی ہوئی زینے پر جا کر بیٹھ گئی۔

''حرم تم اب تک تیار نہیں ہوئیں۔ زینے پر بیٹھی حرم کو دیکھتے ہی آمنہ چچی نے سوال کیا۔''

''نن۔ نہیں چچی! مے..... میں نہیں جاؤں گی۔ بہت ہی ہمت کے بعد وہ آمنہ چچی کے سامنے زبان کھول پائی تھی۔''

''بدتمیز میرے سامنے زبان چلاتی ہے۔'' چچی نے اسے تھپڑ رسید کیا۔ اسی پل اس کے آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے بہنے لگی۔ آمنہ چچی نے آگے بڑھ کر اسے کس کر بازو سے پکڑا۔

''میں دیکھتی ہوں تو کیسے نہیں جاتی اگر شرافت سے نہ گئی تو مجھے زبردستی بھی کرنا آتی ہے۔''

''اسد آتا ہی ہوگا۔'' مجھے دس منٹ میں تم یہاں تیار کھڑی نظر آؤ۔ سمجھی۔ اپنی بات مکمل کرتے ہی چچی نے اسے اپنے سے دور دھکا دیتے ہوئے اس کا بازو چھوڑا۔

گلاب دادو پچھلے کچھ دنوں سے اپنی چھوٹی بیٹی بشریٰ کے یہاں گئی ہوئی تھیں ان کے یہاں ننھے مہمان کی آمد ہوئی تھی۔ گلاب دادو اپنی اکلوتی بیٹی کی اولاد کو دیکھنے گئی ہوئی تھیں۔

وہ روتے ہوئے تیزی سے اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ اگر گلاب دادو یہاں ہوتیں وہ کبھی بھی مجھے اسد کے ساتھ جانے نہ دیتیں۔ آج میری مدد کرنے کے لیے نائیرہ آپی اور سعد بھی نہیں ہیں۔ آج مجھے اللہ کے سوا اور کوئی بچا نہیں سکتا۔ اس نے سر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا۔

''اللہ پاک میں جانتی ہوں آپ مجھے کبھی رسوا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ میری حفاظت کریں گے۔ اللہ پاک میں مجبور ہوں میں کچھ نہیں کر سکتی پر آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔'' وہ بے دلی سے تیار ہونے لگی۔ کچھ ہی دیر میں کار کے ہارن کی آواز سنائی دی اور وہ مرے مرے قدموں سے باہر کی جانب چل دی۔

اسد نے سر سے پیر تک ایک گہری نگاہ دوڑائی جو کھلے سیف پائجامے پہ تیز نیلے رنگ کی قمیض گلے میں رسی کی طرح جھولتا دوپٹہ، حسب معمول آنکھوں میں ہلکا سا کاجل۔ سادہ سے سوٹ میں بالوں کی ڈھیلی ڈھالی چٹیا کیے وہ بہت عام لگ رہی تھی۔ اسد نے کار کا فرنٹ ڈور کھولا، اور وہ ایک انجانہ سا خوف دل میں لیے کار میں بیٹھ گئی۔ اسد جہانگیر نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''کیا کبھی تم سے کسی نے کہا ہے کہ تمہاری یہ براؤن آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ اور تم خود بھی کافی حسین

ہو،اور تمہارے یہ لمبے بال وہ اس کے بالوں کو چھونے لگا۔'' حرم خود کو غیر محفوظ محسوس کرنے لگی۔

''یہ..... یہ کیا کر رہے ہیں؟''

وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔اب وہ اس کی گال پر ہاتھ لگانے لگا۔تمہارے یہ گلابی گال۔اس کا لہجہ نہایت ہی فلرٹی تھا۔حرم نے ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پیچھے کیا۔

''کار روکیں!''

''کیا؟''

''میں نے کہا کار روکیں مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا'' اس نے درشت انداز میں تنبیہ کی تھی۔مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا، وہ ہنستے ہوئے اپنی شہادت کی انگلی اس کی پیشانی پر پھیرتے ہوئے اس کے لبوں تک لے آیا۔ حرم نے اس کی اس بدتمیزی پر اسے زوردار تھپڑ رسید کیا۔وہ غصے سے اس کی جانب دیکھنے لگا اور اس کا بازو بہت ہی مضبوطی سے پکڑ لیا۔

''ابھی تمہیں بتاتا ہوں۔اصل بدتمیزی کیا ہوتی ہے۔اب زیادہ ناٹک مت کرو میرے سامنے اچھے سے جانتا ہوں تمہاری ماں کے کرتوت۔اب دیکھتا ہوں تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے۔؟''

اس نے اسے اس کی ماں کا طعنہ دیا اور دیتا بھی کیوں نہ آخر، آمنہ چچی نے اپنے میکے میں عافیہ کو مشہور جو کر رکھا تھا۔حرم کی روح کانپ اٹھی اس کے چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا اس کے بے شمار آنسو زاروقطار بہنے لگے۔وہ چلانے لگی۔

''پلیز مجھے چھوڑ دو، مجھے جانے دو..... میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے!'' وہ اس سے اپنی عزت کی بھیک مانگنے لگی۔پر اسد کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔اس نے کار کی سپیڈ بڑھا دی۔

''اب رات کے اس پہر کون مجھے بچائے گا؟ میرا رب میری مدد کو کسے بھیجے گا۔اللہ پاک میری عزت بچالے۔'' وہ دل میں دعائیں کرتے ہوئے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔اسی دوران کار کا اگلا ٹائر پنکچر ہو گیا اور کار رک گئی۔تھوڑی ہی دوری پر Centurs mall تھا۔حرم موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کار سے بھاگ نکلی۔ اس کا ارادہ Centrus mall میں چھپ جانے کا تھا۔اس کا دوپٹہ وہیں گر گیا۔

جولڑکی کبھی دن میں بھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی وہ آج اپنی چچی اور اس خبیث شخص کی بدولت رات کے اس پہر سنسان راستے پہ پاگلوں کی طرح دوڑ رہی تھی۔ اسد اس کا نام پکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ حرم مال کے قریب پہنچ چکی تھی اس کی منزل اس کے سامنے تھی وہ اور تیز بھاگنے لگی اور بھاگتے بھاگتے ایک شخص سے ٹکرائی اور زمین پر گر گئی۔

''اوہ..... آئی ایم سوری..... آپ ٹھیک ہیں؟'' وہ نوجوان سا اونچا لمبا لڑکا اس کی خیریت معلوم کرنے لگا۔ بال چہرے پر آنے کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ وہ فوراً اٹھی اور بنا کوئی جواب دیے وہاں سے بھاگی۔ وہ شخص بہت حیرانی سے اسے بھاگتا ہوا دیکھنے لگا۔ اسد پیچھے چلا رہا تھا۔

''اے لڑکی! رک جاؤ کہاں تک بھاگو گی؟'' حرم نے بھاگتے ہوئے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا، اسد بہت تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ وہ شخص اب بھی وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اور اسے دیکھتے ہی وہ چونکا۔ چشمش؟

''یہ تو چشمش ہے۔ اگلے ہی پل اسے یاد آ گیا کہ اس نے پہلی بار حرمین عارش کو کہاں دیکھا تھا؟ اس روز بھی وہ اسی طرح بھاگتے ہوئے Centurus mall کے باہر اس سے ٹکرائی تھی۔ اور بنا کوئی جواب دیے غائب ہو گئی تھی۔ اور آج بھی وہ اسی طرح بھاگ رہی تھی۔'' ابیر نے بھی ان کے پیچھے بھاگنا شروع کیا۔ شاید ابیر کو آنے میں دیر ہو چکی تھی۔ اسد اس تک پہنچ گیا تھا اور زبردستی اسے بازو سے کھینچتا ہوا لے جا رہا تھا۔

''رکو! اسے کہاں لے جا رہے ہو؟'' اسد نے کوئی جواب نہیں دیا وہ اسی طرح اسے کھینچتے ہوئے لے جا رہا تھا۔

''لڑکے ہاتھ چھوڑو اس کا.....''

وہ پیچھے سے چلایا۔ ابیر کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

''میں نے کہا ہاتھ چھوڑو.....'' ابیر نے غصہ دکھانے کی کوشش کی۔

''نہیں چھوڑتا کیا کر لے گا؟'' اس وقت ابیر کو خود پر کوئی اختیار نہ تھا۔ حرم کو اس طرح روتا دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ چھڑوانے لگا جس پر اسد نے اسے مکا دے مارا۔ حرم اب بھی ہچکیوں سے رو رہی تھی اس کا دماغ بالکل خالی تھا۔ ابیر کو مزید غصہ آنے میں ایک پل بھی نہ لگا اور اس نے بھی جواب میں

اسد کو مارنا شروع کر دیا۔ اسد نشیلی چیزیں کھانے کی وجہ سے اتنا کمزور تھا کہ ابیر سے لڑنے کی اس میں طاقت نہ تھی۔ وہ بمشکل اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگا۔ حرم بچوں کی طرح رو رہی تھی۔

''چشمش تم ٹھیک تو ہو، یہ لڑکا کون تھا؟ اور تمہارا دوپٹہ کہاں ہے؟'' اس کی آنکھوں میں حرم کے لیے ہمدردی تھی۔ حرمین عارش بنا کوئی جواب دیے اس سے لپٹ گئی اور تیز تیز رونے لگی۔ ابیر نے اسے چھوا تک نہیں وہ بت بنے کھڑا رہا۔ کچھ ہی دیر میں جب حرم کا دماغ ٹھکانے آیا تو وہ فوراً اس سے الگ ہو گئی۔

''حرم یہ لو میری جیکٹ پہن لو۔ اسے حرم پر ترس آنے لگا۔ وہ واقعی بہت ڈری ہوئی تھی۔ وہ حیران تھی جو شخص ہمیشہ اسے تنگ کرتا رہتا تھا آج اسی نے اس کی جان بچائی تھی۔'' وہ دل ہی دل میں اللہ پاک کا شکر ادا کرنے لگی۔ واقعی کبھی کبھی اللہ پاک ان لوگوں کو وسیلہ بنا دیتا ہے جو آپ کے ذہن و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔

''حرم یہ لڑکا کون تھا؟ اور تم اتنی رات کو اس کے ساتھ.....'' حرم نے کوئی جواب نہ دیا وہ اب بھی مسلسل روتی جا رہی تھی۔

''اگر تمہیں نہیں بتانا تو اٹس اوکے..... چلو میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں۔'' حرم چپ چاپ اس کے ساتھ چلنے لگی اور وہ چلتے چلتے مال کے عین سامنے آ پہنچے۔

''تم یہاں رکو! میں پارکنگ ایریا سے کار لے آؤں۔'' کچھ ہی دیر میں وہ کار لے آیا اور حرم گم صم سی کار میں بیٹھ گئی۔ ابیر اس کی کیفیت سمجھ گیا تھا وہ پریشان تھی، ڈری ہوئی تھی۔

''چشمش پریشان مت ہو اب تم محفوظ ہو، ویسے تمہارا چشمہ کہاں ہے..... بھاگتے ہوئے کہیں گر گیا میں؟ ایک بات بتاؤ! بھاگنا تمہاری فیورٹ ہابی ہے کیا.....؟ تم آج دوسری بار بھاگتے ہوئے مال کے باہر مجھ سے ٹکرائی ہو وہ اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کرنے لگا۔'' پر حرم نہ جانے کن سوچوں میں گم تھی۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

☆.....☆.....☆

سیکنڈ سمیسٹر کے پیپرز سر پر تھے۔ ابیر اپنے ہاسٹل کے کمرے میں کتابیں لیے بیٹھا تھا۔ پر کچھ پڑھ نہیں پا رہا تھا اس کی نظروں کے سامنے وہی منظر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔

''حرم کا بھاگتے ہوئے اس سے ٹکرانا.....اچانک اس کے گلے لگ جانا.....اس کے وہ بہتے آنسو، اور وہ لڑکا کون تھا؟ اسے کیوں زبردستی کھینچ کر لے جا رہا تھا.....'' یہ تمام باتیں اسے پریشان کرنے لگی تھیں اور اس کے چہرے پر فکرمندی کے تاثرات تھے وہ حرم کی سوچوں میں گم ہو گیا۔

''کیا ہوا ابیر پریشان دکھ رہے ہو؟''

''وہ Cinderella ہے میر..... ہر بار بھاگتے ہوئے ٹکراتی ہے اور بغیر جواب دیے چلی جاتی ہے۔'' وہ کھوئے کھوئے انداز سے بولا۔

''کون Cinderella؟''

اس کے لب بھینچ گئے۔ حرمین عارش! اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

''حرمین عارش Cinderella ہے! میر۔''

''ابیر سسپنس کریٹ مت کرو جو بات ہے صاف صاف بتاؤ۔''

وہ خاموش تھا۔ ابیر وہ چلا کر بولا۔

''ہوں.....جی.....جی وہ چونک کر سنبھلا۔''

''تم کہاں کھوئے ہوئے ہو؟ مجھے پوری بات بتاؤ'' ابیر نے اسے کل رات کا قصہ سنایا۔

''اوہو! تو تم پریشان ہو کہ اتنی رات کو حرم کے ساتھ وہ لڑکا کون تھا؟''

''چشمش کے ساتھ ضرور کچھ برا ہو رہا ہے..... میر شاید وہ کسی مصیبت میں ہے۔ اس کی وہ روتی ہوئی براؤن آنکھیں، اس کی آنکھیں کافی کچھ کہہ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں کا وہ درد میں نے محسوس کیا تھا اور جب وہ میرے گلے لگی مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ جیسے مجھے کوئی اپنا مل گیا میر وہ بہت بھولی ہے ہر کسی پر یقین کر لیتی ہے۔''

''ہاں.....بس تجھ پر ہی نہیں کرتی۔'' میر زیر لب بڑبڑایا۔ ابیر نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''وہ مجھ پر کیسے یقین کرے گی میں نے اسے تنگ جو کیا ہے پورے کالج کے سامنے میں نے اس کا مذاق بنایا تھا پر مجھے کیا پتا تھا کہ وہ اتنی بھولی اور معصوم نکلے گی۔''

''ابیر تم دوسروں کو چھوڑو پہلے اپنی لائف سیٹ کرو، تم کیوں اس کی اتنی فکر کر رہے ہو۔ آخر تمہارا اس سے رشتہ کیا ہے؟''

''کچھ رشتے بہت خوبصورت ہوتے ہیں میر جن کا کوئی نام نہیں ہوتا ان پر ہمارا حق خود بخود ایسے ہو جاتا ہے کہ وہ ہمیں ہر حال میں ساتھ چاہیے ہوتے ہیں۔ بنا کسی لالچ اور غرض کے، بس ان کا ہماری زندگی میں ہونا ہی بہت سکون کا باعث ہوتا ہے۔'' وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولا۔

☆.....☆.....☆

حرمین عارش گھر کے کاموں میں مصروف تھی جب آمنہ چچی کی کڑک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

''حرمین یہاں آؤ۔'' حرمین کا چہرہ مارے خوف کے زرد پڑ گیا اور بھاگتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں آئی۔ آمنہ چچی کی آواز اتنی تیز تھی کہ اجواء اور اسفند صاحب بھی لاؤنج میں آ گئے۔ حرم کے آتے ہی آمنہ چچی نے ایک زوردار تھپڑ اسے رسید کیا۔

''بے شرم، بے حیاء، تو نے میرے بھتیجے پر اتنا گھٹیا الزام لگایا۔ گلاب دادو لاہور سے واپس آ چکی تھیں اور آتے ہی یہ منظر دیکھ کر گلاب دادو کو بہت بڑا جھٹکا لگا۔''

''آمنہ! یہ تم کیا بک رہی ہو؟'' گلاب دادو تیز آواز سے چلائیں۔ گلاب دادو کو سامنے کھڑا دیکھ سب چونک گئے۔

''اماں جی..... آپ کب آئیں؟ فون کر دیا ہوتا میں اسٹیشن پر لینے آ جاتا۔'' اسفند صاحب ماں کو دیکھتے ہوئے بولے۔

''اماں جی! اپنی لاڈلی پوتی سے پوچھیں۔ یہ کیا گل کھلا کر آئی ہے حرمین کے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے۔ آج آمنہ چچی نے اس کی عزت پر ایک نیا داغ لگا دیا تھا۔''

''خدا کا واسطہ آمنہ! پہیلیاں نہ بجھاؤ، صاف بات بتاؤ ہوا کیا ہے؟'' اس بار اسفند صاحب تیز لہجے سے بولے۔

''کچھ دن پہلے اسد اسے اپنے ساتھ باہر ڈنر پر لے گیا تھا۔ کہ چلو کچھ وقت ساتھ میں گزار لیں گے اس بہانے ایک دوسرے کو جان لیں گے۔ پر یہ نامراد آخر گئی ہے ناں اپنی ماں پر، اس سے گھٹیا اور بے ہودہ قسم کی

گفتگو کرنے لگی اور نجانے کیا کیا گھٹیا حرکتیں کرنے کو کہنے لگی جب اس نے منع کیا تو اس منحوس ماری نے اس پر زبردستی کا الزام لگا دیا۔''

''جبران بھائی نے مجھے گھر بلایا تھا اس رشتے سے منع کرنے کے لیے اور ساتھ ہی اس کے کرتوت بھی بتائے۔ خدا کی قسم! میں اتنا شرمندہ ہوئی۔ اس نے تو ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ میں نے تو بھلا ہی کیا تھا کہ کمبخت ماری کا اچھی جگہ رشتہ ہو جائے۔'' آمنہ چچی مسلسل بولی چلی جا رہی تھیں۔

''بس چپ کر جاؤ آمنہ! بہت بول لیا تم نے۔ میری حرم ایسی بالکل نہیں ہے۔ اس کی پرورش میں نے کی ہے تمہارا بھتیجا بکواس کرتا ہے۔'' گلا بداد و فوراً بولیں۔ اس بار اسفند صاحب نے بھی خاموشی توڑ دی اور گلاب دادو کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے بولے۔

''آمنہ میری بھتیجی پر انگلی اٹھانے سے پہلے ذرا اپنے بھتیجے کی شخصیت پر نظر ڈالو کہ وہ کیا ہے؟ کیا وہ اس کے لائق ہے۔ مجھے حرم پر پورا یقین ہے یہ کبھی ایسا نہیں کر سکتی۔ اور کس سے پوچھ کر تم نے حرم کو اسد کے ساتھ بھیجا .....اور کس کی اجازت سے تم نے اس شرابی کے ساتھ حرم کا رشتہ طے کیا؟ میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ آئندہ حرم کے لیے اس شرابی کا نام بھی مت لینا اس گھر میں.....'' اسفند صاحب پر غصہ غالب آ گیا۔

''پر اسفند برائی کیا ہے اس میں، نشہ ہی تو کرتا ہے۔ شراب ہی تو پیتا ہے جب بیوی آئے گی خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔''

''آمنہ خدا کا کچھ خوف کرو۔ نشے کی لت اگر ایک بار لگ جائے تو دوبارہ ہٹتی نہیں ہے تم پچھلے بیس سالوں سے اس معصوم کے ساتھ زیادتیاں کر رہی ہو۔ کچھ عقل کو ہاتھ مارو، تمہاری بھی بیٹیاں ہیں۔ دوسروں کی اولاد کا برا چاہو گی تو تمہاری اولاد کے ساتھ بھی برا ہی ہو گا۔'' اسفند صاحب خوب اپنی بیوی پر برسے اور آمنہ بی بی کو چپ ہی لگ گئی۔

''میر حرم پچھلے ایک ہفتے سے کالج نہیں آ رہی ہے۔ وہ ٹھیک تو ہو گی ناں؟''

''مجھے نہیں پتا، میں نے مشی سے پوچھا تھا پر اسے بھی کچھ نہیں پتا۔''

''اچھا! وہ ہاسٹل کے باہر چہل قدمی کرنے لگا۔''

''یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ میں اس دن سے حرم کے بارے میں کیوں سوچ رہا ہوں۔ کیوں بنا کسی رشتے کے مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے میرا تو اس سے کوئی رشتہ بھی نہیں ہے پھر کیوں جب وہ میرے گلے لگی تو مجھے ایک اپنا پن محسوس ہوا۔'' اس کے ذہن میں کئی سوال تھے پر جواب کوئی نہیں تھا۔ وہ روتا ہوا دلکش چہرہ ہر روز اس کے سامنے آتا اور وہ تڑپ کر رہ جاتا۔

عشاء کی نماز کے بعد گلاب دادو بیڈ پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ جب حرمین نماز پڑھ کر ان کے پاس آئی اور گلاب دادو کے گلے سے لگ کر خوب روئی۔

''حرم میری بچی! بس کرو نہ رو، ابھی تمہاری دادو زندہ ہے۔ میں جانتی ہوں تم بے قصور ہو۔ اب رونا بند کرو اور مجھے پوری بات بتاؤ، اس رات تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟'' حرم نے روتے روتے گلاب دادو کو پورا قصہ سنایا۔ گلاب دادو نے مارے صدمے کے دل پہ ہاتھ رکھ لیا۔

''ہائے! میرے خدا میرے پیچھے میری بچی کے ساتھ اتنا سب ہو گیا۔ اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ آمنہ تمہارے ساتھ ایسا کرے گی میں کبھی تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتی۔ پر مجھے کیا پتا تھا کہ تمہاری پھوپھو اتنے دن تک روک لیں گی۔ اگر سعد یہاں ہوتا وہ تمہارا ضرور خیال رکھتا۔''

سعد پڑھنے کے لیے ان دنوں امریکہ گیا ہوا تھا۔

''میری بچی رونا بند کرو، اب میں دیکھتی ہوں تمہاری مرضی کے خلاف کون تمہاری شادی کرواتا ہے۔ بیڑہ غرق ہو اس اسد کا، میری معصوم سی بچی پر اتنا گھٹیا الزام لگاتے ہوئے اسے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ اس کے ماں باپ اچھے سے جانتے ہیں کہ ان کا لڑکا کتنا کمینا ہے انہیں بھی شرم نہیں آئی کے ہم ایک معصوم پر الزام لگا رہے ہیں۔'' گلاب دادو غصے میں بولی چلی جا رہی تھیں۔ کچھ یاد آنے پر وہ اچانک خاموش ہوئیں۔

''حرم یہ تو بتاؤ تم وہاں سے بھاگی کیسے؟ کس نے تمہیں بچایا، تم گھر کیسے آئی؟''

''ابیر نے!'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''ابیر کون؟''

''یاز میلتی..... میرا کلاس میٹ''

''کیا یہ وہی ہے جو تمہیں تنگ کرتا رہتا ہے؟'' گلاب دادو اپنی عینک کے شیشوں سے اسے گھورنے لگیں۔

''جی دادو مجھے امید نہیں تھی کہ ابیر مجھے بچائے گا۔''

''حرم بعض اوقات لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسا ہم نے ان کے بارے میں سوچ رکھا ہوتا ہے۔''

''دادو میں اس وقت بہت ڈری ہوئی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا مارے خوف کے میں ابیر سے لپٹ گئی اور زور زور سے رونے لگی پر جیسے ہی مجھے احساس ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا تو میں فوراً اس سے الگ ہوگئی۔ پر دادو اس نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا وہ بت بنے کھڑا رہا۔ میرا دوپٹہ گر گیا تھا تو اس نے مجھے اپنی جیکٹ پہننے کو دی۔ اور بہ حفاظت گھر بھی چھوڑ کر گیا۔''

''حرم یہ اچھی بات ہے کہ تم نے مجھے تمام بات بتائی پر آئندہ خیال رکھنا۔ میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسا ہم ان کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اگر وہ ایسا ویسا لڑکا ہوتا تو ضرور تمہاری معصومیت کا فائدہ اٹھاتا پر اس نے تمہیں ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ تمہاری بہت عزت کرتا ہے وہ بس چلبلہ سا لڑکا ہے۔ ہنسی مذاق میں تمہیں تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لڑکا زندگی کو جینا جانتا ہے اگر اس نے تمہیں تنگ کر بھی دیا تو کوئی بات نہیں، معافی بھی تو مانگی ہے کہ تم اسے معاف کر دو۔''

''ہوں.....'' اب وہ گلاب دادو کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔

''دادو آپ سے ایک بات پوچھوں؟''

''ہاں پوچھو! گلاب دادو اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر رہی تھیں۔''

''دادو میری ماں کیسی خاتون تھیں؟''

''چچی ہر وقت انہیں بری خاتون کیوں کہتی ہیں؟'' وہ اس وقت گلاب دادو کی گود میں لیٹی بالکل دس سالہ معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔

''دادو آپ کو پتا ہے میری دوست مشال کو اس کے ماموں نے لیپ ٹاپ گفٹ دیا ہے۔ دادو وہ ہر وقت اپنے ننھیال کی باتیں کرتی رہتی ہے اور مجھ سے بھی میرے ننھیال کے بارے میں پوچھتی ہے۔ اور میں جواب میں خاموش رہتی ہوں۔'' دادو آپ نے کبھی مجھے میرے ننھیال کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟ میرے نانا نانی،

ماموں مامی خالہ وغیرہ کون ہیں۔کہاں ہیں؟ وہ، معصومیت سے سوال پر سوال کیے جارہی تھی اور گلاب دادو کے پاس جواب میں کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

''حرم میرا خیال ہے اب تمہیں سونا چاہیے۔تم نے عشا کی نماز پڑھی؟''

''جی ..... پڑھی ہے۔دادو آپ میری باتوں کا جواب تو دیں۔میں جب بھی آپ سے کچھ پوچھتی ہوں آپ ٹال دیتی ہیں۔''

''حرم تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری ماں کیسی خاتون تھیں؟''حرم نے بیڈ کے پاس رکھے سائیڈ ٹیبل سے اپنی ماں کا فوٹو فریم اٹھایا اور بہت پیار سے تصویر کو دیکھنے لگی۔

''دادو میرا دل کہتا ہے میری ماں بہت اچھی تھیں۔دادو آپ مجھے ماموں کے یہاں کیوں نہیں لے کر جاتیں؟''

''حرم سو جاؤ، رات بہت ہوگئی ہے۔صبح تم نے کالج بھی جانا ہے۔''

☆.....☆.....☆

ابیر کالج کے پارک میں بیٹھا گٹار بجا رہا تھا دس منٹ کی بارش سے کالج کی درخت دھلے.....دھلے اور بھی خوبصورت لگ رہے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا.....آسمان پر ہلکے ہلکے کالے بادل اسے گیٹار بجاتا دیکھ کر حرم کے قدم وہیں رک گئے۔

''یہ دھن..... یہ دھن کتنی درد بھری ہے کچھ روز پہلے بھی ابیر یہی دھن بجا رہا تھا۔

ہاں.....ابیر جب بھی اداس ہوتا ہے وہ یہی دھن بجاتا ہے۔کبھی گٹار پر تو کبھی پیانو پر۔''حرم نے گردن موڑی، پیچھے میر کھڑا تھا۔

''ابیر بھی اداس ہوتا ہے؟''یہ حرمین عارش کے لیے بہت حیران کن بات تھی۔

''ظاہر ہے وہ ایک انسان ہے تم تو ایسے حیران ہو رہی ہو جیسے وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہو۔''اس بار میر شرارتی لہجے سے بولا۔

''Cafeteria چلو گی؟''

''لا.....نہیں''

''میری گرل فرینڈ بنو گی؟''

''لا.....نہیں''

''کیا لا.....لا؟''

''کیا لاؤں؟'' میر سر کھجاتے ہوئے بولا۔

''میرا مطلب ہے نہیں!''

''اچھا! تو ایسے بولو ناں۔ ویسے یہ کون سی زبان تھی؟''

''عربی''

''ہیں! وہ لفظ کھینچ کر بولا۔''

''تمہیں عربی آتی ہے؟ مجھے یاد ہے جب میں پہلی بار تم سے ملا تھا تب بھی تم نے کوئی عربی لفظ بولا تھا۔''

''جی ہاں.....'' وہ سامنے ابیر پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔

''ویسے تم نے کہاں سے سیکھی؟ کیا تمہیں پوری عربی آتی ہے۔''

''نہیں! مجھے پوری عربی نہیں آتی بس کچھ لفظ آتے ہیں۔''

''اچھا کیا تم قرآن پاک پڑھتی ہو؟''

''جی.....پڑھتی ہوں!''

''تمہیں قرآن پاک میں لکھے عربی لفظ سمجھ آتے ہیں''

''جی.....'' وہ مسکرائی۔

''میر چونکا! ہیں واقعی.....؟''

''جی میں قرآن پاک تفسیر سے پڑھتی ہوں تو کافی حد تک سمجھ آتے ہیں۔''

''اچھا پھر تو ابیر.....'' وہ آہستہ سے بولتا ہوا خاموش ہو گیا۔

''ابیر کو کیا؟''

''نہیں.....کچھ نہیں! میں چلتا ہوں۔See you again'' وہ مسکراتے ہوئے اگے بڑھا اور پھر کچھ یاد آنے پر واپس پیچھے کی طرف مڑا۔

''See you again کو عربی میں کیسے کہیں گے؟''

''الی القاء'' وہ مسکرائی۔

''او کے Cinderella۔الی القاء'' میر وہاں سے چلا گیا۔

''Cinderella?اب یہ کیا ہے۔ضرور میر کو کسی سے تھپڑ پڑا ہوگا اور یہ بے دھیانی میں غلط نام لے گیا۔اس نے کندھے اچکائے اور ابیر کی جانب بڑھی۔''

''ابیر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔'' اسے اچانک اپنے سامنے کھڑا دیکھ ابیر کو ایک عجیب سے خوشی کا احساس ہوا۔

''حرم تم اچانک، تم اتنے دن سے کہاں غائب تھیں؟ وہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پایا اور بے ساختہ بولا۔''

''ابیر تھینک یو سو مچ، میری جان بچانے کے لیے، میں نے تمہیں غلط سمجھا تھا۔ مجھے کل رات اس بات کا احساس ہوا کہ میرے ذہن میں جو تمہارا خاکہ بنا تھا تم ویسے بالکل بھی نہیں ہو۔تم بس شرارتی ہو، فنی ہو اور کچھ نہیں۔ ''ابیر کے چہرے پر ہنسی تھی ایک مطمئن سی ہنسی۔اس کا دل چاہ رہا تھا حرم ایسے ہی بولتی رہے اور وہ اسے سنتا رہے۔

''ابیر تم بہت لکی ہو کہ تمہارے پاس سب کچھ ہے۔تمہارے پاس پیرنٹس ہیں میر جیسا اتنا اچھا دوست ہے تمہیں ہر پرابلم کو فیس کرنا آتا ہے تم سب کی ہیلپ کرتے ہو اور ہیلپ کر کے بھول جاتے ہو، سب تمہیں کتنا پسند کرتے ہیں بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس سب کچھ ہوتا ہے جنہیں اپنی زندگی کو جینا آتا ہے بنا کسی ڈر اور خوف کے اس کا لہجہ جتنا نرم تھا، آنکھیں کئی زیادہ نم ہو چکی تھیں۔''

''چشمش پلیز! اب رونے مت لگ جانا۔مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ تم نے جو میرے لیے اپنے ذہن میں خاکہ بنا رکھا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔ اب جب تمہیں کنفرم ہو گیا ہے کہ میں برا لڑکا نہیں ہوں تو .....فرینڈز؟'' جواب میں وہ مسکرا دی۔او کے!

''میں ابیر اپنے ڈاکٹر باپ کا اکلوتا بیٹا، بہت ناز و نعم میں پلا پڑھا، تھوڑا سا مغرور اور بہت زیادہ وجیہ سمجھا جاتا ہوں۔میرے اس غرور کو پہلی ٹھوکر اس روز لگی جب تم نے مجھے کوئی بھاؤ نہ دیا۔'' وہ مسکرایا۔ابیر کے چہرے پر

ہمیشہ مسکراہٹ ہی رہتی تھی۔

''حرم کو لگتا تھا مسکراہٹ کی اس کے لبوں کے ساتھ بڑی پکی دوستی ہے۔ابیر تم بہت اچھا گٹار بجاتے ہو اور یہ دھن جو تم ابھی بجا رہے تھے یہ مجھے بہت اچھی لگی ہے یہ میرے دل کو چھو گئی۔اس میں ایک عجیب سا درد ہے۔ یہ دھن میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔کیا تم یہ دھن مجھے سکھاؤ گے؟''

''ہاں.....ضرور! نیکی اور پوچھ پوچھ۔پھر تمہیں مجھے سر کہنا پڑے گا۔'' وہ مسکرایا۔

''وہ کیوں؟''

''کیا تم نے نہیں سنا جو شخص آپ کو ایک لفظ بھی سکھا دے وہ آپ کا استاد بن جاتا ہے۔''

اس بار دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے اور شاید زندگی میں آج پہلی بار حرم دل سے اتنا کھلکھلا کر ہنسی تھی اس کی ہنسی بہت شفاف تھی وہ ہنستے ہوئے اتنی حسین لگ رہی تھی کہ ابیر کی نگاہیں اس پر ٹھہر گئیں اور پھر جھکنا ہی بھول گئیں۔

''چشمش! آئی ایم رئیلی سوری.....میں نے تمہیں بہت تنگ کیا اور اس روز میں نے تمہیں غلط راستہ بتایا تبھی تم کلاس میں دیر سے پہنچیں۔''

''لاباس.....(کوئی بات نہیں۔'' وہ بے ساختہ بولی۔

☆.....☆.....☆

ایسے ہی کئی مہینے گزر گئے دونوں میں کافی اچھی دوستی ہوگئی۔وہ ہمیشہ ابیر کے ساتھ خوش دکھائی دیتی۔ابیر ہر وقت اپنی مزاحیہ باتوں سے اسے ہنساتا رہتا۔جب سے ابیر اس کا دوست بنا تھا۔اس نے کافی کچھ سیکھ لیا تھا اب وہ بھی ہنسنے بولنے لگی تھی۔وہ دونوں بیسٹ فرینڈز بن چکے تھے جب بھی وہ دونوں ساتھ چلتے دکھائی دیتے تو ہر کوئی انہیں رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا۔اور انہیں ہر کوئی پسند کرنے لگا تھا۔ان ہی لوگوں میں کچھ لوگ ان کی گہری دوستی اور اچھی انڈرسٹینڈنگ سے کافی جلن محسوس کرنے لگے تھے۔

''ابیر لیپ ٹاپ پر Presentation ڈیزائن کرنے میں مصروف تھا جب ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔''

''Hello Abeer! How are you?'' ابیر نے جھکی گردن اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

جینز پہ ٹی شرٹ میں ملبوس، آنکھوں پہ بڑا سا دھوپ کا چشمہ لگائے ایک مسکراتا چہرہ اس کے سامنے تھا۔

''زونی تم یہاں؟ واٹ آ سرپرائز۔ میں ٹھیک ہوں۔''

''ہاں وہ تو نظر آ ہی رہے ہو۔ کیا کر رہے ہو؟''

''میں Presentation ڈیزائن کر رہا ہوں ویسے تم یہاں کیسے؟''

''guess what?'' وہ خوشی سے بولی۔

''What?''

''میرا اس کالج میں ایڈمیشن ہو گیا ہے اور تم میرے سینئر ہو۔''

''اوہ! نائس بہت مبارک ہو تو کیا آج تمہارا پہلا دن ہے؟''

''نہیں! میں پچھلے دو ہفتوں سے کالج آ رہی ہوں۔''

''اچھا تو پھر ملی کیوں نہیں؟''

''میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی اس نے نرمی سے ٹوکا۔''

''ڈسٹرب؟'' اس نے لفظ دہرایا۔

''ہاں..... پچھلے دو ہفتے سے دیکھ رہی ہوں، تم ہر وقت کسی لڑکی کے ساتھ دکھائی دیتے ہو اور جب بھی تم اس کے ساتھ ہوتے ہو تو پوری دنیا ہی بھول جاتے ہو۔ میں نے سوچا تمہیں تمہاری دنیا میں مگن رہنے دوں۔ آج تم اکیلے بیٹھے نظر آئے تو سوچا مل لوں۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔''

''اچھا! ویسے اسکول ختم ہوتے ہی تم تو کراچی چلی گئی تھیں پھر یہاں؟''

''اب ہم یہیں اسلام آباد میں شفٹ ہو گئے ہیں۔ پاپا کے بزنس میں کچھ پرابلمز چل رہے تھے جس وجہ سے میرا ایک سال ضائع ہو گیا۔ اگر نہ ہوتا تو میں آج بھی تمہاری کلاس میٹ ہوتی۔''

''ہاں یہ تو ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''ابیر تمہاری Presentation ریڈی ہو گئی؟ اگر کچھ ہیلپ چاہیے تو میں کر دوں۔'' ہاتھ میں کتابیں پکڑے حرم اس کے دائیں جانب کھڑی تھی۔

ہاں ریڈی ہوگئی۔ وہ مسکرایا۔

''حرم ان سے ملو یہ ہیں زونی ابراہیم، ہم اسکول میں ساتھ پڑھتے تھے اور زونی یہ ہیں حرمین عارش میری بیسٹ فرینڈ۔ وہ حرم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔'' لفظ بیسٹ فرینڈ پر زونی کا منہ سا بنا۔ دونوں کی رسمی علیک سلیک ہوئی اور حرم وہاں سے چلی گئی۔

''ابیر تمہیں اس بہن جی میں ایسا بھی کیا خاص نظر آ گیا جو تم نے اسے بیسٹ فرینڈ ہی بنالیا۔''

''کیا مطلب؟''

''I mean. Look at you کہاں تم اور کہاں وہ۔ وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔''

''زونی پلیز! آج کے بعد اگر کبھی حرم کے بارے میں کچھ کہو تو سوچ سمجھ کر کہنا۔'' اس نے نرمی سے دوٹوک جواب دیا۔

''ابیر اب تم اس کے لیے مجھ سے اس طرح بات کرو گے؟''

''زونی جس طرح سے تم میری دوست ہو وہ بھی میری دوست ہے، تمہارے چڑنے والی عادت اب تک ختم نہیں ہوئی ہے۔ میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے۔''

زونی اسکول کے زمانے سے ابیر کو پسند کرتی تھی پر کبھی اسے دل کی بات کہہ نہ سکی۔ وہ سکول میں جب بھی کسی لڑکی سے بات کرتا، زونی کو بالکل بھی اچھا نہ لگتا، اس کے پاپا کے بزنس کی وجہ سے انہیں کراچی شفٹ ہونا پڑا اور وہ آہستہ..... آہستہ ابیر کو بھول گئی پر اتنے سالوں بعد جب ابیر کو حرم کے ساتھ دیکھا تو اسے پھر وہی جلن محسوس ہوئی جو اسکول میں ہوا کرتی تھی۔ دل میں دفن محبت ایک بار پھر زندہ ہوئی۔

☆.....☆.....☆

آج سر حامد علی کی کلاس تھی اور تمام اسٹوڈنٹس اپنی اپنی Presentation دینے کے لیے آڈیٹوریم میں جمع تھے۔ Presentation کے دوران نوفل مسلسل حرم کو دیکھے جا رہا تھا پر حرم نے کوئی خاص دھیان نہیں دیا۔ حرم کے نزدیک وہ ایک اچھا شخص تھا اور اکثر حرم اس سے بات کر لیا کرتی تھی۔ اور ضرورت پڑنے پر مدد بھی کر دیا کرتی تھی پر ابیر سب نوٹ کر رہا تھا۔ سب کی Presentation ختم ہوتے ہی آخر میں سوال و جواب

کا سلسلہ شروع ہوا۔ درمیان میں ڈاکٹر حامد علی کچھ نہ کچھ ایسا کہہ دیتے جس سے ہر طرف مسکراہٹیں بکھر جاتیں پھر وہ تالیوں کے درمیان رخصت ہوئے اور اسٹوڈنٹس بھی ان کے باتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے باہر نکلے۔ ابیر نے آگے بڑھتے ہی نوفل کو آواز دی۔

''نوفل یہ سب کیا تھا؟''

''کیا.....'' وہ لاپروائی سے بولا۔

''تم اچھی طرح جانتے ہو میں کیا پوچھ رہا ہوں۔ میں کئی دنوں سے تمہیں نوٹ کر رہا ہوں تم ضرورت سے زیادہ حرم سے فرینک ہو رہے ہو۔ اس سے دور رہو، ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔''

''تو تجھے کیوں برا لگ رہا ہے؟''

''نوفل وہ ان لڑکیوں جیسی نہیں جو پہلے تمہاری گرل فرینڈز رہ چکی ہیں۔''

''اچھا..... تجھے بڑا پتا ہے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔''

''میں تمہارے منہ لگ کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا بس تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں۔''

''ابیر اور نوفل میں اکثر نوک جھونک رہتی تھی اب ابیر ٹھہرا کالج کا کول بوائے، تو نوفل کی ہر وقت اسے نیچا دکھانے کی کوشش رہتی تھی۔ حرمین مشی کے ساتھ سائنس لیب کے باہر کھڑی تھی۔ جب کوئی اچانک اپنا چہرہ پھولوں کے گلدستے سے ڈھکے اس کے سامنے حاضر ہوا۔''

''ابیر تم اپنا چہرہ کیوں چھپا رہے ہو؟''

''یہ پھولوں کا گلدستہ میری بہت ہی اچھی اسپیشل فرینڈ کے لیے جو میں نے خود تازے پھول اکٹھے کر کے تمہارے لیے بنایا ہے۔'' وہ اس اپنائیت پر نہال ہوگئی۔

''تھینک یو سو مچ۔''

''ویسے یہ پھول کس خوشی میں؟''

''آج فرینڈ شپ ڈے ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''میری اسپیشل فرینڈ کے لیے اسپیشل پھول.....''

''اور میرے لیے.....'' میر پیچھے سے بولا۔

''ہاں.....تمہارے لیے بھی ایک اسپیشل پھول ہے۔''

''کون سا؟'' میر بے تابی سے بولا۔

''وہ جو ڈاکٹر فضیلہ اپنے بالوں میں لگاتی ہیں۔'' سب قہقہہ لگا کر ہنسے۔

کالج میں ہر طرف فرینڈ شپ ڈے سلیبریٹ کیا جا رہا تھا۔

''ہیلو!''

''جی آپ کون!''

''اس ناچیز کو میر کہتے ہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''تو میں کیا کروں؟''

''آپ کچھ مت کریں بس مجھ سے دوستی کر لیں۔ یہ پھول آپ کے لیے۔''

''آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے؟'' وہ ہاتھ میں کتابیں لیئے کھڑی تھی۔

''جی.....جی میرا دماغ تو بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کتابیں مجھے دے دیں آپ نازک سی لڑکی، ان کتابوں کا بوجھ اٹھا نہیں پائے گی۔ میں آپ کی مدد کر دیتا ہوں۔''

''مجھے آپ کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہٹو میرے سامنے سے!'' اس کا مکمل دھیان ابیر پر تھا۔

''ویسے آپ کا نام کیا ہے؟''

''زونی ابراہیم! اب ہٹو وہ گردن ہلاتی اس کے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔'' میر نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔

''اوہ! تو یہ بھی ابیر کے چکر میں ہے۔'' چلو بھئی میر یہاں تمہاری دال نہیں گلنے والی۔ وہ ناک سکوڑے وہاں سے چلا گیا۔

زونی لائبریری میں جا کر بیٹھ گئی اور اتفاق سے ابیر بھی اسے وہیں نظر آیا جو چلتا ہوا حرم کی جانب بڑھ رہا تھا۔

''ہیلو! اسپیشل فرینڈ!'' ابیر کی آواز پر وہ چونکی۔

''اف! تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔''

''کیا کر رہی ہو؟''

''بک ڈھونڈ رہی ہوں۔آج کل لائبریری میں کوئی بک ملتی ہی نہیں۔کون سی بک چاہیے مجھے بتاؤ میں لاکر دیتا ہوں۔''

''تم اور اس کھڑوس لائبریرین سے میرے لیے بک لاؤ گے؟ شاید تم بھول گئے کہ تم یہاں کی دو بکس گھما چکے ہو اور آخری بار جب تم یہاں بک لینے آئے تھے۔تب اسی لائبریرین نے تمہیں دھکے مار کر لائبریری سے باہر نکالا تھا حرمین نے اسے اس کی بے عزتی یاد دلائی۔''

''اوہ اچھا! ایسا ہے تو میں ابھی تمہارے لیے بک لاتا ہوں! تم یہیں رکو میں یوں گیا اور یوں آیا۔'' وہ چٹکی بجاتے ہوئے بولا اور مسکراتے ہوئے لائبریرین کی جانب بڑھنے لگا۔اللہ پاک میری عزت کا سوال ہے پلیز میری مدد کرنا وہ دل میں دعائیں کرتے ہوئے لائبریرین کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''ابیر اس کھڑوس کے پاس کیوں جا رہے ہو؟''

''یار حرم کو بک چاہیے! تیرے بھائی کی عزت کا سوال ہے۔پلیز میرا ساتھ دینا۔''

''Ahem Ahem! Hello Sir''

''تم یہاں کیا کر رہے ہو؟'' وہ تیز آواز سے بولا۔

''کیا بات ہے سر آج تو آپ ہیرو لگ رہے ہیں۔'' اس نے مسکا لگانا شروع کیا۔

''کیا واقعی؟''

''جی.....جی سر میں سچ کہہ رہا ہوں آپ نے یہ جو کپڑے پہن رکھے ہیں یہ آپ پر بہت جچ رہے ہیں۔یہ کہاں سے خریدے؟''

''لنڈے بازار سے! پاس کھڑا میر آہستہ سے بولا جس پر ابیر نے اس کے پیٹ میں کہنی ماری اور چپ رہنے کا اشارہ کیا۔''

''بیٹا یہ کپڑے مجھے میرے بھائی نے UK سے بھیجے تھے۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

''UK۔یعنی عمر کوٹ'' میر پھر سے بولا۔

''کیا کہا تم نے؟''

''کچھ نہیں سر، میں نے کہا۔ واہ کیا بات ہے آپ کی اتنے مہنگے کپڑے!'' میر ہنسی دباتے ہوئے بولا۔

''واہ سر! UK کے کپڑے ایسا لگ رہا ہے جیسے واقعی لنڈے کے ہوں.....'' ابیر تعریف کرتے ہوئے دل میں سوچنے لگا۔

''سر یہ شوز پ نے کہاں سے لیے؟''

''چائنا سے! لیے ہونگے چائنا کا مال لگ رہا ہے۔'' میر ایک بار پھر زیر لب بڑبڑایا۔

''یہ ملتان سے میرے بیٹے نے بھیجے تھے۔''

''واہ سر! آپ تو اتنی مہنگی مہنگی چیزیں پہنتے ہیں۔''

''بہت شکریہ بیٹا! آج تک کسی نے میری اتنی تعریف نہیں کی تم بہت سچے لڑکے ہو۔''

''تھینکس سر!'' وہ مسکرایا۔

''سر اگر کبھی مجھے یہاں سے کوئی بک لینی ہو تو کیا میں لے سکتا ہوں۔؟''

''ہاں..... ہاں ضرور!''

''واقعی؟ تو پھر وہ سامنے رکھی بک دے دیں۔'' لائبریرین نے مسکراتے ہوئے وہ بک شیلف سے نکال کر اس کے ہاتھ میں تھمادی۔ ابیر کی ہنستے ہوئے حرم پر نظر پڑی۔ جو اس کے ہاتھ میں بک پکڑے دیکھ کر کافی حیران دکھائی دے رہی تھی۔ ابیر مسکراتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

''یہ لو تمہاری بک اور منہ بند کرو مکھی چلی جائے گی۔''

'یہ تم نے کیسے؟''

''راز کی بات ہے!'' وہ مسکرایا۔ ابیر کا جادو صرف لڑکیوں پر ہی نہیں، لائبریرین پر بھی چلتا ہے۔ وہ شریر لہجے سے بولا۔

''ابیر تو کہیں وہ تو نہیں جو تجھے نہیں ہونا چاہیے۔'' میر اپنی بات کہتے ہوئے وہاں سے بھاگا۔

''وہ کیا..... ابیر کو کچھ ہی پل لگے سمجھنے میں اور وہ میر کے پیچھے اسے مارنے بھاگا۔''

''رکو میر! میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہیں؟ تم کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہاں.....وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔' میں نے تمہیں کہا تھا میری مدد کرنا اور تم مجھے پھنسانے پہ تلے ہوئے تھے۔'

''ہاں.....تو تم کون سا مجھے بخش دیتے ہو۔ اسے کہتے ہیں جیسے کو تیسا۔''

''تم بھاگ کر جاؤ گے کہاں۔ لوٹ کر تو میرے پاس ہی آؤ گے وہ کیا کہتے ہیں، لوٹ کر بدو گھر کو آئے۔''

''ابیر بھاگتے بھاگتے وہیں رک گیا اور دوبارہ حرمین کی جانب مڑا۔''

''کیا ہوا کہاں گئے میر بھائی؟''

''وہ بھاگ گیا۔ ہم ایسے ہی ہیں یہ سب تو چلتا رہتا ہے۔ اچھا حرم کیا میں تم سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟''

''ہاں.....پوچھو!''

''اس رات وہ لڑکا کون تھا؟''

''وہ اسد تھا۔ میری چچی کا بھتیجا۔ وہ لائبریری سے نکلتے ہوئے اپنی کلاس کی جانب چل رہے تھے۔ چچی میری اس سے شادی کروانا چاہتی تھیں۔''

''شادی؟'' اس کے دل نے جیسے دھڑکنا چھوڑ دیا۔

''چچی نے ہی اس رات مجھے اسد کے ساتھ باہر بھیجا تھا۔ پر میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایک شرابی، جھوٹا اور آوارہ لڑکا ہے۔ اس رات وہ مجھے غلط نگاہوں سے دیکھ رہا تھا مجھے چھونے کی کوشش کر رہا تھا جس پر میں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا تھا۔ وہ غصے میں آ گیا اور بس پھر جو ہوا وہ تمہیں پتا ہے۔ ابیر کو اسد پر اس وقت شدید غصہ آ رہا تھا۔''

''اچھا ہوا جو میں نے اس روز اسے جم کر مارا۔''

وہ زیر لب بڑبڑایا کچھ کہا تم نے؟

''ہاں میں یہ کہہ رہا تھا تمہاری چچی اتنی ظالم کیوں ہے؟ کیا ان کی کوئی بیٹیاں نہیں ہیں۔''

''پتا نہیں شاید انہیں میں پسند نہیں.....دو بیٹیاں ہیں۔''

''نائیرہ آپی میری بہت اچھی دوست ہیں۔ ان کی شادی ہوگئی وہ بس ایک ہی بار پاکستان آئی تھیں اپنی

شادی کے بعد اور اجواء وہ چچی جیسی ہے۔ ویسے میری دادو ہیں جو مجھے بہت پیار کرتی ہیں میری ہر خواہش پوری کرتی ہیں وہی میری دنیا ہیں۔ وہ بہت نرم لہجے سے لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔''

''شکر ہے کوئی تو ہے جو اسے پیار کرتا ہے، وہ دل میں سوچنے لگا۔ اور تمہارے والدین۔ وہ چچی کو کچھ نہیں کہتے؟''

''میرے والدین.....''

''حرم تم یہاں کہاں ٹھہل رہی ہو میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں چلو میرے ساتھ اور مجھے کچھ پوائنٹس سمجھاؤ۔ اگر اس بار میں نے ٹیسٹ نہ دیا تو ڈاکٹر فضیلہ مجھے کچا چبا جائیں گی۔'' وہ دونوں وہاں سے چلی گئیں۔ ابیر اسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔ چشمش تم اتنا سب کیسے برداشت کر لیتی ہو؟ تم واقعی ایک Cindrella ہو!

''ابیر کیا تم میری مدد کرو گے؟'' زونی مسکراتے ہوئے بولی۔

''کیسی مدد؟''

''مجھے کچھ بکس چاہئیں تم لائبریری سے لا دو گے۔''

''سوری زونی! میری لائبیریرین سے بنتی نہیں۔ تم خود ہی جا کر لے لو۔'' وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جواب پر زونی کا منہ سا بن گیا۔ کچھ دیر پہلے اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ وہ کس طرح حرم کے لیے بکس لایا تھا۔ حرم سائنس لیب میں کھڑی ہاتھوں میں دستانے پہن رہی تھی۔ جب ابیر اس کے پاس آیا۔

''تم لیب میں کیا کر رہی ہو؟''

''ڈاکٹر فضیلہ ایک ڈیتھ باڈی پہ ہمیں Practical کروانے والی ہیں۔ اچھا مجھے کسی نے کیوں نہیں بتایا؟''

''ابھی کچھ دیر پہلے ہی سیف نے ہمیں انفارم کیا تھا تم مجھے کہیں نظر نہیں آئے۔ تو میں نے نوفل کو کہہ دیا کہ وہ تمہیں بتا دے۔''

''Good After Noon۔ کیا سب آ گئے؟''

''نو میم! کچھ اسٹوڈنٹس آنا باقی ہیں۔ حرم نے جواب دیا۔''

''آہ! نوفل وہ بھلا مجھے کیوں بتانے لگا۔ وہ بڑبڑایا حرم تم نوفل سے بات مت کیا کرو۔''

''پر کیوں؟ جیسے تم میرے دوست ہو وہ بھی میرا دوست ہے۔اب چپ ہوجاؤ اور Practical پر دھیان دو۔''

''تو تمہارے نزدیک اس میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں؟'' حرم کے جواب کے انتظار میں اس کا دل زور سے دھڑکا حرم نے نفی میں سر ہلا دیا۔جس پر ابیر حیران سا رہ گیا اور وہاں سے چلا گیا۔اتنے رش میں حرم نے کوئی دھیان نہ دیا کہ ابیر ان کے درمیان موجود ہے یا نہیں۔اس کا دھیان صرف پڑھائی پر وہاں ہونے والے Practical پر تھا۔

گلاب دادو کی بات اس نے اپنے پلو سے باندھ لی تھی کہ ہر حال میں اسے ایک اچھی ڈاکٹر بننا ہے اپنے ملک کی خدمت کرنی ہے۔غریبوں کے لیے ایک ہاسپٹل کھولنا ہے۔

اس رات چاند زمین کے بالکل نزدیک تھا ہر طرف ہریالی اور راستہ بالکل سنسان۔ایک سیدھی سڑک جو اس خوبصورت چاند کی طرف جا رہی تھی۔دل چاہ رہا ہے اس سنسان سڑک پر سیدھا چلتی جاؤں اور چاند کے نزدیک پہنچ کر چھلانگ لگا کر چاند پر سوار ہو جاؤ۔چھت پر کھڑی وہ لڑکی دیوار پر کہنیاں رکھے۔بہت ہی ترسی ہوئی نگاہوں سے اپنے سامنے کے منظر کو دیکھتے ہوئے کسی سوچوں میں گم تھی۔رات کے اس پہر وہ اکیلی چھت پر تھی۔دادو سمیت تمام گھر والے کسی تقریب میں گئے ہوئے تھے۔وہ جی بھر کر اس منظر کو دیکھنے کے بعد کھلے کالے آسمان تلے چہل قدمی کرنے لگی۔

چاروں طرف ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی آسمان تاروں سے سجا ہوا تھا۔بہت ہی پرسکون ماحول تھا اور حرم کو یہ ماحول بے حد پسند تھا۔وہ زمین پر رکھے میٹرس پر لیٹ گئی اور نظریں جمائے تاروں سے سجے آسمان کو دیکھتے ہوئے اس کے سحر میں کھو گئی۔

یہ چاند کتنا خوبصورت ہے اس کے اندر کتنی روشنی ہے؟ یہ تو گھپ اندھیرے میں انسان کو روشنی دکھا دے۔چاند جی! آپ کو پتا ہے یہ تاروں سے سجا آسمان اور آپ مجھے بے حد پسند ہیں۔میرا دل چاہتا ہے میں آپ سے باتیں کرتی رہوں اور آپ مجھے جواب بھی دیں۔وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''تو کر لو مجھ سے باتیں چاند حاضر ہے۔'' اچانک ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ ٹھٹھک کر اپنی

جگہ جم سی گئی۔ اک سنسنی سی اس کے بدن میں دوڑی، اس نے اپنے بائیں اور دائیں جانب نظریں دوڑائیں پر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ اس نے گردن سیدھی کر کے سامنے چاند کی جانب دیکھا۔

''چاند جی! کیا واقعی آپ نے جواب دیا ہے یا میرے کان بج رہے ہیں۔''

''ارے چشمش! میں ہوں ابیر یہاں آ ؤ ہاتھ دو.....''

''کیا ابیر؟ وہ فوراً مشرقی دیوار کی جانب لپکی اور جھانک کر نیچے دیکھا۔ ابیر دیوار کے ساتھ پائپ پر لٹکا ہوا تھا۔''

''ابیر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

''بتاتا ہوں! پہلے ہاتھ تو دو۔'' حرم نے ہاتھ اس کی جانب بڑھایا اور بہت ہی ہمت دکھاتے ہوئے اسے اوپر کی جانب کھینچا۔

''یہ کیا حرکت ہے ابیر؟'

''حرکت! کیسی حرکت؟'' یہ تو ابیر کا اسٹائل ہے گھر میں داخل ہونے کا وہ مسکرایا۔

''پر تم میرے گھر کیا کرنے آئے ہو؟''

''تم سے ملنے۔'' اس بار وہ شریر لہجے سے بولا۔

''ابیر مذاق مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔'' اس نے غصہ دکھانے کی کوشش کی۔

''تم ہر وقت اتنا سیریس کیوں رہتی ہو؟ اس خوبصورت چاند کو دیکھو۔ ان تاروں سے سجے آسمان کو دیکھو، اس پرسکون ماحول کو محسوس کرو، یہ سب چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بیٹھ کر باتیں کرنی چاہئیں۔''

''ابیر فوراً یہاں سے جاؤ کوئی دیکھ لے گا تو مصیبت ہو جائے گی۔''

کوئی نہیں دیکھے گا میں جانتا ہوں تم گھر میں اکیلی ہو اور تمہاری چڑیل چچی گھر میں نہیں ہیں۔ اب یہاں بیٹھو کچھ باتیں کرتے ہیں۔

''ابیر تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔ میری زندگی تمہاری زندگی کی طرح آسان اور کول نہیں ہے۔'' اس بار وہ اکتا کر بولی۔

''چشمش تم اتنا ڈرتی کیوں ہو؟ اپنے اندر کے ڈر کو ختم کرنا سیکھو اور جس دن تم نے ڈرنا چھوڑ دیا اس دن

سے تمہیں سب کچھ اچھا لگنے لگا۔ زندگی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے غم پریشانیاں وقتی ہوتی ہیں اور ہر ایک کی زندگی میں ہوتی ہیں پر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انہیں سر پر سوار کر لیں اور سارا وقت رونے میں ضائع کر دیں۔ تم میں اور مجھ میں اتنا فرق ہے کہ میں کوئی بھی مصیبت یا پریشانی سر پر سوار نہیں کرتا، اسے اپنے طریقے سے ہینڈل کرتا ہوں۔'' ابیر کا لہجہ پہلے سے تھوڑا مختلف تھا جس پر حرم سوچ میں مبتلا ہو گئی۔

''ابیر تم نہیں سمجھو گے میری زندگی میں صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے جہاں بھی دیکھتی ہوں سیاہی دکھائی دیتی ہے۔ کاش کوئی ایسا ہو جو اس اندھیرے کو ختم کر دے۔'' وہ بے خیالی میں اپنے دل کی بات کب کہہ گئی اسے پتا ہی نہ چلا۔

''حرمین ہم لوگ آنکھیں رکھنے کے باوجود بھی اندھے ہوتے ہیں اور محتاج ہوتے ہیں باہر کی روشنی کے تبھی اندھیرا ہونے پہ اپنی آنکھیں ہونے کے باوجود بھی دیکھ نہیں پاتے۔ ٹھیک اسی طرح دنیاوی پریشانیاں اور مشکلات بھی ہماری زندگی کہ کمرے میں آ کر ایسا اندھیرا کر دیتی ہیں۔ ہمیں وقتی کوئی راستہ تب تک نظر نہیں آتا جب تک ہم ایسا کوئی حل تلاش نہ کر لیں۔ جیسے ٹارچ یا موبائل کی روشنی کی طرح جس میں اگرچہ مکمل روشنی تو نہیں ہوتی لیکن اتنا ضرور ہوتا ہے کہ ہم دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور تھوڑی روشنی سے بھی حوصلہ ملتا ہے۔'' ابیر کی باتوں پہ وہ کچھ حیران ہوئی۔

''اتنی گہری باتیں اس نے کبھی ابیر سے توقع نہیں کی تھیں۔'' جیسے مجھے روشن کی باتوں سے حوصلہ ملتا ہے۔ وہ زیرِ لب مسکرائی۔

''Wow my Tutor''

''My foot''

''ہماری ہی بلی اور ہمیں ہی میاؤں۔'' وہ ہنس دیا۔

''ابیر تم کبھی کبھی مجھے حیران کر دیتے ہو۔'' وہ خاموش تھا۔

''ابیر کبھی کبھی مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ جو تم ہو، وہ نہیں ہو اور جو تم نہیں ہو وہ تم ہو۔''

''کافی؟'' کیا تم گھر آئے مہمان کو کافی نہیں پلاؤ گی۔ اس نے فوراً بات کا موضوع بدلا۔

''ایک شرط پر.....''

''وہ کیا؟'' وہ فوراً بولا۔

''تم کافی پیتے ہی یہاں سے چلے جاؤ گے۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں یہاں دیکھ کر چچی پھر سے مجھ پر کوئی انگلی اٹھائیں۔''

''ہاں..... چچی۔'' وہ آہستہ سے بولا۔

''ٹھیک ہے پھر میں چلا جاتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مشکل میں پھنسو۔'' وہ اپنی جینز کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالنے لگا۔

''ویسے میں تمہیں یہ چین دینے آیا تھا۔ یہ مجھے کل سائنس لیب کے باہر گری ہوئی ملی، میں تمہیں کل ہی دے دیتا پر تم جا چکی تھی۔ اس کے حلیے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت پرانی ہے۔''

''مطلب Old fashion لگ رہی تھی۔''

''مجھے لگا شاید یہ تمہارے لیے اہم ہوگئی تبھی تم اسے اب تک پہنتی ہو۔ جب تم آئینے میں خود کو دیکھوں گی اور تمہیں یہ چین اپنے گلے میں نظر نہیں آئے گی تو تم حسب عادت پریشان ہو جاؤ گی اور پھر رونا شروع کر دو گی۔ اور میں نہیں چاہتا تھا میری اسپیشل فرینڈ پریشان ہو تو بس دل نے کہا جاؤ ابیر فوراً حرم کو اس کی چین دے کر آؤ۔ اور بس دل کے حکم کی تعمیر کرتے ہوئے میں آ گیا۔

''سو سوئیٹ اف یو!۔ ابیر میں بہت لکی ہوں جو مجھے تم جیسا اتنا caring دوست ملا، اس کے لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔ اس کی بات پر ابیر کو ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوئی۔ اب تو کافی پلا دو۔''

''مطلب تم کافی پیے بنا یہاں سے نہیں جاؤ گے؟''

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ آلتی پالتی مار کر میٹرس پر بیٹھ گیا۔''

''او کے! تم بھی کیا یاد رکھو گے کہ کبھی تم نے حرم کے ہاتھ کی کافی پی تھی۔'' وہ شریر لہجے سے بولی اور دونوں زینہ اترتے نیچے آ گئے۔ اس کے قدم کچن کی جانب بڑھ رہے تھے ابیر اس کے پیچھے ہی تھا۔

''تم میرے پیچھے کہاں آ رہے ہو؟'' وہاں لاؤنج میں بیٹھ جاؤ۔ میں کافی بنا کر لاتی ہوں۔ مجھے تمہارا کچن دیکھنا ہے۔ کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے چاروں طرف نظریں گھمائیں۔

''Wow! Its beautiful'' بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''تمہیں کچن اچھا لگا؟''

''ہاں! مجھے Italian kitchen بہت پسند ہے۔''

''ویسے حرم تمہیں وہ چین کس نے دی تھی؟''

''میری دادو نے۔'' وہ مسکرائی۔

''جب میں ساتویں کلاس میں تھی۔ تب میں نے ٹاپ کیا تھا تو دادو نے مجھے یہ چین گفٹ کی تھی وہ خوشی سے اسے اپنے سکول کی باتیں بتانے لگی اور کافی بھی تیار ہوگئی۔''

''آؤ! لاؤنج میں بیٹھ کر کافی پیتے ہیں۔ اس نے اسے لاؤنج میں بیٹھنے کی دعوت دی۔'' وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے لاؤنج میں چلا آیا۔

''سنگل صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس کی نظر سامنے دیوار پر لگی LED پر لگے گیم پر پڑی۔''

''واؤ ویڈیو گیم! کیا تم گیم کھیل رہی تھیں؟''

''ہاں..... میں گیم بیچ میں چھوڑ کر چھت پر چلی گئی تھی۔''

''اچھا .....چلو پھر گیم کھیلتے ہیں۔ ویسے تمہیں کون سا گیم پسند ہے؟'' حرم نے Fighting game پلے کیا اور دونوں گیم کھیلنے لگے جس میں حرم کا Player جم کر ابیر کے Player کی پٹائی کر رہا تھا۔

''نہیں..... میں نہیں بتا رہی تم مجھ پر ہنسو گے۔''

''نہیں..... ہنسوں گا تم بتاؤ تو۔''

''Need for speed۔'' وہ آہستہ سے بولی جس پر ابیر قہقہہ لگا کر ہنسا۔''

''حرم تمہیں بچوں والا گیم پسند ہے؟''

''دیکھا میں نے کہا تھا ناں کے تم مجھ پر ہنسو گے، سعد بھی مجھ پر ہنستا ہے۔ سعد کے نام پر اس کی ہنسی ذرا غائب ہوئی۔''

''کون سعد؟''

''میرا بھائی۔'' اسفند چاچو کا بیٹا۔

''اوہ! بھائی۔ اب ابیر کی غائب ہنسی دوبارہ بحال ہوئی۔''

''اس گھر میں دادو کے علاوہ ایک سعد ہی تو ہے جو میرا خیال رکھتا تھا ویسے ہم لڑتے بھی تھے وہ مجھے بہت تنگ کرتا تھا۔'' اب وہ ابیر کو سعد کے بارے میں بتانے لگی اور سعد کی باتیں کرتے کرتے اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

''اب سعد کہاں ہے؟ اس نے اس کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے سوال کیا۔''

''وہ اپنی سٹڈی کے لیے امریکہ گیا ہوا ہے۔''

''کیا تمہاری کبھی اس سے بات نہیں ہوتی؟''

''ہوتی ہے..... کبھی کبھی.....''

''Yeah۔ میں جیت گئی وہ خوشی سے چلائی اس کے چہرے پر بکھری خوشی دیکھ کر ابیر کو بہت سکون محسوس ہوا۔'' ابیر ہمیں دوست بنے ایک سال سے زیادہ ہوگیا ہے پر تم نے کبھی اپنی فیملی کے بارے میں نہیں بتایا۔ ابیر کافی مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔

''چشمش میرا خیال ہے اب مجھے جانا چاہیے، کافی ٹائم ہوگیا ہے تمہارے گھر والے بھی آتے ہی ہونگے۔'' وہ زینوں کی طرف چلنے لگا۔

''وہاں کہاں جا رہے ہو، دروازہ اس طرف ہے۔''

''جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس جا رہا ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے غائب ہوگیا۔''

''یہ لڑکا بھی بڑا عجیب ہے۔ مجھے کبھی سمجھ نہیں آتا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑائی۔

☆.....☆.....☆

''ابیر تم کہاں گئے تھے؟'' میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔

''میری زندگی میں صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے..... کاش کوئی ایسا ہو جو اس اندھیرے کو ختم کردے۔'' اس کے ذہن میں حرم کی کہی ہوئی باتیں چل رہی تھیں۔ وہ جب سے اس کے گھر سے واپس آیا تھا۔ اسی کے بارے

میں سوچ رہا تھا میں کروں گا Cinderella کی زندگی کا اندھیرا ختم۔

''چشمش تم میری بہت اچھی دوست ہو، میں تمہاری خوشی کے لیے کچھ بھی کروں گا۔'' وہ ہلکا سا مسکرایا۔

''اوہو! کیا سوچ کر ہنسا جا رہا ہے؟ میرے شیطان دوست میر نے اس کی کمر تھپتھپائی۔''

''کچھ نہیں اب بس ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ Cinderella کی زندگی کا اندھیرا دور کرنا۔''

''کیا.....؟'' اس کی ہنسی غائب ہوئی۔

''ہم کیا، کے ایف سی والے ہیں؟''

''میرے بھائی آپ کو کیوں اتنی پرواہ ہے محترمہ حرمین عارش جی کی۔''

''وہ میری دوست ہے۔ میری اسپیشل فرینڈ۔''

''ابیر کہیں تم اسے پسند؟''

''نہیں وہ صرف میری دوست ہے اور یہ پیار محبت میرے بس کی بات نہیں۔ یہ سب چیزیں کہانیوں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔ میں ٹھہرا اپنی زندگی میں مگن رہنے والا لڑکا۔''

☆.....☆.....☆

''میر کلاس سے نکل کر باہر کی جانب جا رہا تھا۔''

''میر بھائی رکیں! حرم کا سانس پھولا ہوا تھا۔''

''کیا ہوا؟ اتنا سانس کیوں پھولا ہوا ہے۔''

''وہ میں بھاگتی ہوئی آئیں ہوں نہ تبھی۔''

''بھاگنا تمہاری فیورٹ ہابی ہے کیا؟ جب دیکھو بھاگتی رہتی ہو۔''

''ارے نہیں میں آپ کو ڈھونڈ رہی تھی۔''

''اچھا.....اچھا سانس لے لو پھر بتانا کیا مصیبت آ پڑی ہے؟''

''یہ آپ کے لیے اناٹومی کا اسائنمنٹ۔'' اس نے فائل اس کی جانب بڑھائی میر ا اسائنمنٹ تم نے بنایا؟ میر حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''جی..... پہلے یہ تو پکڑ لیں۔'' اس نے خوشی سے فائل تھامی۔

''کیا میں اپنے بھائی کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔'' وہ مسکرائی۔

''کیا بھائی؟'' حرم تم نے مجھے بھائی کہا۔

''ہاں۔ کیوں آپ کو برا لگا؟''

''نہیں۔ تمہارا بھائی کہنا مجھے بہت اچھا لگا، میر کو ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوئی اور اس کی آنکھیں نم ہو گئیں، تمہیں پتا ہے میری کوئی بہن نہیں ہے۔ جو تھی اس کی ڈیتھ ہو گئی۔ میں اس سے بہت پیار کرتا تھا۔ مجھے یہاں کبھی کسی نے بھائی نہیں کہا پر تم نے مجھے بھائی کہا ہے۔ حرم میں بہت Proud فیل کر رہا ہوں کہ تم جیسی لڑکی میری بہن ہے۔''

''تھینک یو سو مچ! حرم میں واقعی لکی ہوں جو مجھے تم جیسی بہن اور ابیر جیسا بیسٹ فرینڈ ملا ہے۔''

''بس کر پگلے رلائے گا کیا؟''

''حرم تمہاری آواز ابیر جیسی کب سے ہو گئی؟'' وہ اپنے بازو سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولا۔

''ادھر میں ہوں ابیر!'' اس نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

''اوہ ابیر! ابیر آج سے میں حرم کا بھائی ہوں اور میں اندھیرا مٹانے کے لیے کچھ بھی کروں گا اس کی بات پر ابیر اسے چپ رہنے کا اشارہ کرنے لگا۔''

''کیسا اندھیرا میر بھائی؟''

''کک۔ کچھ نہیں! چشمش وہ رات کو بلب خراب ہو گیا تھا تو میں نے اسے بلب لگانے کا کہا تھا تاکہ اندھیرا ختم ہو جائے پر اس نے لگایا نہیں تھا بس اسی اندھیرے کا کہہ رہا ہے۔''

''آؤ۔ میں تمہیں وہ دھن بجانا سکھاتا ہوں ابیر نے بات ٹال دی۔''

''ویسے حرم تم نے میرا اسائنمنٹ کیوں بنایا؟''

''کل میں نے آپ کو مشال سے بات کرتے سنا تھا کہ آپ کو ڈاکٹر حامد علی کا لیکچر سمجھ میں نہیں آتا اسی وجہ سے آپ کو اسائنمنٹ بنانے میں مشکل ہو رہی ہے۔ تو میں نے سوچا میں بنا دیتی ہوں پھر آپ کو سمجھا بھی دوں گی۔''

''Oh! Its really sweet of you''اب وہ مسکراتے ہوئے پارک کی جانب چل دیے۔
ابیر نے اسے کافی حد تک وہ دھن بجانا سکھادی تھی۔
''انا ٹومی کا اسائنمنٹ بنالیا حرم تم نے؟''مشی اپنی فائل سیٹ کرتے ہوئے بولی۔
''ہاں..... بنالیا ہے وہ کلاس..... کچھ یاد آنے پر وہ وہیں خاموش ہوگئی۔''
''اوہ نوں! میرا اسائنمنٹ کلاس میں ہی رہ گیا وہ فوراً کلاس کی جانب لپکی اور جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئی اس کے تین ماہ کی محنت اس کے سامنے ٹکڑوں کی شکل میں زمین پر بکھری ہوئی تھی۔تمام پیپرز چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یہاں وہاں اڑ رہے تھے۔یہ منظر دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہوگئے اور اگلے ہی پل بہنے لگے۔اس دوران زونی بھی وہیں موجود تھی اور حرم کو روتا دیکھ کر اسے بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی۔وہ روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔''
وہ لائبریری میں بیٹھی کسی سوچوں میں گم تھی۔
''حرمین کیا تم یہ کچھ پوائنٹس مجھے سمجھادو گی۔نوفل اس کی پاس والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔''
''ہاں ضرور۔''وہ اسے سمجھانے لگی۔
''حرم تم کچھ دیر پہلے کلاس میں رو کیوں رہی تھیں؟''
''میرا اسائنمنٹ کسی نے پھاڑ دیا۔''وہ سنجیدگی سے بولی اور دوبارہ اسے پوائنٹس سمجھانے لگی۔
''تم نے کسی سے پوچھا نہیں کہ یہ حرکت کس نے کی؟''
''نہیں۔میں ابیر سے کہوں گی وہ خود پتا لگالے گا۔''
''حرمین ایک بات کہوں کسی سے کہنا مت کہ میں نے تمہیں بتایا ہے۔''
''ہاں بولو!''
''وہ انسان کیا پتا لگائے گا جس نے خود یہ حرکت کی ہو۔''
''حرم کے ہاتھ میں چلتا پین وہیں رک گیا۔تم کہنا کیا چاہتے ہو؟''
''وہی جو تم سمجھا نہیں چاہتیں۔''

''کیا مطلب؟''

''حرم میں نے خود ابیر کو اپنی آنکھوں سے تمہارے اسائنمنٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے دیکھا ہے، اس نے پھاڑا ہے۔''

''پر وہ ایسا کیوں کرے گا؟'' نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

''وہ کچھ بھی کر سکتا ہے حرم۔ وہ بہت سیلفش ہے۔ وہ کبھی کسی کو اپنے سے آگے نکلتا دیکھ نہیں سکتا۔ ہماری کلاس میں سب سے زیادہ تمہاری پرفارمنس اچھی جا رہی ہے تبھی وہ تم سے جل رہا ہے۔ تم نہیں جانتی وہ کتنا دوغلہ شخص ہے منہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور..... تم بہت بھولی ہو حرمین باقی لڑکیوں کی طرح تم بھی اس کے باتوں میں آ گئیں۔''

''امیر باپ کی اولاد ہے وہ اسے تو ایک سے ایک مل جائیں گی اسے لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے پھر وہ تمہارے پیچھے کیوں ہر وقت لگا رہتا ہے؟ وہ اس لیے کیونکہ تم معصوم ہو باقی لڑکیوں کی طرح چالاک نہیں ہو۔ وہ جانتا ہے تم بہت آسانی سے اس کے جال میں پھنس جاؤ گی۔ اور پھر وہ باقی لڑکیوں کی طرح تمہیں بھی استعمال کر کے کسی ٹشو پیپر کی طرح پھینک دے گا۔''

''نوفل چپ ہو جاؤ۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''حرم میں جانتا تھا تم میری بات پر یقین نہیں کرو گی۔ ابیر نے تمہاری آنکھوں پر دوستی کی پٹی جو باندھ دی ہے پر میں نے ہمیشہ تمہیں اپنی دوست سمجھا ہے اور میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں تبھی تو تمہیں بتا رہا ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو زونی سے پوچھ لو جو اس کی گرل فرینڈ بھی رہ چکی ہے۔''

''گرل فرینڈ.....'' اس نے لفظ دہرایا۔ ان تمام باتوں کے بعد اسے لگ رہا تھا جیسے کسی نے اس کے سر پر پہاڑ توڑ دیا ہو۔

حرم وہ اپنی اس حرکت کا الزام مجھ پر لگانا چاہتا ہے اور تم دیکھنا وہ ضرور تمہیں یہ کہے گا کہ تمہارا اسائنمنٹ میں نے پھاڑا ہے۔ اور تم تو جانتی ہو میری اور اس کی بالکل بھی نہیں بنتی، وہ مجھے نیچا دکھانے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا ہے۔ نوفل بہت ہی معصومانہ چہرہ بنائے اس سے اپنی بات کہہ رہا تھا۔ جس پر حرم غصے سے وہاں سے چلی گئی۔

''ہاہاہا! دوسروں کی مدد کرنے والے اب تجھے مدد کی ضرورت پڑنے والی ہے۔'' نوفل کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

☆.....☆.....☆

''اجواء میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو مجھے مچان سے کچھ سامان اتروانا ہے۔''

''دادو جب حرم آئے گی اس سے اتروالیجیے گا میں ابھی مصروف ہوں۔''

''اجواء میں خوب جانتی ہوں تمہاری مصروفیت چپ چاپ اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔'' گلاب دادو غصیلے انداز میں بولیں تو اجواء منہ بنائے گلاب دادو کے پیچھے چلنے لگی۔

''حرمین نے گھر آتے ہی اپنے کندھے سے بیگ اتار کر بیڈ پر پھینکا اور خود صوفے پر بیٹھ کر تیز تیز رونے لگی۔'' گلاب دادو اور اجواء کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے روتے ہوئے پایا۔

''حرم تم کب آئیں اور رو کیوں رہی ہو؟'' گلاب دادو اس کے دائیں طرف صوفے پر بیٹھ گئیں اور اجواء بائیں طرف۔

''حرم آج تو تم نے اپنا کوئی اسائنمنٹ جمع کروانا تھا نا؟'' پھر تم جلدی کیوں آ گئیں اس بار اجواء نے سوال کیا۔

''دادو کسی نے میرا اناٹومی کا اسائنمنٹ پھاڑ دیا۔'' وہ روتے ہوئے بولی۔

''کیا.....؟ پر کس نے'' گلاب دادو کو جھٹکا سا لگا۔ لیکن اجواء کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑی۔

''پتا نہیں دادو۔'' اس کی اداسی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

''ایسے کیسے تمہیں پتا نہیں کیا تم اپنی چیزوں کی حفاظت نہیں کرتی۔''

''وہ..... میں اپنا اسائنمنٹ کلاس میں بھول گئی تھی۔''

''دادو اسے تو رونے کا بہانہ چاہیے۔ اس کی لاپروائی سے اس کا اسائنمنٹ خراب ہوا ہے۔ اسے تو یہاں وہاں گھومنے سے فرصت ہی نہیں ملتی ہوگی۔''

''اجواء تم چپ رہو اور جس کام کے لیے آئی ہو وہ کرو۔ اجواء منہ بسورے اٹھی اور ٹیبل رکھ کر مچان پر جھانکنے لگی۔''

''اللہ اس کی لمبی عمر کرے جس نے بھی اس کا اسائنمنٹ خراب کیا ہے اس کا اسائنمنٹ کل میں نے ہر جگہ

ڈھونڈا پر مجھے کہیں ملا نہیں اگر مل جاتا تو میں ہی خراب کر دیتی۔ خیر میں نے نہیں تو کسی اور نے یہ اچھا کام کر دیا۔ میرا تو دل ہی باغ باغ ہو گیا۔'' وہ دل میں خود سے کہتے ہوئے سامان اتارنے لگی۔

ایسے ہی کئی دن گزر گئے حرم نے ابیر سے بالکل بھی بات نہیں کی۔ وہ جب بھی اس سے بات کرنے آتا وہ وہاں سے چلی جاتی۔

''چشمش مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی آخر وجہ کیا ہے؟ ابیر کو حرم کی یہ خاموشی کسی سزا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ وہ اس احساس کو محسوس نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ کیوں حرم کے لیے اتنا فکر مند رہتا ہے کیوں اس کی خاموشی اس سے برداشت نہیں ہو رہی۔ کیوں وہ دن رات اسی کے بارے میں سوچتا ہے۔ وہ حرم کے خیالوں میں ڈوبا نجانے کتنے گھنٹوں سے پیانو بجا رہا تھا۔ اور اس پیانو کی دکھی دھن اکثر اس گھر میں گونجا کرتی تھی۔''

''ابیر کیا تم ٹھیک ہو؟''

''اس جانی پہچانی آواز پہ اس کی انگلیاں وہیں رک گئیں۔ اور گردن موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔''

''میرے ٹھیک ہونے یا نہ ہونے سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے مسٹر صلاح الدین وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔''

''ابیر بیٹا یہاں آؤ۔''

''جی۔ پھوپھو کوئی کام ہے؟''

''میں بس یہ جاننا چاہتی ہوں تمہیں کوئی پریشانی ہے یا تم کسی بات پر دکھی ہو؟''

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔'' وہ نظریں چراتے ہوئے بولا۔

''ابیر میں پھوپھو ہوں تمہاری ان ہاتھوں میں کھیلے ہو تم میں تمہارے دل کی ہر بات سمجھتی ہوں۔ بھابھی کے جانے کے بعد جب..... جب تم اداس ہوئے ہو تم نے انہیں یاد کر کے ہمیشہ یہی دھن بجائی ہے۔ کبھی پیانو پہ تو کبھی گٹار پہ۔ اتنا پیار کرتے ہو تم اپنی ماں سے؟'' پھوپھو نے اس کے زخم پھر سے تازہ کر دیے۔

''میں ہاسٹل جا رہا ہوں۔'' وہ بنا کوئی جواب دیے وہاں سے چلا گیا۔

''ابیر تمہاری پھوپھو آئی ہوئی ہیں نا؟ اور تم ان سے ملنے گئے تھے پھر اتنی جلدی واپس آ گئے۔''

''ہاں.....بس گھر میں میرا دل نہیں لگ رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں جب بھی پھوپھو آتی ہیں مجھے پرانی باتیں یاد دلا کر میرے زخم تازہ کر دیتی ہیں۔ میں جتنا بھی بھولنا چاہوں پر کچھ بھول نہیں پاتا۔ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائے کس سے اپنے دل کا حال کہے اس کا رو دینے کو جی چاہ رہا تھا۔''

پچھلی ساری پرانی باتیں اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہی تھیں اور اسے پہلے سے زیادہ سب سے نفرت ہو رہی تھی۔

''ابیر کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنا.....''

''تم مانو یا نہ مانو تمہیں حرم سے محبت ہو گئی ہے جب سے اس نے تم سے بات کرنا چھوڑا ہے تم بجھے بجھے سے رہنے لگے ہو۔ نہ ہنستے ہو، نہ کوئی مذاق کرتے ہو، نہ مجھے تنگ کرتے ہو۔ یہ سب کیا ہے یار! میں تنگ آ گیا ہوں تمہاری اس خاموشی سے ایسا کب تک چلتا رہے گا میں تمہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا، کل مشال کی برتھ ڈے پارٹی ہے اور اس نے ہم سب کو انوائٹ کیا ہے اور ہم جا رہے ہیں۔ اور تم وہاں حرم کو پرپوز کرو گے اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تمہاری طرف سے میں اسے پرپوز کر دوں گا'' ابیر نے اسے گھورا۔

''آ.....میرے کہنے کا مطلب ہے، اسے تمہارے دل کی بات بتا دوں گا۔''

''نہیں! میں اس سے کچھ نہیں کہوں گا وہ صرف میری دوست ہے'' وہ میر سے نظریں چراتے ہوئے بولا۔

''ابیر تم کسے بے وقوف بنا رہے ہو مجھے یا اپنے آپ کو؟ اب نظریں مت چراؤ۔ اچھا چلو مان لیا وہ صرف تمہاری دوست ہے پر جب وہ اس رات تم سے ٹکرائی تمہارے گلے لگی اور رونے لگی، تو کیوں تمہیں اس کا رونا اچھا نہیں لگا۔''

جب وہ کالج نہیں آ رہی تھی تب کیوں تمہیں اس کی فکر ہو رہی تھی؟ جب وہ تمہیں معاف نہیں کر رہی تھی تب کیوں تمہیں اتنی بے چینی ہو رہی تھی؟ کیوں تمہیں اس کا نوفل سے بات کرنا پسند نہیں؟ کیوں تم اس کی زندگی بدلنے چلے تھے۔ کیوں تم اسے کسی دکھ تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے؟ اب خاموش کیوں ہو جواب دو۔ ابیر یہ پیار نہیں تو اور کیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے، تم کیوں اس محبت کا اعتراف نہیں کر رہے؟'' یہ محبت کہانیوں

میں ہی نہیں اصل زندگی میں بھی ہوتی ہے جنون کی حد تک محبت جس میں انسان اپنا آپ تک بھول جاتا ہے۔"

"And look at you dude!۔تم کیا تھے اور کیا بن گئے ہو۔تم اس محبت کے کھیل میں بہت آگے بڑھ گئے ہو۔" ابیر نے ایک گہرا سانس لیا۔

"ہاں ہے۔..... مجھے حرم سے محبت ..... پر ضروری تو نہیں محبت لفظوں میں بیان ہو، کیا اسے میری یہ آنکھیں کچھ نہیں کہتیں؟ ہاں یہ سچ ہے جب میں اسے روتے دیکھتا ہوں تو میرا دم نکل جاتا ہے۔جب میں اسے کسی تکلیف میں دیکھتا ہوں تو میری روح کانپ جاتی ہے میرا دل چاہتا ہے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اس دنیا سے کہیں دور لے جاؤں۔"

"میں اس کی زندگی خوشیوں سے بھرنا چاہتا ہوں۔میں جب بھی اسے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں میرا دل چاہتا ہے اس کا ہاتھ تھاموں اور اس کے ساتھ بھاگ جاؤں۔وہ ایک خوبصورت Cinderella ہے اور میں اس کے لائق نہیں۔"

"ابیر تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ تم اس کے لائق نہیں ہو؟

وہ بہت شریف اور معصوم سی لڑکی ہے اور میں تیز طرار بدمعاش سا لڑکا۔"

"ہم دونوں میں کچھ بھی Common نہیں ہے۔سوائے ہماری براؤن آنکھوں کے اور وہ مجھے کیوں پسند کرے گی وہ تو میری دوست بھی نہیں بننا چاہتی تھی۔"

"ارے یار! یہ سب تمہارا وہم ہے تم کل اس سے اپنے دل کی بات کہہ دو۔ٹرسٹ می وہ ہاں کر دے گی۔"

"اچھا....." ابیر آہستہ سے بولا۔

"ابیر! مسٹر خاور کا فون آیا تھا۔"

"اچھا کیا کہہ رہے تھے؟"

"وہ کہہ رہے تھے جن لوگوں کی زمین تم نے آزاد کروائی ہے وہ تم سے مل کر تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔"

"انہیں کہہ دینا شکریہ کی ضرورت نہیں اگر شکریہ ادا کرنا ہے تو اللہ پاک کا ادا کریں۔"

"ابیر کبھی کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ میں حرم کے پاس جاؤں اور اسے بتاؤں کہ جیسا تم خود کو دوسروں کے

سامنے شوکرتے ہو حقیقت میں تم اس سے بھی زیادہ اچھے ہو۔ اور جس دن حرم تمہیں اچھے سے جان جائے گی وہ ضرور تم سے محبت کر بیٹھے گی۔''

ابیر مسکرادیا۔ یار تم بھی نا کبھی کبھی بہت جذباتی ہو جاتے ہو۔

مشال کی برتھ ڈے پارٹی پر تمام لوگ آئے ہوئے تھے۔

''حرمین بہت ہی خوبصورت سی سرخ فراک میں ملبوس، ہلکا پھلکا سا میک اپ، ہونٹوں پر لال لپ سٹک، اور بنا چشمے کے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔''

''واؤ حرم! بنا چشمے کے تم اور بھی خوبصورت لگتی ہو۔''

''تھینکس مشی!''

''ان تین سالوں میں سب اس کے دوست بن گئے تھے اس کے اچھے گریڈ کی بدولت سب اسے جاننے لگے تھے۔ اب اسے کافی حد تک اپنی پریشانیوں کو ہینڈل کرنا آ گیا تھا۔ ابیر جینز شرٹ پر کالے رنگ کے واس کوٹ میں ملبوس بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اور ہمیشہ کی طرح آج بھی سب اس کی تعریف کر رہے تھے۔''

''ابیر کالج کی شان، ہر محفل کی جان، ابیر کے بنا ہر محفل بیکار لگتی تھی۔ آج اس کے آتے ہی جیسے برتھ ڈے پارٹی میں جان آ گئی تھی۔''

''Happy Birthday Mishal۔''

''یہ گفٹ۔''

''یہ میرے لیے؟'' مشی کے تو جیسے خوشی سے ہوش ہی اڑ گئے۔

''ظاہر ہے برتھ ڈے تمہارا ہے تو گفٹ بھی تمہارے لیے ہی ہوگا۔''

''اوہ! تھینک یو سو مچ ابیر!''

''لڑکیوں پلیز ذرا سائیڈ ہو جاؤ مجھے ابیر کے ساتھ تصویر بنوانی ہے'' زونی اچانک آگے بڑھی۔

''حرم یہ لو میرا فون پلیز ہماری ایک تصویر بنا دو۔'' حرمین بے دلی سے اس کا فون پکڑے کھڑی تھی۔

''حرمین اب کھینچ بھی لو! بس دیکھتی ہی رہو گی کیا؟'' زونی نے اسے ٹوکا۔

حرم نے تصویر کھینچتے ہی اس کا فون واپس کر دیا۔ اور وہاں سے چلی گئی۔

''حرمین میری پیاری بہن! اتنی اچھی پارٹی میں تم یہاں اکیلی کھڑی کیا کر رہی ہو؟'' میر اس کے قریب آ کر بولا۔

''کچھ نہیں..... بس ویسے ہی۔''

''اچھا یہ لو جوس پیو میں ابھی آیا۔''

''کیا ہو رہا ہے؟ حرمین جی۔''

''نوفل تم یہاں کیسے؟ تم تو کہیں گئے ہوئے تھے ناں؟''

''ہاں..... جب مجھے پتا چلا مشال کی برتھ ڈے پارٹی ہے تو میں آ گیا سب کو ہی پتا ہے مجھے پارٹی وغیرہ میں جانا کتنا پسند ہے۔'' وہ مسکرایا۔

''Well I must say! You looks Pretty''

''تھینک یو!'' اچانک نوفل کی نظر سامنے کھڑے ابیر پر پڑی۔ جو لڑکیوں سے گھرا ہوا تھا۔

''حرم تمہاری ابیر سے بات نہیں ہوئی؟''

''ہاں۔ ہو گی بھی کیسے۔ اسے دوسری لڑکیوں سے فرصت ملے تب ناں۔ وہ سامنے دیکھو کتنا خوش نظر آ رہا ہے لڑکیوں میں۔ آج چار، پانچ تو سیٹ ہو ہی جائیں گی۔ خیر میں مشال سے مل کر آتا ہوں۔''

نوفل کی باتوں سے حرم کو کہیں نہ کہیں برا ضرور لگا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ گھر چلی جائے اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ کھلے آسمان تلے بھی اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنی اس کیفیت کی وجہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ وہ وہاں سے جانے ہی والی تھی کہ مشال آ گئی۔

''حرمین کیا تم بور ہو رہی ہو؟''

''نہیں..... مشی میں گھر جا رہی ہوں۔''

''پر ابھی تو آئی ہو۔ اتنی جلدی کیوں جا رہی ہو؟''

حرم نے ایک نظر ابیر کی جانب دیکھا۔ مشی اسے نوٹ کرتے ہوئے بولی۔

''ابیر کو لڑکیوں کے ساتھ دیکھ کر تمہیں برا لگ رہا ہے۔''

''نہیں..... مجھے کیوں برا لگے گا۔ سب جانتے ہیں کہ سب اسے پسند کرتے ہیں۔''

''اور حرم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ ابیر تمہیں کتنا پسند کرتا ہے۔'' اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے جو محبت ہے وہ سب کو نظر آتی ہے سوائے تمہارے۔ اس کی بات پر حرم نے بہت تعجب سے اس کی جانب دیکھا۔

''خیر چھوڑو آؤ کیک کاٹتے ہیں۔'' پارٹی کافی دیر تک چلتی رہی سب بہت انجوائے کر رہے تھے۔

ابیر حرم وہاں اکیلی کھڑی ہے بہت اچھا موقع ہے جاؤ اسے اپنے دل کی بات کہہ دو۔ میر نے اسے زبردستی اس کی جانب دھکا دے دیا۔

''ہیلو..... کیسی ہو چشمش؟''

''میرا نام حرم ہے اور تمہیں کوئی حق نہیں مجھے چشمش کہنے کا۔'' اس کے کھا جانے والے تیور دیکھ کر ابیر دھنگ رہ گیا۔

''مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔''

''پر مجھے نہیں سننا۔''

''حرم میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ تمہیں سننا ہوگا۔ مجھے نہیں پتا تم کیوں مجھ سے خفا ہو، میں نے بہت جاننے کی کوشش کی پر تم نے مجھے نہیں بتایا۔ میں یہاں صرف تمہارے لیے آیا ہوں تاکہ میں تم سے کہہ سکوں کہ میں تم سے محبت.....'' حرمین نے اسے زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا اسے کبھی بھی حرم سے یہ توقع نہ تھی۔

''یہ تھپڑ مجھے تمہیں اسی دن مار دینا چاہیے تھا جس دن تم نے سب کے سامنے میرا مذاق بنایا تھا۔ یہ تھپڑ مجھے تمہیں اسی دن مارنا چاہیے تھا جس دن تم نے میرے تین ماہ کی محنت ضائع کی تھی میرا اسائنمنٹ خراب کیا تھا۔ یہ تھپڑ مجھے آ کر تب مارنا چاہیے تھا جب مجھے پتا چلا تھا کہ زونی تمہاری گرل فرینڈ رہ چکی ہے اور تمہارے نزدیک لڑکیوں کی عزت کچھ بھی نہیں ہے۔''

''مسٹر ابیر! تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟ آج پھر تم مذاق بنانے چلے آئے ہو، جو منہ میں آیا وہ اسے بولتی چلی گئی۔ ''زونی اس تماشے سے بہت لطف اندوز ہو رہی تھی۔ پارٹی میں کھڑے تمام لوگ یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ حرم

ایک پل بھی وہاں نہ رکی اور وہاں سے چلی گئی۔

''میر فائنلی چشمش کو بولنا آ گیا۔ میں نے اسے بدل دیا میر پر کچھ زیادہ نہیں بولنے لگی چشمش؟'' مجھے تھپڑ ہی مار دیا وہ اپنی گال پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ چشمش نے تو شروعات ہی مجھ سے کی ہے اپنے ٹیچر سے اب اللہ خیر کرے۔ میر کہیں میں نے اسے بدل کر کوئی غلطی تو نہیں کر دی۔

''ابیر میرے بھائی کیا تو ٹھیک ہے؟ یہ تھپڑ تیرے دماغ پر تو نہیں چڑھ گیا۔''

''او جائل تھپڑ کبھی دماغ پر چڑھتا ہے کیا۔'' وہ چلایا۔

''اچھا..... تو پھر تھپڑ سب کے سامنے کھانے کی وجہ سے تو پاگل تو نہیں ہو گیا؟''

''نہیں..... تھپڑ کی خیر ہے میں ٹھیک ہوں۔ میں خوش ہوں چشمش کو بولنا آ گیا۔ ''

''ابیر تو واقعی محبت میں پاگل ہو گیا ہے چل اب ہاسٹل چلیں۔ میر یہ تھپڑ پڑوانے کے لیے تم نے مجھے پرپوز کا بولا تھا ناں؟'' وہ مسکراہٹ دبائے بولا۔

''نہیں یار! میں اب ایسا بھی نہیں مجھے معاف کر دو میری وجہ سے تمہیں یہ تھپڑ.....'' وہ آہستہ سے بولا۔

''نہیں میر اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ ویسے آج تم نے ان تمام ماروں کا بدلہ لے لیا جو ہمیشہ میرے پنگوں کی وجہ سے تمہیں پڑی ہے۔'' وہ اسے تنگ کرنے کے انداز سے بولا۔

''اف! چشمش کا نازک ہاتھ اتنا وزنی ہے میرا تو سر ہی گھوم گیا۔ ابیر تم اپنا دکھ چھپانے کے لیے یہ سب مسخرانہ باتیں کر رہے ہو ناں۔ میں تمہیں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔''

میر فوراً اس کے گلے لگ گیا۔

''میر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔'' وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔

''وہ کیا؟''

''چشمش نے ایسا کیوں کہا کہ زونی میری گرل فرینڈ تھی اور زونی کو اس پارٹی میں کس نے بلایا وہ تو مشی کی دوست نہیں ہے اور حرم کو کس نے کہا کہ میں نے اس کا اسائنمنٹ خراب کیا یا پھاڑا ہے؟''

''ارے..... ہاں! میں نے تو اس بات پر دھیان ہی نہیں دیا۔ ابیر میں کل ہی پتا لگاتا ہوں کہ یہ سب کیا چکر

ہے۔ابھی چلتے ہیں مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔"

ابیر کو رات بھر عجیب سے بے ربط خواب آتے رہے۔حرمین کسی مصیبت میں ہے اور وہ اسے پکار رہی ہے۔ برف باری ہو رہی ہے اور اک اونچے پہاڑ پر اچانک حرم کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ گھبرا کر اٹھ گیا۔

"چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔آسمان پر بادل کسی ڈھول کی طرح بج رہے تھے اور پانی برسا رہے تھے۔اس نے کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھا کافی تیز بارش ہو رہی تھی۔آنکھ کھلنے کے بعد اسے دوبارہ نیند نہیں آئی اور میر بہت آرام سے گدھے، گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔بہر حال اس دن کے بعد سے حرمین اور ابیر کی کبھی بات نہیں ہوئی یوں ہی کئی مہینے گزر گئے اور ابیر دن رات تڑپتا رہا۔"

☆.....☆.....☆

"نوفل تو نے تو کمال کر دیا یار! سیدھا سیدھا اسے تھپڑ ہی پڑوا دیا۔نوفل کے کچھ دوست کلاس کے باہر کھڑے اس سے بات کر رہے تھے۔"میر نے وہاں سے گزرتے ہوئے ان کی باتیں سن لیں۔

"Wow! he that apes other never be himself"

"کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا۔"

"ابھی بتاتا ہوں بیٹا تجھے....."

میر سامنے سے آتی حرم کی طرف لپکا۔

"حرم حرم بات سنو!"

"جی....."

"ادھر آؤ میرے ساتھ....."

"پر کیاں میر بھائی؟"

"ارے جلدی چلو۔تمہیں کچھ دکھانا ہے۔دکھانا نہیں بلکہ کچھ سنانا ہے۔"حرم اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔

"دوستو! میں نے کہا تھا ناں کہ کول بوائے ابیر کو خود مدد کی ضرورت پڑنے والی ہے تو کیسا رہا میرا گیم؟ حرمین کا اچھا گریڈ لانے کا چانس بھی گیا، ابیر کو تھپڑ بھی پڑ گیا اور دونوں کی دوستی بھی ختم ہو گئی۔" وہ سب قہقہہ

لگا کر ہنس ہی رہے تھے کہ حرم اچانک ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور اسے دیکھتے ہی نوفل سمیت ان لڑکوں کی ہنسی غائب ہوگئی۔ حرم نے وقت ضائع کیے بغیر نوفل کو تھپڑ دے مارا۔

''Shame on You!''

''میں نے تمہیں اپنا اچھا دوست سمجھا تم پر بھروسہ کیا اور تم نے یہ صلہ دیا۔ ابیر کو نیچا دکھانے کے لیے تم نے میری محنت ضائع کر دی میرے دل میں اس کے لیے بدگمانی پیدا کر دی۔ تم جیسے لوگ نہ کبھی خود کامیاب ہوتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو کامیاب ہونے دیتے ہیں۔ تم بھول گئے میں نے کس طرح آدھی رات تک جاگ کر تمہارا فزیالوجی کا اسائنمنٹ بنایا تھا۔ تمہیں ڈاکٹر اکرم کی ڈانٹ سے بچایا تھا۔ وہ اک اک کر کے اس پہ کیے اپنے تمام احسان جتانے لگی۔ آئندہ مجھ سے بات مت کرنا۔'' نوفل اور اس کے دوست وہاں سے چلے گئے۔

''حرمین اب تو تمہیں یقین ہو گیا ناں کہ ابیر تمہیں نقصان پہنچانے کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور وہ زونی اس کی گرل فرینڈ نہیں تھی اس نے آج تک کبھی کسی کو اپنی گرل فرینڈ نہیں بنایا ہے اور اگر وہ یہاں لڑکیوں سے بات کر بھی لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں وہ برا لڑکا ہے۔ نوفل نے اللہ جانے کیا کیا الزام لگائے ہیں ابیر پر۔ وہ کبھی ابیر کو خوش دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اس بار وہ غصے سے بولا۔''

''ابیر کہاں ملے گا؟''

''وہ وہیں پیپل کے پیڑ تلے بیٹھا گٹار بجا رہا ہوگا۔'' حرمین فوراً اس کے پاس گئی۔

''ابیر.....''

''ہوں.....''

''آئی ایم سوری! میں نے بنا کسی تصدیق کے تمہیں قصوروار سمجھا۔ تمہیں باتیں سنائیں۔ تمہیں تھپڑ مارا، مجھے خود پہ غصہ آ رہا ہے میں نے اپنے بیسٹ فرینڈ پر شک کیا۔ میں کیسے نوفل کی باتوں میں آ گئی۔'' اس کے چہرے پر اداسی بھرے تاثرات تھے۔ ابیر تھوڑا حیران دکھائی دے رہا تھا۔

''اٹس اوکے چشمش! لیکن اب اچانک کیسے یقین ہوا کہ میں بے قصور ہوں۔''

''وہ میں نے نوفل کو کہتے سنا، اس نے میرا اسائنمنٹ خراب کیا اور تم پہ نام لگا دیا تاکہ ہماری دوستی ختم

ہو جائے۔"

"پھر یہ سب سننے کے بعد تم نے کیا کیا؟"

"میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔"

"کیا.....تھپ.....تھپڑ؟" وہ چونکا۔

"چشمش تم اب بنا کسی ڈر کے ہر کسی کو تھپڑ مار دیتی ہو۔"

"ہاں.....تم نے ہی تو کہا تھا ڈر کو باہر نکال کر پھینک دو پھر تمہیں سب اچھا لگنا لگے گا۔ تو میں نے بہت کوششوں کے بعد ہر طرح کا دل سے ڈر نکال دیا ہے۔" وہ مسکرائی۔ جس پر ابیر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"چشمش یہ میں نے تمہارے آگے ہاتھ جوڑے، آئندہ کسی کو تھپڑ مت مارنا ہر کوئی ابیر نہیں ہوتا جو آرام سے تمہارا تھپڑ برداشت کر لے۔"

"تم کھاتی کیا ہو؟ دیکھنے میں تو تم بہت اسمارٹ سی لگتی ہو اور ہاتھ اتنا وزنی ہے۔" اس بار وہ دونوں مسکرا دیے۔

☆.....☆.....☆

ابیر کالج کے پارکنگ ایریا میں کھڑی کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو اسٹارٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ شٹ اس نے دانت پیسے اور دوبارہ اسٹارٹ کرنے لگا کہ اچانک اس کی طرف کے شیشے پر ہاتھ رکھ کر کوئی جھک کر بولا۔

"ابیر کیا تم مجھے گھر چھوڑ دو گے؟"

"زونی میری کار اسٹارٹ نہیں ہو رہی اور اگر یہ اسٹارٹ ہو بھی جاتی تب بھی میں تمہیں گھر چھوڑ کر نہ آتا۔" اس کے اس رویے پر زونی چونکی۔

"ابیر اگر حرم تم سے بات نہیں کر رہی ہے تو کیا اب تم اس کا غصہ مجھ پر اتارو گے۔ تم بھول گئے اس نے کس طرح پارٹی میں سب کے سامنے تمہیں تھپڑ مارا اور ذلیل کیا۔ آخر تمہاری کوئی Self respect ہے کہ نہیں؟"

ابیر فوراً کاہر سے باہر نکلا۔

''Oh! Really?''

''کیا تمہاری کوئی Self respect نہیں جو تم منہ اٹھا کر بنا کسی Invitation کے پارٹی میں چلی آئیں۔'' ابیر کے جواب پر اسے چپ لگ گئی۔

''تم بتاؤ! تم وہاں کیا کرنے آئی تھی؟ تم تو مشال کی دوست بھی نہیں ہو اور نہ اس نے تمہیں انوائٹ کیا تھا''

''وہ..... آ..... میں نوفل کے ساتھ آئی تھی۔'' وہ دھیمی آواز سے بولی۔

''اوہ! مطلب تم نے حرم کو تنگ کرنے کے لیے نوفل سے ہاتھ ملالیا۔ Thats great اور تم نے کیا بکواس کی۔ تم میری گرل فرینڈ تھی اور میں لڑکیوں کو استعمال کرتا ہوں۔'' ابیر نے غصے سے اس کا بازو دبوچا۔

''اوچ! میرا بازو چھوڑو۔''

''زونی میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا تم اس حد تک گر جاؤ گی۔ میرے دل میں جو تمہارے لیے عزت تھی وہ تمہاری اس حرکت سے اب ختم ہو چکی ہے۔ تمہارا اور میرا جو تھوڑا بہت دوستی کا رشتہ تھا وہ بھی اب ختم ہو چکا ہے اور خبردار جو آئندہ تم نے حرم کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچا بھی تو.....'' اس نے تیزی سے اس کا بازو اپنی گرفت سے آزاد کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

''حرمین عارش کالج کے پارک میں ایک ضعیف درخت کی سائے دار چھاؤں میں بیٹھی ہاتھ میں اپنی ماں کی تصویر پکڑے اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ اس کا لہجہ خاصا بوجھل تھا۔ یہ اس کا آخری سال تھا۔ بس کچھ ہی مہینوں میں وہ ایم بی بی ایس کے ٹائٹل سے نوازے جانے والی تھی اور اس خوشی کے موقع پر اسے اپنی ماں کی بہت شدت سے یاد ستا رہی تھی۔''

وہ ہمیشہ اپنی ماں کی تصویر اپنے پاس اپنے بیگ میں محفوظ رکھتی تھی وہ اتنی اداس تھی کہ اس کے آنسو آنکھوں میں جمع ہو گئے اور اس کی گلابی گالوں پر لکیریں بناتے اس کی ماں کی تصویر پر گر رہے تھے۔

''چشمش تم اکیلی یہاں کیا کر رہی ہو؟'' ابیر کی آواز پر وہ چونکی اور اپنی ماں کی تصویر بیگ میں رکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کرنے لگی۔

''حرم تم رو رہی ہو؟'' ابیر کے چہرے پر فکرمندی اور حیرانی سے ملے جلے تاثرات نمودار ہوئے۔

''نہیں.....ہوا اتنی چل رہی ہے آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے۔'' اس نے بہت مہارت سے جھوٹ بولا۔

''حرم کوئی پریشانی ہے؟''

''نہیں..... جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو سب پریشانیاں ختم ہوگئی ہیں۔ بے ساختہ اس کے منہ سے ادا ہونے والے اس جملے پر وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔''

''چشمش تم کبھی کبھی مجھے حیرانی کے ساتھ ساتھ سوچوں میں بھی مبتلا کر دیتی ہو۔''

''کیسی سوچیں؟''

''نہیں.....کچھ نہیں اس نے سر جھٹکا۔''

''میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ اگلے ہفتے سے سپورٹس گالا شروع ہو رہا ہے اور میں نے تمہارا نام دوڑ نے کی ریس میں لکھوا دیا ہے۔''

''کیا.....پر کیوں۔''

''کیونکہ بھاگنا تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہے اور تم بھاگتی بھی اچھا ہو تو میں نے سوچا کیونکہ تمہیں اپنے اس مشغلے پہ کوئی انعام مل جائے۔'' وہ شریر لہجے سے بولا۔

''اور تم نے کس میں Participate کیا ہے؟''

''باسکٹ بال اچھا کھیل لیتا ہوں تو بس وہی کھیلوں گا۔''

''میر بھائی اور مشال؟''

''انہیں سپورٹس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے البتہ وہ چلاتے بہت اچھا ہیں تو لہٰذا وہ بس گراؤنڈ میں بیٹھ کر ہمیں Cheer up کریں گے۔'' حرم اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''میں جب بھی اداس ہوتی ہوں ابیر مجھے ہنسانے آ جاتا ہے۔ تمہیں کیسے پتا چل جاتا ہے کہ میں اداس ہوں حرم سوچتے ہوئے مسکرائی۔''

''ابیر تم نے مجھے کبھی اپنے والدین کے بارے میں نہیں بتایا۔ آج ایک بار پھر اس نے وہی سوال دہرایا۔

''حرم کے اس سوال پہ اس کی ہنسی غائب ہوئی۔اس کے ہونٹوں پہ مکمل خاموشی تھی۔وہ کسی سوچ میں گم ہو گیا۔یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کوئی جواب دینے سے قاصر تھا۔

''ابیر میں نے کچھ پوچھا ہے؟''

''ہوں.....وہ آہستہ سے بولا۔''

''اگر یہی سوال میں تم سے پوچھوں؟''

''ابیر بہت حاضر دماغ شخص تھا جب اس کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا،وہ وہی سوال اگلے بندے سے کر کے اسے سوچوں میں مبتلا کر دیتا تھا۔اور حرمین عارش کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔تھوڑی دیر پہلے والی اداسی ایک بار پھر اس کے چہرے پر نمودار ہوئی۔'

''میرے والدین''

''ابیر تم لوگ یہاں ہو۔میں کب سے تم دونوں کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ڈاکٹر اکرم آڈیٹوریم میں سب اسٹوڈنٹس کو بلا رہے ہیں۔کوئی Announcement کرنی ہے۔میر کی بات مکمل ہوتے ہی حرم اس کے پیچھے چل دی۔ابیر جیسے ہی جانے کے لیے اٹھا اس کا پیر کسی چیز سے ٹکرایا۔جونہی اس کی نظر نیچے زمین پر پڑی۔وہ ہکا بکا رہ گیا اور اپنی جیب پہ ہاتھ مارنے لگا یہ میری جیب سے کب گری؟''

''بہت ہی خوبصورت سی چین ساتھ میں ایک گول شکل کی گھڑی اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔وہ جھک کر چین نما گھڑی اٹھانے لگا۔اور وہ پیار سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے گھڑی کا ڈھکن کھولنے لگا اور ڈھکن کھلتے ہی Happy Birthday کی دھن چلنے لگی۔وہ اسے دیکھتے ہوئے کسی سوچ میں گم ہو گیا۔''حرم نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ وہیں ضعیف پیڑ تلے کھڑا تھا۔

''ابیر کیا ہوا وہاں کیا کر رہے ہو؟''

''ہاں.....ہاں آیا وہ چین جیب میں رکھتے ہوئے ان کی جانب بڑھا۔''

''آڈیٹوریم میں اسٹوڈنٹس کا سیلاب سا امنڈ آیا تھا۔''ان تینوں کو بڑی مشکل سے جگہ ملی۔

''السلام وعلیکم!''پہلا سلام تو تالیوں کے شور میں گم ہو گیا تھا۔

''وعلیکم السلام! اجتماعی جواب آیا۔''

انہوں نے اپنی بات کا آغاز کیا تو پورے ہال میں خاموشی چھا گئی۔ ماشاءاللہ یہ آپ لوگوں کا آخری سال ہے اور اب کچھ ہی مہینوں بعد آپ لوگ ایم بی بی ایس ڈاکٹر بن جائیں گے اور آپ لوگ اتنے لکی ہیں کہ آپ لوگوں کے ڈاکٹر بننے سے پہلے ہی میں آپ لوگوں کو جاب آفر کرنے جا رہا ہوں۔ وہ مسکرائے۔

''میں اپنا خود کا ہاسپٹل بنا رہا ہوں اگر آپ لوگ چاہیں تو وہاں جاب کر سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اگلے ہفتے سے اسپورٹس گالا شروع ہو رہا ہے تو اچھے سے انجوائے کیجیے گا اور اسپورٹس گالا ختم ہوتے ہی ہم مارگلہ ہل کی سیر کو جائیں گے۔''

''امید ہے آپ سب اس سفر کا حصہ بنیں گے اور اپنا یہ آخری سال خوب انجوائے کریں گے اور اسے یادگار بھی بنائیں گے۔'' ڈاکٹر اکرم کے چہرے پر بہت شگفتہ مسکراہٹ تھی ان کی بات پہ آڈیٹوریم میں موجود تمام اسٹوڈنٹس کے چہروں پہ خوشی کی لہر دوڑی۔

''Students! Any Questions?''

''جی سر!'' میر نے ہاتھ کھڑا کیا۔

''بولیں میر۔''

''سر آپ کے ہاسپٹل میں فری جاب کرنی پڑے گی یا آپ تنخواہ بھی دیں گے؟'' اس کے سوال پہ آڈیٹوریم ہال میں ہنسی کے فوارے چھوٹ گئے۔

''میر آپ ڈاکٹر بننے کے بعد بھی اپنے پیشنٹس سے ایسے ہی بیوقوفانہ سوال کریں گے؟ ظاہر ہے جب تم جاب کرو گے تو تنخواہ بھی ملے گی۔''

''سر پکنگ کے لیے مارگلہ ہل کیوں چنا ہے؟'' اس بار سوال مشی نے کیا۔

''مشال مارگلہ ہل بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔ قدرتی حسن کا شاندار علاقہ ہے۔ یہ ہمارے قومی دارالخلافے کا دھڑکتا ہوا دل ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ آپ لوگوں میں سے کوئی اس پرسکون ماحول اور ٹھنڈی جگہ پر گیا ہوگا۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ پچھلے دل سالوں سے وہاں ژالہ باری نہیں ہوئی ہے اور اب کافی حد تک

ژالہ باری کے امکان ہیں۔اب ذرا تصور کریں مارگلہ ہل ہو، ژالہ باری ہو، چاروں طرف خوبصورت مناظر ہوں اور آپ لوگوں کو کیا چاہیے۔کیا آپ نے کبھی اپنی زندگی میں اتنے دلکش مناظر دیکھے ہیں؟''

''پر سر اگر ژالہ باری نہ ہوئی تو؟ اس بار پھر میر بولا۔''

''تو پھر Snow spray لے جانا اور اسی کو snowfall سمجھ کر لطف اندوز ہونا۔'' ایک بار پھر آڈیٹوریم ہال میں قہقہوں کی صدائیں بلند ہوئیں۔آپ لوگوں میں سے جو بھی یہ سفر طے کرنا چاہتا ہے وہ میرے آفس میں آ کر اپنا نام رجسٹر کروا دے۔تھینک یو! ڈاکٹر اکرم وہاں سے رخصت ہو گئے۔

حرم کسی سوچ میں مبتلا تھی۔

''تم کچھ سوچ رہی ہو؟ حرم کے چہرے کا رنگ اور تاثرات اسے سب کچھ بتا دیتے تھے۔''

''میں مارگلہ ہل نہیں جاؤں گی۔''

''پر کیوں؟''

''ابیر مجھے اونچے پہاڑوں سے ڈر لگتا ہے۔مجھے ایسا لگتا ہے یہ مجھ پر آ گریں گے۔''

''نن.....نہیں میں نہیں جاؤں گی اس کے چہرے پہ خوف تھا اور دوسری طرف جانے کی خواہش وہ اب زندگی کے ہر لمحوں کو جینا چاہتی تھی۔''

''ایسا کچھ نہیں ہے چشمش یہ سب تمہارا وہم ہے اور میں ہوں تمہارے ساتھ۔اک پل کو دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں۔نجانے کیوں ابیر کے آخری جملے پہ اسے ایک انجانی سے خوشی محسوس ہوئی تھی۔حرم میں سر کے آفس میں ہمارے نام رجسٹر کروا کے آتا ہوں۔''

☆.....☆.....☆

''حرمین مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔نوفل حرم کے پاس آیا جو ابیر کو باسکٹ بال کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی ''مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔

''حرم پلیز! ایک بار میری بات سن لو۔میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔میں اپنے کیے پہ بہت شرمندہ ہوں۔مجھے تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔پلیز مجھے معاف کر دو۔وہ بھولی سی شکل بنائے اپنی بات کہہ رہا تھا۔''

''ٹھیک ہے اگر تم نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے اور تم اس پر شرمندہ بھی ہو تو میں نے تمہیں معاف کیا اور آئندہ ایسا کچھ مت کرنا جس سے تمہیں شرمندہ ہونا پڑے۔''

''بہت بہت شکریہ حرم تم دل کی بہت اچھی ہو۔تم نہیں جانتی میرے دل کا کتنا بڑا بوجھ تم نے ہلکا کر دیا۔'' وہ مسکرایا۔

''آج اسپورٹس گالا کا چوتھا روز تھا اور آج حرم کی دوڑنے کی ریس ہونی تھی۔ وہ بالکل تیار تھی پر گھبرا رہی تھی ایک ڈر اس کے چہرے پر نمودار ہوا۔ چشمش ڈرو مت کھیل میں جتنا ضروری نہیں ہوتا۔ اگر زندگی میں کبھی بھی کوئی کھیل کھیلو تو اسے جیتنے کے لیے نہیں بلکہ مزے کے لیے کھیلو۔ ہار جیت تو کھیل کا حصہ ہے اور کھیل میں ہی نہیں زندگی کے ہر سفر پر ہار جیت ہوتی ہے اور میری نظر میں وہ شخص انتہائی بیوقوف ہے جو ہار کو سر پر سوار کر کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھ جائے کہ مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا، میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تو بیکار ہوں۔''

''حرم کوئی بندہ بیکار نہیں ہوتا اللہ پاک نے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی ہنر ضرور عطا کیا ہے۔ اگر تم اس کھیل میں نہ جیتی تو اٹس اوکے! تم انجوائے کے لیے یہ کھیل کھیلو۔ ہمیں ہمیشہ زندگی میں کچھ نہ کچھ نیا کرتے رہنا چاہیے۔ بیسٹ آف لک!''

ابیر کے چہرے پر بہت پرسکون مسکراہٹ تھی اور اس کی باتوں سے حرمین عارش کو بہت حوصلہ ملا تھا اور اباس نے سوچ لیا تھا وہ جیتنے کے لیے نہیں بلکہ انجوائے کے لیے دوڑے گی۔ کچھ ہی دیر میں ریس شروع ہو گئی۔

پورا گراؤنڈ اسٹوڈنٹس سے بھرا ہوا تھا ہر طرف شور وغل تھا سب اپنے اپنے کلاس فیلوز کو بلند آوازیں لگا کر چیئر اپ کر رہے تھے۔ حرمین بہت تیز دوڑ رہی تھی اور اس وقت وہ باقی تمام اسٹوڈنٹس سے آگے تھی، پر اچانک بھاگتے بھاگتے اس کا پاؤں مڑا اور وہ بری طرح زمین پر گر گئی اس کے گرتے ہی ابیر کی جیسے سانس ہی تھم گئی۔

چشمش.....وہ بے ساختہ چلایا۔ اور اس کی طرف بھاگنا چاہا پر گارڈ نے جانے نہ دیا۔

''حرمین اٹھو تم کر سکتی ہو، کوشش کرو اٹھنے کی۔'' وہ دور سے چلا رہا تھا۔ حرم تک اس کی آواز پہنچ نہیں سکتی تھی پھر بھی وہ چلا رہا تھا۔ وہ اٹھنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی وہ جب بھی اٹھتی واپس گر جاتی۔ باقی اسٹوڈنٹس اس سے آگے نکل چکے تھے۔ بالآخر وہ اٹھ ہی گئی اور ایک بار پھر دوڑنا شروع کیا۔ جب تک حرم بھاگتی رہی ایم بی بی ایس

ڈپارٹمنٹ کی جان پہ بنی رہی سب یہ جاننے کے لیے بے چین تھے کہ آخر آج کی اس ریس میں حرم جیتے گی بھی یا نہیں اور پھر حرم کے نام کی صدائیں بلند ہوگئیں اور وہ Finishing Line تک پہنچ ہی گئی۔ سب نے بھرپور تالیاں بجا کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور مبارکباد پیش کی۔ اس نے اپنا یہ تجربہ بہت انجوائے کیا۔

''مبارک ہو چشمش تم جیت گئی۔'' ابیر کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ حرم کے آنسو بہنے لگے۔

''چشمش تم ہر Situation میں رونا کیوں شروع کر دیتی ہو؟

Stupid یہ خوشی کے آنسو ہیں۔'' میر اور مشال بھی دوڑتے ہوئے آئے اور اسے مبارکباد دینے لگے۔

''ابیر میں یہ ریس کبھی نہ جیتتی اگر تم مجھے حوصلہ نہ دلاتے جب میں گری مجھے لگا بس اب میں اٹھنے کے قابل نہیں ہوں۔

نیلے آسمان تلے اب ایسے باتیں ہونگی حرمین جی!'' سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔ ایک کے بعد ایک کافی گیمز ہوئے اور سب نے خوب مزے لیے۔ باسکٹ بال ٹورنامنٹ شروع ہونے میں صرف دس منٹ باقی تھے ابیر بوتل سے منہ لگائے پانی پی رہا تھا جب حرم اس کے پاس آئی! بیسٹ آف لک ابیر۔

''بہت شکریہ! تم دیکھنا انشاء اللہ میں ہی جیتوں گا۔ ابھی تک کوئی ایسا اس کالج میں نہیں آیا جو باسکٹ بال میں ابیر کو ہرائے۔ اس کے چہرے پہ کوئی فکرمندی نہیں کوئی ڈر تھا۔''

باسکٹ بال ٹورنامنٹ شروع ہوا اور ابیر کو گراؤنڈ میں دیکھ کر سب لڑکیاں پرجوش انداز میں اس کے نام کے نعرے لگانے لگیں۔

''ابیر بیٹا! آج میں تجھے نہیں جیتنے دوں گا۔ نوفل نے اسے اوپن چیلنج کیا۔''

''دیکھتے ہیں کس میں کتنا ہے دم!'' اس نے بھی پرجوش انداز میں جواب دیا۔ کھیل بہت اچھا چل رہا تھا۔ مخالف ٹیم پوری کوشش میں تھی کہ ابیر ٹھیک سے نہ کھیل سکے پر افسوس ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ ہر بار کی طرح اس بار بھی بہت اچھا کھیل رہا تھا۔ ہر سال باسکٹ بال ونر کی ٹرافی اس کے نام ہوتی رہی تھی اور اس سال بھی وہ ٹرافی اپنے نام کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی ذات میں گم رہنے والا لڑکا، جو چاہتا تھا اسے مل جاتا تھا۔ کھیل بہت دلچسپ چل رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ٹورنامنٹ ختم ہوا اور ایک بار پھر ٹرافی اس کے نام ہوئی۔ ہر طرف سیٹیوں اور تالیوں کا شور

بلند ہوا، ایم بی بی ایس ڈپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس شور مچاتے ہوئے گراؤنڈ میں کسی فوج کی طرح داخل ہوئے اور ابیر کو کندھوں پر اٹھا کر خوشیاں منانے لگے۔ سب اسے مبارکباد دے رہے تھے۔

حرمین دور کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی اور کافی خوش دکھائی دے رہی تھی۔ ابیر چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

''چشمش تم یہاں کھڑی ہو مجھے تو لگا تھا میرے جیتنے پر سب سے پہلے تم مجھے مبارکباد دو گی۔''

''ابیر میں یہاں کھڑی تمہارے جیتنے کی دعائیں کر رہی تھی۔''

''اچھا..... پھر بتاؤ تم نے اللہ پاک سے کیا کہا؟''

''میں نے اللہ پاک سے کہا کہ وہ تمہیں کامیابی سے نوازے جیسے ہمیشہ ہر کھیل میں تمہاری جیت ہوئی ہے۔ تمہاری عزت بنی رہی ہے۔ اسی طرح اب بھی تم جیت جاؤ اور تمہاری عزت برقرار رہے۔ اس کے جواب پہ وہ بے اختیار ہنس دیا۔''

''پھر تو تم نے سچے دل سے دعا کی تھی تبھی قبول ہوگئی۔ وہ آنکھوں میں نمی کا تاثر لیے لبوں پہ مسکراہٹ سجائے بہت پیار سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ مگر حرم کو یہ پیار نظر نہیں آتا تھا یا شاید وہ دیکھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔''

ابیر اور میر سڑک پر پیدل چلتے ہوئے ہاسٹل کی طرف جا رہے تھے۔

ابیر سر جھکائے اپنی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، گہری سوچ میں گم چپ چاپ نظریں نیچے جھکائے چل رہا تھا۔ وہ اپنی ذات میں گم رہنے والا لڑکا آج کسی اور کی ذات میں گم تھا۔

''ابیر کیا تم نے دوبارہ حرم سے اپنے دل کی بات کہی؟ بہت دیر چپ چاپ چلنے کے بعد میر نے خاموشی توڑتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔'' وہ خیالوں میں گم اس کی آواز پہ چونکا۔

''ہوں..... کچھ کہا تم نے؟''

''میں نے کہا تم نے دوبارہ حرم سے اپنے دل کی بات کہی؟''

''نہیں..... میں دوبارہ وہ بات کر کے اپنی اتنی اچھی دوست کو کھونا نہیں چاہتا۔''

''اچھا..... تو تمہیں حرم کی طرف سے کیا لگتا ہے؟''

''پتا نہیں وہ کچھ جتاتی ہی نہیں..... کبھی کچھ کہتی ہی نہیں..... کبھی کھلتی ہی نہیں۔'' وہ سر جھکائے راستے کے

پتھر کو ٹھوکر مارتے ہوئے بولا۔

''پھر کیا تم ساری زندگی اس کے دوست بن کر ہی رہنا چاہتے ہو؟'' اس کے بچوں کے ماموں بننا چاہتے ہو۔

''ابیر تمہیں ایک بار پھر سے کوشش کرنی ہوگی، لڑکیاں اتنی آسانی سے اپنے دل کی بات نہیں کہتی ہیں اور حرم جیسی لڑکی تو کبھی بھی نہیں۔''

''میر میں اس کی نجی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، ہوسکتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتی ہو، یا اس کی شادی کہیں اور طے کر رکھی ہو۔''

''ابیر یہ صرف جھوٹی تسلیاں ہیں جو تم اپنے دل کو دے رہے ہو تم اچھے سے جانتے ہو وہ کسی کو پسند نہیں کرتی۔ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے اور نہ ہی اس کا رشتہ کہیں طے ہے۔ جہاں تھا وہاں سے ختم ہو گیا ہے۔ اور نجی زندگی میں ہے ہی کیا اس کے والدین، دادو اور چاچو کی فیملی جو اسے ہر وقت تنگ کرتے ہیں۔ چچی زمانے بھر کا کام کرواتی ہے۔ پچاس..... پچیس باتیں سناتی ہیں اس کی زندگی میں گلاب دادو کے علاوہ ایک تم ہی تو ہو جو اسے بے پناہ چاہتے ہو، اللہ نہ کرے دادو یا اس کے والدین کو کچھ ہو جائے تو تم نے سوچا ہے وہ چڑیل چچی اس بیچاری کا کیا حال کرے گی۔''

اپنے اسی گھٹیا بھتیجے کے ساتھ اس کا نکاح پڑھوا دے گی اور تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھے سب دیکھتے رہنا۔

''یار تمہیں کس چیز کا ڈر ہے؟ کچھ نہیں ہوتا تمہاری دوستی کو۔ تم تو ایسی توپ ہو جس پہ کوئی زور زبردستی بھی نہیں کر سکتا۔ پلیز میرے بھائی ایسے خاموش مت رہو۔'' ابیر خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ حرم کو کھو دینے کا ڈر اس کی آنکھوں میں جھلک رہا تھا۔ اس کا دل اس وقت کئی حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ اس کی جو کیفیت تھی وہ اس کے چہرے پر صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اس وقت اندر سے بالکل خالی تھا، وہ حرم کے ساتھ جینا چاہتا تھا اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہتا تھا۔

وہ چہرے پر پھیکی مسکراہٹ سجائے چپ چاپ چلتا ہوا اندھیرے میں کہیں غائب ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

''سورج آسمان کی چادر پھاڑ کر اچانک ابھرا اور اس کی پہلی کرن سوتی ہوئی حرمین کے چہرے پر پڑی جو

فوراً ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔ آنکھ کھلتے ہی اس کے سامنے ایک حسین منظر تھا۔ ''حرمین عارش مشتاق نظروں سے کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھنے لگی۔ آسمان پر سفید بادلوں کا راج تھا۔ مارگلہ کی پہاڑیوں پر آج سفید بادل اتر رہے تھے۔ شبنم پڑنے کی بدولت گیلی سڑک، دھلے دھلے سے درخت چاروں طرف اتنے بڑے بڑے پہاڑ جو آپس میں سرگوشی کر رہے تھے۔

صبح کی ٹھنڈی اور تازہ ہوا، اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ ٹھیک سامنے ایک دروازہ تھا جس پر لکھا تھا۔ ''Welcome to Margallas''۔ حرمین نے ایک گہرا سانس لیا، چہرے پہ خوشیوں بھرے تاثرات تھے۔ وہ اس نئے تجربے کے لیے بہت بے تاب تھی۔

فائنلی ایک ہفتے کے طویل انتظار کے بعد ہم مارگلہ کی سیر کو آ ہی گئے۔ پیچھے بیٹا ابیر زیر لب بڑبڑایا۔

ڈاکٹر اکرم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے چہرے پر خاصی خوشی نمودار تھی اسٹوڈنٹس ہم مارگلہ ہل پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم یہاں مارگلہ ہل ہوٹل میں ناشتہ کریں گے۔ اس کے بعد آپ لوگ جہاں چاہیں گھوم پھر سکتے ہیں اور ہاں۔ سب اپنے اپنے گروپس بنالیں اور جو گروپس بنیں گے پھر وہ ایک ساتھ ہی رہیں گے۔

''او کے سر۔'' اجتماعی جواب آیا۔

''آپ لوگ اپنے گرم کپڑے لائے ہیں؟'' اگر ژالہ باری ہوگئی تو آپ کو ضرورت پڑ سکتی ہے۔

''جی سر سب لائے ہیں اور ہم اس خوبصورت سفر کو بہت یادگار بنائیں گے۔''

سیف جوشیلے انداز میں بولا۔ جس پر ڈاکٹر اکرم سمیت باقی ڈاکٹرز بھی ہنس دیے۔ بہرحال کوچ رکتے ہی سب ہوٹل کی جانب چل دیے۔

ان کے گروپ میں یہ چار لوگ تھے، ابیر، حرمین، مشال اور میر۔ اب جہاں بھی جانا تھا چاروں کو ساتھ میں ہی جانا تھا۔ ہوٹل میں داخل ہوتے ہی سب کے کیمرے آن ہوگئے اور سب تصویریں کھینچنے لگے۔ میر اور مشال نے بھی ابیر اور حرم کے ساتھ سیلفیز بنائیں۔

''چشمش کیا تم نے کبھی سوچا تھا کہ کبھی تمہاری صبح کا آغاز اتنے خوبصورت انداز میں ہوگا؟''

''میرے تو ہر دن کا آغاز خوبصورت انداز میں ہوتا ہے'' وہ مسکرائی۔

''وہ کیسے؟''

''جیسے تمہارا ہوتا ہے۔'' وہ چونکا۔

''اور میرا کیسے ہوتا ہے؟'' سمجھ تو وہ گیا تھا پر حیران تھا کہ حرم کو کیسے پتا۔

''فجر کی نماز اور قرآن پاک پڑھ کر۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ جس پر ابیر بھی مسکرائے بنا نہ رہ سکا اور ہلکا سا مسکرایا۔

''پر تمہیں کیسے پتا؟''

''اس روز جب تم باسکٹ بال ٹورنامنٹ جیتے تھے میں تمہیں یہ بتانے آئی تھی کہ دادو نے مجھے مارگلہ ہل جانے سے منع کر دیا ہے۔ تم وہاں نہیں تھے پر میر بھائی وہاں موجود تھے۔''

''میر بھائی ابیر کہاں ہے؟''

''وہ ظہر کی نماز پڑھنے گیا ہے۔'' حرم کافی حیرت کا شکار ہوئی۔

''کیا! ابیر بھی نماز پڑھتا ہے؟''

''ہاں۔ تم اتنا چونک کیوں رہی ہو۔''

''وہ تو روز صبح فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ اب وہ ہر وقت کول بوائے بن کر رہتا ہے اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھتا یا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

''ماشاءاللہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس کے جو بھی فرائض ہیں وہ اپنے تمام فرائض ادا کرتا ہے۔''

''اللہ جانے اور بھی ایسی کون کون سی باتیں ہیں ابیر کی جو مجھے مزید حیران کرنے گیں۔'' وہ دل میں سوچتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

''اچھا..... پر دادو نے کیوں منع کیا تھا؟'' وہ پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

''کیونکہ دادو جانتی ہیں مجھے اونچے پہاڑوں سے ڈر لگتا ہے۔''

''حرمین کیا تم لوگوں کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں؟'' نوفل نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

''ہاں بالکل.....'' حرم نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

''تھینک یو حرمین!''

''ابیر تمہیں میرا آنا برا تو نہیں لگا؟''

''ابیر کا دل چاہ رہا تھا ایک پنچ اسے دے مارے، تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی حرمین کا نام اپنی زبان پہ لانے کی۔'' اس نے اپنا غصہ دکھایا۔

ابیر! اس نے معافی مانگی تھی میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔

''چشمش تم بہت بھولی ہو دیکھنا یہ پھر تمہارے بھولے پن کا فائدہ اٹھائے گا۔ پر میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ یہاں سے اٹھو اور دفع ہو جاؤ۔'' ابیر نے غصے سے دوٹوک جواب دیا۔

''نوفل تم کیوں اتنا بے عزت ہونے کے باوجود بھی ان کے پاس آتے ہو۔'' اس بار زونی ان کے قریب آتے ہوئے بولی۔

''لو آ گئی تمہاری دوست اب اس کا ہاتھ تھاموا اور دفع ہو جاؤ۔''

نوفل غصے سے اٹھ کر چلا گیا۔

''ابیر اس نے مجھ سے معافی مانگی تھی۔''

''چشمش میں نے تمہیں کئی بار کہا ہے بلکہ منع کیا ہے کہ اس سے بات مت کیا کرو یہ ٹھیک لڑکا نہیں ہے۔''

''اوکے اوکے! اب تم اپنا موڈ خراب مت کرو چلو اب ہم اپنا سفر آگے بڑھاتے ہیں، میر کھڑا ہوا اور چلنے کے اشارہ کرنے لگا۔'' ناشتہ سب کا ہو چکا تھا اب سب آگے بڑھنے لگے۔

دفعتاً ایک چیخ بلند ہوئی۔ سب نے پیچھے مڑ کر میر کی جانب دیکھا۔

''کیا ہوا میر پاؤں میں کچھ لگ گیا کیا؟'' ابیر بھاگ کر اس کے پاس آیا تو حرم اور مشال بھی اس کی طرف چلی آئیں۔

''ابیر.....وہ.....وہ''

''وہ کیا آگے بھی تو بولو۔''

''وہ.....وہ اوپر دیکھو۔'' وہ گردن آسمان کی طرف اٹھائے اپنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے

ہوئے بولا۔ابیر سمیت لڑکیوں نے بھی اوپر آسمان کی جانب دیکھا۔

''ابیر اوپر اتنی اونچائی پہ چیئر لفٹ.....'' میر کی اس بات پر سب ہنس دیے ابیر نے اس کی کمر پہ ایک تھپڑ مارا۔

''جاہل انسان پہلی بار دیکھی ہے؟''

''ہاں تو جیسے روز یہاں آتا ہے۔'' وہ منہ بسورے بولا۔

''اچھا تو پھر چلیں! ابیر حرم کو دیکھنے لگا جیسے ادھر سے ضرور کوئی اعتراض اٹھے گا اور واقعی حرم کہنے لگی میں نہیں جاؤں گی۔''

''پر کیوں؟ اوپر سے اتنا اچھا ویو دیکھنے کو ملے گا۔ مجھے اونچائی سے سارا ویو دیکھنا ہے'' مشی نے اپنی خواہش ظاہر کی۔

''نہیں۔ میں نہیں جاؤنگی مجھے ڈر لگتا ہے تم لوگ جاؤ۔''

''تو کیا تم ڈر کے مارے یہیں کھڑی رہو گی؟'' ابھی تو ہمیں پہاڑوں کی سیر بھی کرنی ہے اور بہت سے مزے کرنے ہیں۔

''ہاں۔تو تم لوگ جاؤ۔'' حرم فوراً بولی۔

''ٹھیک ہے پھر یہیں کھڑی رہو ہم لوگ جا رہے ہیں۔ چلو میر، مشی میر کا ہاتھ تھامے وہاں سے چلنے لگی۔ ''مشی کے ہاتھ تھامتے ہی میر کو کچھ کچھ ہونے لگا پر جاتے جاتے میر ابیر کو اشارہ کرنا نہ بھولا، اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کوئی اشارہ دے گیا۔

''حرم میں ہوں نا۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین ہے تو تھاموں میرا ہاتھ اور بس آنکھیں بند کیے چل دو میرے ساتھ وہاں جہاں میں تمہیں لے جانا چاہتا ہوں۔'' حرم چونکی اور گھور کر اسے دیکھنے لگی۔

''آ، میرا مطلب ہے چیئر لفٹ پہ! میں تمہیں یہاں کا ہر خوبصورت منظر دکھانا چاہتا ہوں۔'' دل تو حرم کا بھی چاہ رہا تھا کہ وہ اونچائی سے تمام منظر دیکھے جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھے، بہر حال اس نے جانے کی ہامی بھر دی ۔چیئر لفٹ میں بیٹھتے ہی حرم نے کلمے کا ورد شروع کر دیا۔ جونہی اس نے ایک نظر زمین پر ڈالی۔ بے ساختہ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ جو اونچے اونچے پہاڑوں اور درختوں کے درمیان بہت تیزی سے گونجی۔ اک پل کو

سب ڈر ہی گئے کہ کہیں کوئی نیچے تو نہیں گر گیا۔

''حرم نے آنکھیں بند کیے ابیر کو بازو سے دبوچ کر اس کے کندھے پر سر رکھ لیا اور مزید تیز تیز کلمہ پڑھنے لگی۔'' حرم کے اسے چھوتے ہی اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اسے حرم پر مزید پیار آنے لگا وہ اس وقت کسی چھوٹی بچی کی طرح ڈر رہی تھی۔

''حرم آج اپنے اس ڈر کو ان پہاڑوں اور درختوں کے درمیان نکال کر پھینک دو۔'' اس ڈر کو ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ دو۔ زندگی ڈرنے کا نام نہیں ہے، زندگی جینے کا نام ہے۔ تمہیں اپنا یہ ڈر اسی وقت ختم کر دینا چاہیے تھا جب تم نے اس سفر کا آغاز کیا تھا۔ وہ بہت نرم لہجے سے اسے سمجھا رہا تھا۔

''حرم بھول جاؤ کہ تم اونچے پہاڑوں کے درمیان ہو، بھول جاؤ کہ تم ایک انسان ہو۔ تم سوچو کہ تم آسمان کی ایک پری ہو جو اپنے ہر کام سے فارغ ہو کر آج پہاڑوں کی سیر کو نکلی ہے۔

آنکھیں کھولو حرم! ان خوبصورت درختوں کو دیکھو، اس سہانی دھوپ میں ان کے پتے کیسے چمک رہے ہیں یہ درخت جھک کر تمہیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ یہ درخت خوش ہیں کہ ان کے درمیان ایک نیک دل اور بہت پیاری اللہ کی بندی موجود ہے۔ یہ تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔''

''آنکھیں کھولو حرم! ان پہاڑوں کو دیکھو یہ خوبصورت پہاڑ کیسے ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہے ہیں۔ تمہیں پتا ہے یہ ایک دوسرے سے کیا کہہ رہے ہیں؟''

''کک..... کیا کہہ رہے ہیں؟'' مارے خوف کے اس کی آواز گلے سے نکل ہی نہیں رہی تھی۔

''یہ ایک دوسرے سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں۔ آج آسمان کی پری ہماری سیر کو آئی ہے ہم نے اس پری کو خوشی خوشی آمدید اور الوداع کرنا ہے۔'' ابیر کا لہجہ نہایت ہی نرم اور پیار بھرا تھا۔ حرم اسے اس وقت چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔ حرم نے آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں کھولیں پر ابیر کا بازو نہ چھوڑا اور پہلے سے بھی زیادہ مضبوط پکڑ لیا۔ چیئر لفٹ پہاڑوں اور بڑے بڑے درختوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی سامنے ہوٹل تک جا رہی تھی۔ حرم نے چاروں طرف اپنی نظریں گھمائیں سورج کی تیز دھوپ پڑنے کی وجہ سے بھی دھوپ میں کوئی چبھن نہیں تھی۔ وہ رشک بھری نگاہوں سے ان بڑے بڑے پہاڑوں کو دیکھنے لگی اور پھر ہر چیز کا جائزہ لینے لگی۔

ہر طرف ہریالی اور اونچے اونچے درخت، پرندوں کی چہچہاہٹ اور نیچے زمین پر بہت ہی خوبصورت دل کی شکل میں جھیل تھی جس کے کنارے خوبصورتی کے لیے جامنی پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور اس کے آس پاس ہریالی تھی۔

اس دل نما جھیل کے اندر ایک اور دل تھا جس میں ہری گھاس، اور کچھ رنگ برنگے خوبصورت سے پتھر تھے اور اس کے کنارے بھی جامنی پتھروں سے بنے ہوئے تھے۔ قدرتی جھرنے۔ پتھروں سے بہتا پانی۔ اتنے دلفریب منظر وہ واقعی پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ ان تمام چیزوں کا ایسا سماں بندھ گیا کہ وہ اس ماحول کے سحر میں ڈوب گئی۔ کلمے کے ورد کے ساتھ ساتھ وہ اللہ پاک کی بے شمار نعمتوں کا بھی شکر ادا کر رہی تھی۔ اور واقعی ہر منظر، ہر قدرتی حسن اپنے رب کی تعریف بیان کر رہا تھا۔

''فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ'' وہ آہستہ سے بولی۔

''اور تم خدا کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔'' ابیر مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ چیئر لفٹ سے اتر کر ہوٹل کی چھت پر ٹہلنے لگے۔

''چشمش کیسا رہا چیئر لفٹ کا سفر؟''

''بہت اچھا.....'' وہ مسکرائی۔

''بہت شکریہ.....ابیر مجھے ہمیشہ تمہاری باتوں سے حوصلہ ملتا ہے۔'' میر چلتا چلتا ہر جگہ ایک سیلفی ضرور لیتا۔

''ابیر تمہیں تصویریں لینے کا شوق نہیں ہے کیا؟'' اب وہ پہاڑ کی جانب بڑھ رہے تھے۔

''کچھ خاص نہیں..... پر تمہارے ساتھ اس خوبصورت پہاڑ پر چڑھتے ہوئے ایک سیلفی ضرور لینا چاہوں گا۔'' اس نے اپنی جینز کی جیب سے موبائل نکالا اور سیلفی لینے لگا۔ اب وہ اونچے پہاڑ کی جانب بڑھ رہے تھے۔ کافی ٹورسٹ مارگلہ کی سیر کو آئے ہوئے تھے۔ سب بہت لطف اندوز ہو رہے تھے ہر طرف دلفریب منظر اوپر سے حرم کا ساتھ ابیر آج بہت خوش تھا۔ وہ چلتے چلتے ایسے اونچے پہاڑ پر آ گئے جس کی اونچائی سے ہر طرف ہریالی اور فیصل مسجد کے ساتھ ساتھ وہاں کی سڑکیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ابیر کا فون بجنے لگا۔

''ہیلو!''

''ابیر جیسے تو پہاڑ پر کھڑا ہے ایسے ہی کھڑا رہ میں یہاں سے تیری تصویر کھینچتا ہوں بہت اچھی ارہی ہے۔''

''پر میر تم ہو کہاں؟''

''میں نیچے کھڑا ہوں۔ میں پہاڑوں کی فوٹو گرافی کر رہا تھا۔ اچانک کیمرے میں تو آ گیا۔ سوچا تیری بھی تصویر کھینچ لوں! تیرا بیگ بہت اچھا آ رہا ہے۔'' اس کی بات پر وہ ہنس دیا۔ میر نے اس کی تصویر کھینچی جس میں وہ کندھوں پر بیگ پہنے اونچائی پہ کھڑا ہے اور سورج کی روشنی سے چاروں طرف اندھیرا آیا تھا۔

''ابیر تم میری ایک تصویر بناؤ پیچھے فیصل مسجد بھی دکھائی دے۔ وہ پہاڑ کے بالکل کونے پہ پوز بنائے کھڑی ہوگئی۔'' ابیر نے اس کی تصویر کھینچ دی۔ اس نے ابیر کی طرف قدم بڑھانا چاہا لیکن اچانک اس کا پیر لڑکھڑایا اور وہ پچھلی طرف گرنے ہی والی تھی کہ ابیر نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا بازو تھامتے ہوئے ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔ اس پل ابیر کی جان اس کے ہونٹوں پر آ گئی تھی۔

''تت.....تم ٹھیک تو ہو؟''

''حالی بخیر! میں ٹھیک ہوں'' اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ کچھ دیر تو ابیر کے ہوش ہی اڑ گئے۔ یہ کیا ہونے والا تھا۔

''اگر چشمش گر جاتی تو؟ اسی دوران اسے اپنا خواب یاد آیا۔ میرا وہ خواب۔ مطلب وہ خواب بے معنی نہیں تھا۔''

''حرمین تم میرا ہاتھ تھام لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر سے تمہارا پیر لڑکھڑا جائے۔'' حرم نے ڈرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا اور قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔ کچھ گھنٹے پہاڑوں کی سیر کے بعد وہ مصنوعی جھیل کی طرف بڑھے۔ جہاں پانی میں بہت سی کشتیاں چل رہی تھیں۔ لوگ ان کشتیوں میں بیٹھ کر بہت لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کچھ دیر سورج کی حکمرانی ختم ہوئی اور آسمان پر بادل چھا گئے۔

''حرمین چلو اب ہم اس کشتی میں بیٹھتے ہیں پلیز منع مت کرنا۔''

''اوکے!'' وہ مسکرائی۔

''واؤ! ایک بار کہنے پر ہی مان گئی۔'' وہ مسخرانہ انداز میں بولا۔ وہ جواب میں مسکرائی۔ ابیر اس کا ہاتھ تھام کر اسے کشتی کی جانب لے گیا۔ جیسے جیسے کشتی تیز ہوتی جا رہی تھی اتنا ہی پانی اڑ اڑ کر ان کے چہروں پر آ رہا تھا اور

دونوں نے خوب انجوائے کیا۔

''ابیر ہر جگہ کی طرح مارگلہ ہل پارک بھی بہت خوبصورت ہے مجھے یہاں بہت مزہ آ رہا ہے مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ دنیا اتنی خوبصورت ہے۔'' اس کے چہرے پر خوشیوں بھرے تاثرات تھے اور ان تاثرات کو دیکھ کر ابیر بہت خوش تھا۔

''تمہیں اس طرح خوش دیکھ کر میں بہت خوش ہوں حرم، میرا دل چاہتا ہے میں اسی طرح تمہیں ہمیشہ ہنستے ہوئے دیکھتا رہوں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اب تمہاری آنکھ سے کوئی آنسو نہیں بہے گا۔ تمہیں اس طرح خوش دیکھ کر میں پھر سے جینے لگا ہوں اور جب تم روتی ہو تمہیں روتا دیکھ کر میرا دم ہی نکل جاتا ہے۔ تم نہیں جانتی تم میرے لیے کتنی اہم ہو۔'' وہ اسے مسکراتا دیکھ دل ہی دل میں خود سے ہمکلام تھا۔

''ابیر گھوڑا.....''

''کیا؟''

''وہ دیکھو گھوڑا۔ سب کتنے مزے سے گھڑ سواری کر رہے ہیں۔''

''اوہ! وہ گھوڑا۔'' مجھے لگا۔ وہ وہیں خاموش ہو گیا۔

''تمہیں کیا لگا؟'' وہ ہنسی دباتے ہوئے بولی۔

''کچھ نہیں۔ کیا تمہیں گھڑ سواری پسند ہے؟''

''ابیر تمہیں یہ لگا کہ میں نے تمہیں گھوڑا بولا۔'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا اور خود بھی ہنس دیا۔

''حرمین عارش! جب تم ہنستی ہو ایسا لگتا ہے کوئی غم کبھی تمہارے نزدیک ہی نہیں آیا ہے۔ تم ہنستی ہوئی اور بھی پیاری لگتی ہو۔'' وہ اسے ہنستا دیکھ ایک بار پھر دل میں سوچنے لگا۔

''ابیر تمہیں گھڑ سواری آتی ہے؟''

''ہاں۔ مجھے بہت پسند ہے۔''

''اچھا پھر مجھے اپنی گھڑ سواری دکھاؤ۔''

''جو حکم۔ وہ ہنستا ہوا گھوڑے کے مالک کے پاس چل دیا۔'' گھوڑے کا مالک شکل سے بہت بھولا دکھائی دے رہا تھا۔

''بھائی صاحب! کیا مجھے آپ کے گھوڑے پہ بیٹھنے کی اجازت ہے۔''

''جی..... پر دوسو روپے میں!''

دوسو روپے! اس نے لفظ دہرایا۔

''بھائی صاحب! آپ ذرا سائیڈ میں آئیں گے۔'' وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

''جی ضرور۔'' وہ اس کے ساتھ سائیڈ میں آ گیا۔

''مجھے بیوقوف سمجھا ہے کیا؟ سب پچاس یا سو روپے لیتے ہیں تم کس خوشی میں مجھ سے دوسو مانگ رہے ہو؟'' ابیر کے سوال پر وہ مسکرا دیا۔

''آپ کے ساتھ بیگم صاحبہ ہیں اور یہ ضرور آپ کی گرل فرینڈ ہونگی اور میں جانتا ہوں گرل فرینڈ کے سامنے کوئی لڑکا کنجوسی دکھا کر اپنی بے عزتی نہیں کروانا اگر میں ان کے سامنے آپ سے پانچ سو بھی مانگتا تو آپ خوشی سے دے دیتے پر شکر کریں صرف دوسو روپے مانگے ہیں۔ اس نے فوراً! جواب دیا جس پر ابیر حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔''

''بھائی صاحب! آپ شکل سے بہت بھولے لگتے ہیں پر معذرت کے ساتھ آپ ہیں نہیں۔'' منہ بناتے ہوئے وہ جیب سے پیسے نکالنے لگا۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''جناب سب یہی کہتے ہیں۔''

''یہ لیں دوسو روپے!'' آخری لفظ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ اب وہ گھوڑے پہ سوار ہو گیا اور اس کی لگام اپنے ہاتھوں میں تھام لی۔

''حرم پھر تیار ہو میری ہارس رائڈنگ دیکھنے کے لیے؟'' وہ شریر لہجے میں بولا۔

''پر سنبھل کر.....'' وہ خاموش ہو گئی۔ بس ابیر کے لیے اتنا ہی کافی تھا آج اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ بہت ہی زبردست انداز میں گھڑ سواری کر رہا تھا، حرم اسے رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

''ابیر کتنا Telented ہے۔ ہر چیز کتنے اچھے سے کر لیتا ہے۔'' وہ خود سے ہمکلام تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس نے گھوڑا حرم کے پاس لا کر روکا۔

''تم کرو گی گھڑ سواری Cinderella''

''آ..... میرا مطلب ہے چشمش وہ گھوڑے سے نیچے اترتے ہوئے بولا۔''

''نہیں..... مجھے جانوروں سے ڈر لگتا ہے، اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔'' حرم ایک بار کوشش تو کر کے دیکھو۔

''نہیں..... مجھ سے نہیں ہوگا۔''

''اس سے پہلے بھی تمہیں کافی چیزوں سے ڈر لگ رہا تھا، مارگلہ ہل آتے ہوئے پہاڑوں کی سیرت کرتے ہوئے..... چیئر لفٹ پر بیٹھتے ہوئے کشتی میں تم آرام سے بیٹھ گئی کیونکہ تم نے تب دل سے کوشش کی تھی۔ تبھی تم ان تمام چیزوں میں کامیاب رہی ہو تو اس بار بھی ایک کوشش کر کے دیکھ لو۔ مجھے امید ہے تم کر لو گی۔''

''اچھا..... اس نے ڈرتے ڈرتے گھوڑے کو ایک ہاتھ سے چھوا۔ جس پہ گھوڑا ہن ہنایا اور وہ چیخ مار کر پیچھے ہٹی۔''

''میں نہیں بیٹھ رہی مجھ سے نہیں ہوگا چلو یہاں سے۔''

''تم سے ہوگا، کوشش تو کرو، وہ گھوڑے کی لگام تھامے کھڑا تھا۔''

''بی بی جی! میرا گھوڑا آپ کو کچھ نہیں کہے گا آپ ڈریں مت!'' اس بار گھوڑے کا مالک بولا۔ ابیر اسے گھوڑے پہ بیٹھنے کا طریقہ سمجھانے لگا۔ بہر حال وہ گھوڑے پر بیٹھ تو گئی پر شاید گھوڑے کو حرم کچھ خاص پسند نہ آئی۔ حرم کے بیٹھتے ہی گھوڑا دولتی مارنے لگا اور حرم کی چیخیں فضا میں ہو گئیں۔ حرم نے تیز تیز رونا شروع کر دیا۔ ابیر نے گھوڑے کو قابو میں کرنا چاہا پر وہ ناکام رہا اور اگلے ہی پل حرم دھڑم کر کے زمین پر گری اور گرتے ہی اس نے مزید رونا شروع کر دیا۔

''حرم تم ٹھیک ہو کہیں لگی تو نہیں؟'' وہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور آنسو روکنے کا نام نہیں لے رہے تھے وہ جواب دینے سے بالکل قاصر تھی۔

''حرم تمہیں کہیں چوٹ لگی ہے کیا؟''اس کے چہرے پر فکرمندی کے تاثرات تھے۔ وہ اسے زمین سے اٹھانے لگا شاید اس کے پاؤں میں موچ آئی تھی جس کی بدولت وہ ٹھیک سے چل نہیں پا رہی تھی۔ ابیر اسے سہارا دیتے ہوئے پارک میں رکھی بینچ کی جانب بڑھنے لگا۔

''یہاں بیٹھو اور اپنا پاؤں دکھاؤ۔''حرم کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔

''نہیں.....رہنے دو کچھ نہیں ہوا ہے۔''

''حرم میں نے کہا اپنا پاؤں آگے کرو مجھے دیکھنا ہے شاید تمہارے پاؤں میں موچ آئی ہے تبھی تم چل نہیں پا رہی ہو۔''حرم نے ہچکچاتے ہوئے پاؤں آگے بڑھایا۔

اس کے پاؤں میں کوئی چوٹ کا نشان نہیں تھا۔ ابیر نے اس کے پاؤں کو تیزی سے کھینچتے ہوئے جھٹکا دیا جس پر بے ساختہ اس کی چیخ نکلی کچھ ہی دیر میں اس نے پاؤں سے درد جاتا محسوس کیا۔

''اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟''وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور چلنے کی کوشش کرنے لگی۔ ابیر میں چل رہی ہوں میرے پاؤں سے درد ختم ہو گیا۔ روتے چہرے پر خوشی بحال ہوئی تھوڑا چلنے کے بعد وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

''کچھ بھی نہیں تھا بس تمہارے پاؤں میں ہلکا سا جھٹکا آ گیا تھا وہ زمین سے اٹھتا ہوا اس کے پاس بیٹھ گیا۔''

''تمہیں یہ کام بھی بخوبی آتا ہے۔''وہ مسکرائی۔ جواب میں وہ بھی مسکرا دیا۔

''حرم اب اداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کوئی بات نہیں کبھی.....کبھی کچھ چیزیں ایسی بھی ہوتے ہیں جو ہزار کوششوں کے بعد بھی ہم نہیں کر پاتے۔ وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولا۔

حرم کی نظریں کچھ وقت اس پر ٹھہر گئیں۔ جب اس نے نوٹ کیا تو وہ فوراً بولا''یہ میر اور مشال کہاں ہیں؟''

''تین بج گئے ہیں ہم نے اب تک کچھ نہیں کھایا۔ مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔ چلو مارگلہ ہوٹل چلیں۔''کچھ دیر چلنے کے بعد وہ دوبارہ ہوٹل میں آ گئے۔ سب دوپہر کے کھانے کے لیے وہاں موجود تھے اور بھوک بھی زبردست لگ رہی تھی۔

''اسٹوڈنٹس.....''ڈاکٹر اکرم نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ جب تک کھانا آتا ہے تب تک آپ لوگ اپنے گرم جیکٹس وغیرہ کوچ سے نکال کر لے آئیں۔ ژالہ باری کا تو پتا نہیں پر ایسا لگ رہا ہے بارش

ضرور ہوگی۔ موسم کافی خوشگوار ہوگیا ہے آسمان پر کالے بادل بھی چھا گئے ہیں۔ اگر بارش ہوگئی تو پھر آپ لوگ کہاں اتنا دور پارکنگ ایریا میں جائیں گے۔ ڈاکٹر اکرم کے کہنے پر تمام اسٹوڈنٹس اپنا سامان اور جیکٹ لینے کوچ کی جانب چل دیے۔

''حرم اور مشی تم دونوں یہیں رہو ہم تمہاری شال اور جیکٹ لے آتے ہیں۔'' ابیر وہیں رہنے کی تاکید کر کے وہاں سے چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں آسمان برسنے لگا اور ژالہ باری کے بجائے بارش ہونے لگی۔ مارگلہ ہل پہ بارش کے ساتھ کھانا کھانے کا مزہ دوبالا ہوگیا۔ آسمان سے برستا پانی، بادلوں کی گھن گرج، مٹی کی سوندھی خوشبو سب اپنے اس ٹرپ کو بھرپور انجوائے کر رہے تھے۔

''حرم یہ دیکھو ابیر کی فوٹو، میر نے کیمرہ آگے بڑھا کر اسے فوٹو دکھائی جس میں ابیر بلیک جیکٹ میں ملبوس، ہوٹل کے باہر منہ چھپائے بیٹھا تھا۔''

''ابیر تم نے منہ کیوں چھپایا ہوا ہے؟''

''فیس بک پہ لگانے کے لیے۔'' وہ مسخرانہ انداز میں بولا۔

''فیس بک؟''

''ہاں..... آج کل Hidden dps کا ٹرینڈ جو چل رہا ہے۔'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسا جس پر سب ہنس دیے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب تصویریں کھینچنے میں مصروف تھے جب اچانک بارش کے ساتھ ساتھ ژالہ باری بھی شروع ہوگئی۔

آج دس سال بعد یہ ژالہ باری اسلام آباد میں ہو رہی تھی۔ سب بہت خوش تھے بہت ہی زیادہ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ آج حرمین عارش کو بہت دلکش منظر دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ سب ایک دوسرے کو برف کے بال بنا بنا کر مار رہے تھے کچھ ہی دیر میں بارش بند ہوگئی پر ژالہ باری اب بھی جاری تھی۔ سب نے اپنے جیکٹس پہن لیے اور جیسے جیسے ژالہ باری تیز ہوتی گئی ٹھنڈ مزید بڑھ گئی۔

''مشال نے خوب برف کے بال میر کو مارے اور حرم اور ابیر نے ایک دوسرے کو۔ ابیر نے زبردستی میر کو برف پر لٹا دیا اور پھر تینوں نے مل کر خوب میر کو برف ماری۔ ژالہ باری اتنی ہوئی کہ چاروں طرف پہاڑوں سمیت

درخت بھی برف سے ڈھک گئے۔ جہاں بھی نظر دوڑائی برف کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔ ہر جگہ سفیدی ایسی پھیلی ہوئی تھی جیسے کسی نے سفید کارپٹ بچھا دیا ہو۔ آج قدرت حرم پر بہت مہربان تھی۔ شاید قدرت بھی جانتی تھی کہ وہ پہلی اور آخری بار مارگلہ ہل کی سیر کو آئی ہے۔ اسی لیے آج ایک ہی دن میں قدرت نے اپنے تمام خوبصورت رنگ اسے متعارف کرا دیے تھے۔''

کچھ ہی دیر میں ژالہ باری بند ہوگئی اور آسمان بالکل صاف ہوگیا۔ سورج نے ایک بار پھر آنکھ دکھائی اور کچھ ہی دیر میں پھیلی برف پانی بن گئی۔ وہ لوگ جھرنے کے کنارے آ کر بیٹھ گئے۔

''حرمین یہاں آؤ ہم چائے بنا رہے ہیں تھوڑی مدد کر دو۔'' حرم مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھی۔

''مشال اب ہم گھر کب جائیں گے؟''

''بس کچھ ہی دیر میں سورج ڈھلنے والا ہے پھر ہم گھر جانے کے لیے نکلیں گے۔''

''اچھا ہم یہاں چائے کیوں بنا رہے ہیں؟ ہم ہوٹل سے لے کر بھی تو پی سکتے ہیں۔''

''حرم جب کبھی آپ پکنک پر جاؤ اور وہاں دس لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا یا چائے بناؤ تو ایسی پکنگ کا کیا فائدہ؟'' وہ نرمی سے بولتے ہوئے مسکرائی۔ سورج ایک بار پھر بادلوں کی نظر ہوا۔

''مشال تم جانتی ہو آج میں بہت خوش ہوں۔ آج سے پہلے میں نے کبھی اتنی خوبصورت جگہیں اور اتنے حسین منظر نہیں دیکھے ہیں۔ جو آج تم لوگوں کی بدولت مجھے دیکھنا نصیب ہوئے ہیں اس کے چہرے پر بہت پرسکون مسکراہٹ تھی۔''

''ہاں..... تمہاری ان براؤن آنکھوں میں خوشی صاف دکھائی دے رہی ہے اور تم جانتی ہو حرم تمہاری یہ براؤن آنکھیں بہت آسانی سے تمہارے دل کا حال سنا دیتی ہیں۔'' مشال نے اسے چائے کا کپ پکڑا دیا۔

''ہاں..... دادو اور ابیر بھی یہی کہتے ہیں۔'' ابیر کے نام پر اس کی براؤن آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی۔

''حرم تمہیں ابیر پسند ہے؟''

''ہاں..... وہ بیسٹ فرینڈ ہے تو ظاہر ہے پسند ہی ہوگا۔'' وہ لاپروائی سے بولی۔

''حرم میں دوسری پسند کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔''

''دوسری پسند؟'' اس نے لفظ دہرایا۔

''ہاں .....دوسری پسند جیسے میر مجھے پسند کرتا ہے۔'' وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بولی۔

''ہاں .....تو تم بھائی کی دوست ہو۔''

''اف!'' میر نے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے پرو پوز کیا ہے۔

''کیا واقعی؟ تم نے کیا جواب دیا۔''

''میں نے ہاں کر دی'' اور چائے پیو گی؟

''نہیں بس! اچھا تو پھر تم میری بھابھی بنو گی۔'' وہ مسکرائی۔

''ہاں .....'' وہ شرماتے ہوئے بولی۔ اس پورے سفر میں زونی نوفل کے ساتھ ہی رہی تھی دونوں میں کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ ابیر اکیلا جھرنے کے پاس اپنے ہاتھ میں چین لیے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا وہ جب بھی اس چین کو دیکھتا تھا ماضی کی کچھ یادیں اس کے دل و دماغ میں گردش کرنے لگتی تھیں۔ وہ اکثر اس چین کو دیکھتے ہوئے اس میں کھو جاتا تھا۔ وہ بہت غور سے اس چین کو دیکھ رہا تھا اور کسی کی یاد میں گم تھا اس نے بہت ہی پیار سے چین کے ساتھ لگی گھڑی کا ڈھکن کھولا اس کے کھلتے ہی اس میں برتھ ڈے کی دھن بجنے لگی اور وہ دھن حرم کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس نے گردن گھما کر اپنے دائیں بائیں دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اتنی اچھی برتھ ڈے کی دھن کون سن رہا ہے۔

وہ اس دُھن کا پیچھا کرتے ابیر تک آ پہنچی۔ یہ دھن ابیر سن رہا ہے پر کیوں آج تو اس کا برتھ ڈے نہیں ہے۔ اور یہ اس کے ہاتھ میں کیا ہے؟ وہ زیر لب بڑبڑائی۔

''ابیر یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟'' ابیر کا اداس چہرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا اس نے بہت ہی لاپروائی سے اس سے وہ چین چھیننا چاہی مجھے دکھاؤ یہ کیسی چین ہے اس میں یہ دھن کیسے بج رہی ہے؟

''نہیں۔ کچھ نہیں ہے وہ اسے چین نہیں دینا چاہتا تھا پر وہ ضد کر کے اس سے چین چھیننے لگی۔''

''حرم ہٹ جاؤ مجھے تنگ مت کرو۔''

''کیوں تمہیں یہ چین تمہاری گرل فرینڈ نے دی ہے؟'' وہ مزاحیہ انداز میں بولی۔ جس پر ابیر نے اسے

گھورا۔ بالآخر چین اس نے چھین ہی لی۔

''حرم پلیز میری چین واپس کرو۔''

''کیوں.....اگر نہ دوں تو۔'' وہ اسے تنگ کرنے لگی۔

''حرم میں نے کہا میری چین واپس کرو۔ اس کا کوئی مذاق نہیں ہے۔ حرم اسے دیکھنے میں مصروف تھی ابیر اس سے چین چھیننے لگا پر وہ اسے واپس نہیں کر رہی تھی۔'' ابیر مسلسل اس سے چین واپس لینے کی کوشش کر رہا تھا اور ایک دوسرے سے جھپٹا جھپٹی کے دوران اچانک حرم سے وہ چین پانی میں جا گری۔

''اللہ، اللہ'' بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''حرم یہ تم نے کیا کیا؟'' وہ اس پہ چلایا اور کافی دیر تک سکتے کی حالت میں کھڑا پانی کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ وہ غصیلی نگاہوں سے حرم کو دیکھنے لگا۔ حرم کے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔

''ابیر آئی ایم سوری! میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔'' وہ شدید غصے میں تھا پھر بھی بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔ حرم وہیں بیٹھی آنسو بہانے لگے۔ سب لوگ یہاں وہاں گھومنے میں مصروف تھے۔ حرمین اکیلی جھرنے کے پاس بیٹھی اپنی ماں کی تصویر ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

''ماما! میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے اگر کچھ دیر مجھے خوشی نصیب ہوتی ہے تو اگلے ہی پل چھن کیوں جاتی ہے؟ میں جان بوجھ کر اس کی چین نہیں پھینکی میں اسے کیسے یقین دلاؤں؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا وہ اچانک اتنے غصے میں کیوں آ گیا۔ ایک چین ہی تو تھی۔ اس نے مجھ پر اتنا غصہ کیوں کیا۔ اس کے آنسو ایک کے بعد ایک زار و قطار بہہ رہے تھے۔''

''ابیر جیسے ہی واپس آیا اس کی نظر حرمین عارش کے ہاتھ میں پکڑی تصویر پر پڑی۔''

''حرمین.....'' ابیر کی تیز آواز پر وہ چونکی اور تصویر اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی۔ ابیر نے لڑکھڑاتے قدموں سے زمین پہ الٹی پڑی تصویر کو اٹھا کر سیدھا کیا اور ایک جلتی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی تصویر دیکھتے ہی اس کی تو جیسے دنیا ہی ہل گئی۔

ایک طوفان اس کے سر پر منڈلانے لگا اس کے چہرے پر غصے بھرے تاثرات مزید نمودار ہوئے اور ایک بار

پھر وہ بنا کچھ کہے تیز تیز قدموں سے وہاں سے چلا گیا۔

''اسے کیا ہو گیا؟ آخر اسے ہوا کیا ہے اتنا غصہ۔''

''میر بھائی.....اسے میر یاد آیا، میر بھائی سے پوچھتی ہوں اس چین نما گھڑی کا راز یہ اتنی اہم کیوں ہے جو اس کا گر جانا وہ برداشت نہیں کر پا رہا۔'' وہ میر سے تمام تفصیلات لینے کا ارادہ کر چکی تھی۔ سورج ڈھلنے میں کچھ ہی دیر باقی تھی۔ جھرنے سے تھوڑا دور سیدھا راستہ جو تھوڑے سے جنگل سے ہوتا ہوا باہر کی جانب جا رہا تھا جہاں میر اور مشال تھے۔ اس نے اپنے قدم جنگل کی طرف بڑھائے۔ اچانک کسی نے اس کا بازو تھاما اور اسے اپنی جانب کھینچا۔ بے ساختہ اس کے منہ سے چیخ نکلی۔

''کون ہو تم چھوڑو مجھے۔''

سورج ڈوب چکا تھا ہر طرف اندھیرا تھا جس کے باعث اسے اس شخص کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس سنسان جگہ پر ان دو کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہ اسے کھینچتا ہوا تھوڑی روشنی میں لے آیا۔

''نوفل تم۔'' وہ بری طرح چونکی۔

''ہاں میں۔''

''تت.....تم یہاں کیا کر رہے ہو اور مجھے ایسے کھینچ کر کیوں لائے؟'' اب اسے خیال آیا یہاں آنے سے پہلے جو ایک انجانہ سا ڈر اسے محسوس ہو رہا تھا وہ شاید یہی تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی اب اس کے ساتھ برا ہونے والا ہے۔ نوفل اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ آج تو اس کے ساتھ ابیر بھی نہیں تھا جو ہر بار کی طرح آج بھی اسے بچا لیتا۔ نوفل نے اچھا موقع دیکھ کر اپنا شکار کیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آ رہا تھا جو اپنا ہاتھ چھڑوا کر اس سے دور کھڑی تھی۔

''نوفل میرے قریب مت آؤ۔''

''کیوں نہ آؤں میں تمہارے قریب؟''

''تم ایسا کیوں کر رہے ہو آخر کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا، اور تم نے تو مجھ سے معافی مانگی تھی۔''

''کیا بگاڑا ہے تم نے میرا یہ سوال تم اپنے آپ سے کرو تو زیادہ بہتر ہو گا۔''

''نوفل مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تم کیا کہہ رہے ہو؟ پلیز میرے قریب مت آؤ۔'' وہ رو دینے والے لہجے سے بولی۔

''تو کوئی بات نہیں میں سمجھا دیتا ہوں وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔ تمہیں یاد ہے تم نے کالج میں سب کے سامنے مجھے تھپڑ مارا تھا میں اس دن سے اپنی بے عزتی نہیں بھولا ہوں۔ سمجھی تم۔'' وہ چلایا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہی جھٹکے میں اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''نوفل خدا کے لیے میرا ہاتھ چھوڑو مجھے جانے دو، تم نے تھپڑ اپنی غلطی پر کھایا تھا۔''

''ہاں..... تو ابھی بھی میں غلطی پر ہوں لگاؤ مجھے تھپڑ۔ آج تم کچھ نہیں کر سکتی۔ آج تم بالکل اکیلی ہو حرمین عارش، تمہاری مدد کرنے کو آج تمہارا وہ دوست بھی نہیں ہے۔ آج دیکھتا ہوں تمہیں مجھ سے کون بچاتا ہے؟'' اگلے ہی پل اس نے حرم کا دوپٹہ اس کے گلے سے نکال کر دور پھینک دیا۔ وہ روتے روتے چلانے لگی۔

''کوئی ہے پلیز کوئی میری مدد کرو۔''

''چلاؤ اور زور سے چلاؤ یہاں تمہاری آواز کوئی نہیں سنے گا۔ سب کوچ میں جا کر بیٹھ گئے ہیں اور کوچ یہاں سے بہت دور کھڑی ہے۔ آج تو تم بھول ہی جاؤ کہ کوئی تمہیں بچائے گا۔'' وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

''ابیر آئے گا جب وہ مجھے کوچ میں موجود نہیں دیکھے گا تو وہ مجھے ڈھونڈنے ضرور آئے گا'' وہ روتے ہوئے بولی۔ وہ ہنستے ہوئے مزید اس کے نزدیک آیا۔

''اس وقت حرم میں نجانے اتنی ہمت کہاں سے آ گئی جو اس نے نوفل کو خود سے دور دھکا دیا اور خود جنگل سے باہر کی جانب دوڑی۔''

''ابیر..... ابیر..... کوئی ہے'' وہ زور سے چلا رہی تھی۔ نوفل اس کے پیچھے بھاگا۔

''کہاں بھاگ رہی ہو تمہیں تو یہاں کے راستے بھی نہیں پتا آخر بھاگ کر جاؤ گی کہاں۔''

''ابیر کہاں ہو تم..... پلیز میری مدد کو آ جاؤ۔'' وہ روتے ہوئے دل میں سوچ رہی تھی۔ نوفل تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا اور اسے پکڑ لیا وہ اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسی دوران ابیر کسی فرشتے کی طرح وہاں آ گیا اور نوفل کو اس سے دور دھکا دیا۔

''اوہ..... آ گیا تو مجھے تو لگا تھا تو یہاں نہیں آئے گا۔'' وہ ہنستے ہوئے زمین سے اٹھا۔ ابیر پہلے ہی سخت غصے

میں تھا اور نوفل کا چہرہ دیکھتے ہی اسے مزید غصہ آ گیا تھا اور نوفل کی اس حرکت پر اس سے رہا نہ گیا اور آگے بڑھ کر اسے مارنا شروع کر دیا۔ غصے کی حالت میں اس نے نوفل کو اتنا مارا کہ وہ خون میں لت پت وہیں بے ہوش ہو گیا۔ پر اب بھی وہ سخت غصے میں تھا زمین پر گری ہوئی حرمین عارش کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک زوردار تھپڑ اسے رسید کیا۔ حرم کے آنسو بہت تیزی سے اس کے گالوں پہ لکیریں بناتے ہوئے بہنے لگے۔

''تمہیں میں نے کتنی بار منع کیا تھا کہ اس شخص سے بات مت کیا کرو اس سے دور رہا کرو یہ اچھا لڑکا نہیں ہے پر تمہیں ایک بار بات سمجھ نہیں آتی۔'' وہ تیز آواز سے چلایا۔ جس پر حرم ڈر گئی۔

''اگر میں ابھی ٹھیک وقت پر نہ آتا تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتی۔ چلی جاؤ یہاں سے نفرت ہے مجھے تم سے آج کے بعد اپنا چہرہ مجھے کبھی مت دکھانا۔'' حرمین اپنی گال پہ ہاتھ رکھے بت بنی کھڑی تھی۔ جیسے کوئی پہاڑ اس کے سر پر ٹوٹ پڑا ہو اس کا نچلا ہونٹ بری طرح کپکپا رہا تھا اتنا سب کچھ اچانک سے ہو گیا کہ وہ سب کچھ سمجھنے سے قاصر تھی۔

''ابیر مجھ سے نفرت؟ پر میں تو اس کی بیسٹ فرینڈ تھی پھر مجھ سے نفرت کیوں؟'' کئی سوال آندھی، طوفان کی طرح اس کے دماغ میں اٹھ رہے تھے۔

ابیر وہاں سے چلنے لگا تو وہ بھی چپ چاپ اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہوئی کوچ میں آ کر بیٹھ گئی۔

''حرم کہاں تھی تم؟ ابیر بھی کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔'' مشال نے اسے آتا دیکھ سوال کیا۔ وہ خاموش تھی پر اس کی روتی براؤن آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔

''حرمین کیا ہوا، تم ٹھیک تو ہو؟'' اس بار میر کے چہرے پر فکرمندی کے تاثرات تھے۔

''وہ اب.....ابیر!'' اس کے گلے سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

''کیا ہوا ابیر کو وہ ٹھیک تو ہے؟''

''ہاں وہ ٹھیک ہے۔'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''حرم یہ تمہارا گال اتنا لال کیوں ہو رہا ہے؟ یہ انگلیاں کیسے چھپی ہوئی ہیں کیا تمہیں کسی نے تھپڑ مارا ہے۔'' مشال فوراً سمجھ گئی پر اندازہ نہیں تھا کہ کس نے مارا ہو گا۔ حرم نے ہاں میں سر ہلایا۔

''کس نے؟'' وہ چونکی۔ پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آج کے اس پورے دن کے بعد سب خاصے تھک چکے تھے اور اب یہاں سے جانے کا وقت ہو گیا تھا۔ جو اسٹوڈنٹس اب بھی باہر تھے وہ تھکن سے چور، کوچ میں بیٹھنے لگے۔ واپسی میں ابیر کوچ کی بالکل آخری سیٹ پر بیٹھا تھا۔

آنکھیں لال، زرد چہرہ۔ کیا ہوا ابیر تو ٹھیک ہے؟ میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں تو حرم سے بات تو دور کی بات اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا ہے۔ وہ حسب عادت کسی سوچ میں گم تھا۔ میر نے اس کا بازو ہلایا۔

''ابیر تجھے تو بخار ہے۔ کیا ہوا کچھ تو بول۔ میں پریشان ہو رہا ہوں۔''

''کچھ نہیں ہوا، میں بالکل ٹھیک ہوں۔'' اس کی آواز بہت مشکل سے نکل رہی تھی اسکا رو دینے کو دل چاہ رہا تھا۔

''تجھے اتنا تیز بخار ہو رہا ہے اور تو کہہ رہا ہے میں ٹھیک ہوں۔''

''میر پلیز مجھے خاموشی چاہیے اگر تم خاموش نہیں رہ سکتے تو کہیں اور جا کر بیٹھ جاؤ۔'' اس نے غصے سے جواب دیا۔

''ابیر تو اتنا غصے میں کیوں ہے؟''

''سیف پلیز تم پیچھے آ جاؤ اور میر کو آگے بیٹھنے دو۔'' اگلی سیٹ پر بیٹھا فرقان پیچھے آ گیا۔ یار میں یہاں بیٹھ رہا ہوں میر تم میری جگہ پر چلے جاؤ سیف مجھے تنگ کرتا ہے۔

''اچھا..... تم ہی بیٹھ جاؤ۔'' میر منہ بناتے ہوئے بولا۔ اس وقت رات کا گھپ اندھیرا تھا، حرمین سمیت ہر چیز رات کے اس اندھیرے میں سو رہی تھی سوائے ابیر کے۔

وہ کھڑکی سے چاند کو دیکھتا ہوا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ نجانے کہاں سے اس کی آنکھ میں وہ ایک آنسو آ گیا تھا جو چاند کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھ سے نکلا تھا۔

اس وقت اس کے اندر بہت شور مچا ہوا تھا۔ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ بخار ہونے کی وجہ سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی پل اس کی جان اس کے جسم سے جدا ہو سکتی ہے۔ میر کے لیے اس کی یہ کیفیت بہت بے یقینی سے تھی۔

☆.....☆.....☆

ابیر کی شیو بڑھی ہوئی تھی اور آنکھیں سرخ تھیں۔شرٹ کے ایک دو بٹن کے علاوہ تمام بٹن کھلے ہوئے تھے اور وہ ڈائننگ ہال سے گزرتا ہوا زینوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔ڈاکٹر صلاح الدین ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کر رہے تھے۔

''ابیر کہاں سے آئے ہو اور یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے؟''میں نے سنا ہے تم مارگلہ کی سیر کو گئے تھے۔اس کے چلتے ہوئے قدم وہیں رک گئے۔

''تم نے باپ سے اجازت لینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔''اس نے مڑ کر باپ کو دیکھا۔

''ایسے مت دیکھو اب آؤ اور کھانا کھاؤ۔''

''ڈاکٹر صاحب! آپ کو میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا جہاں دل چاہے گا میں وہاں جاؤں گا۔وہ دوٹوک جواب دیے مرے مرے قدموں سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا اور دروازہ لاک کر لیا۔

''سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل فون اٹھا کر اس پر کال ملاتے ہوئے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔کچھ دیر بیل بجنے کے بعد آگے سے کسی کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو!''

''السلام وعلیکم! پھوپھو وہ لوگ ہماری زندگی میں واپس لوٹ آئے ہیں۔''

''میر بھائی! ابیر کہاں ہے؟''

وہ آج کالج نہیں آیا۔

''پر کیوں؟''

''پتا نہیں! مارگلہ ہل سے آنے کے بعد وہ گھر چلا گیا تھا اور اب دو ہفتے ہونے کو ہیں وہ واپس نہیں آیا، نہ ہی میری کال ریسیو کرتا ہے آج اس کے گھر پر چھاپہ ماروں گا۔''

''ویسے تم ایک ہفتے سے کہاں غائب تھی؟''

''اجواء کی منگنی کا فنکشن تھا بس گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔''

''اچھا.....تو تمہاری چڑیل چچی نے خوب کام کروایا ہوگا''وہ ہنستا ہوا وہاں سے چلا گیا۔حرم کا دل زور سے

دھڑک رہا تھا۔

''ابیر کو ہوا کیا ہے وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔ اسے تو ہمیشہ میری فکر رہتی تھی، میرا کتنا خیال رکھتا تھا وہ۔ مجھے اداس نہیں ہونے دیتا تھا پھر اب کیا ہو گیا اسے؟'' وہ خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے چل رہی تھی۔ ابیر جو سلوک اس کے ساتھ کر رہا تھا وہ اس کی عادی نہ تھا اس لیے اسے بے حد رونا آ رہا تھا۔

''السلام وعلیکم دادو!'' چہرے پر مسکراہٹ سجائے نائیرہ ہاتھ میں کافی سارے شاپنگ بیگ پکڑے کھڑی تھی

''وعلیکم السلام!'' گلاب دادو کو دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ اپنی عینک صاف کرتے ہوئے گلاب دادو نے آنکھوں پر لگائی۔ اور کچھ ہی سیکنڈز میں پوتی کا مسکراتا چہرہ صاف دکھائی دینے لگا۔

''نائیرہ بیٹا وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ۔ میری جان تم پاکستان کب آئی بتا دیا ہوتا تو اسفند تمہیں ایئر پورٹ لینے آ جاتا۔'' وہ اپنی دادو سے لپٹ گئی۔

''دادو میں آپ سب کو سرپرائز دینا چاہتی تھی۔'' وہ مسکرائی۔ ''کیسی ہیں آپ اور حرم کہاں ہے؟''

''کرم ہے مالک کا میں ٹھیک ہوں بس جیسے..... جیسے عمر گزرتی جا رہی ہے گزرتی عمر کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف تو بندے کو رہتی ہی ہے۔'' وہ مسکرائی۔ حرم اپنے کمرے میں ہے اور تمہارا میاں نہیں آیا؟

''وہ مجھے لینے آئیں گے ان کے پاس اتنا ٹائم کہاں ہوتا ہے جو کہیں جا سکیں شکر ہے شادی کے بعد پہلی بار میرے ساتھ یہاں آ گئے تھے۔ ماما والے کہاں ہیں کوئی نظر نہیں آ رہا گھر میں؟''

''وہ سب کراچی گئے ہوئے ہیں تمہاری خالہ کی بیٹی کی شادی ہے۔''

''اچھا دادو یہ آپ سب کے لیے کچھ گفٹس ہیں۔''

''بیٹا ان سب کی کیا ضرورت تھی، تم آ گئی یہی ہم سب کے لیے بہت اچھا گفٹ ہے۔'' جواب میں وہ مسکرا دی۔

''دادو سعد کب تک واپس آئے گا؟''

''ماشاءاللہ اس کی PHD مکمل ہو گئی ہے کہہ رہا تھا دو تین مہینے لگ جائیں گے آتے آتے۔''

''اچھا آپ یہ گفٹس دیکھیں میں حرم سے مل کر آتی ہوں۔ آپ دیکھیے گا مجھے اچانک یہاں دیکھ کر وہ کتنا

خوش ہو جائے گی۔"

"ہاں ضرور۔تم جاؤ میں جوس وہیں بھجوا دیتی ہوں"۔

حرم بازو سے منہ ڈھکے لیٹی تھی۔نائیرہ دبے پاؤں اس کے قریب چلتی ہوئی آئی اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"حرم کیا تم سو رہی ہو؟" حرم ایک ہی جھٹکے سے اٹھی اور اس سے لپٹ کر رونے لگی۔وہ چونکی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں رو رہی ہو سب ٹھیک تو ہے؟"

وہ اب بھی رو رہی تھی۔

"حرم تم کیوں مجھے ڈرا رہی ہو پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے ماما نے پھر سے کچھ کہا ہے؟"

"حرم میں تین سال بعد پاکستان لوٹی ہوں اور تم اب بھی ویسی کی ویسی ہی ہو تم اب بھی اسی طرح روتی ہو۔مجھے تو لگا تھا مجھے دیکھ کر تم بہت خوش ہو گی بہت سی باتیں کرو گی پر تم نے رونا شروع کر دیا تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا؟" حرم اس سے الگ ہوتے ہوئے آنسو صاف کرنے لگی۔

"نہیں.....ایسا نہیں ہے مجھے آپ کے آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا بس دل بھر آیا تھا آپ اتنے سالوں بعد واپس آئی ہیں مجھے ہر روز آپ کی یاد آتی تھی۔میں روز سوچتی تھی جب نائیرہ آپی آئیں گی میں یہ بتاؤں گی وہ بتاؤں گی۔" اس نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے سب ٹھیک ہے۔

"حرم سعد بتا رہا تھا تم اور مشال مارگلہ کی سیر کو گئی تھیں تو کیسا رہا باہر گھومنے کا تجربہ؟"

"بہت اچھا۔وہ خوشی سے بولی۔آپ کی سعد سے کب بات ہوئی اور آپ کو مشال کا کیسے پتا؟"

"جس دن تم مارگلہ کی سیر کو گئی تھیں اس دن بات ہوئی تھی اور اسی نے بتایا تھا مشال تمہاری اچھی دوست ہے وغیرہ وغیرہ۔"

"اچھا.....نائیرہ آپی آپ کو پتا ہے وہاں بہت بڑے بڑے پہاڑ تھے۔اتنے خوبصورت آبشار۔پتھروں کے درمیان سے بہتا ہوا پانی.....وہاں جھیل میں کشتیاں بھی چل رہی تھیں۔اور پھر بارش کے ساتھ ساتھ ژالہ باری بھی ہوئی۔اتنے دلکش مناظر میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔اس دن لگ رہا تھا قدرت مجھ پر بہت

مہربان ہے۔جیسے وہ جانتی ہے کہ میں پہلی بار یہاں آئی ہوں۔اس ایک دن میں ہی میں نے قدرت کے تمام رنگ دیکھ لیے اور آپ کو پتا ہے میں چیئر لفٹ میں بیٹھنے سے بہت ڈر رہی تھی پر ابیر نے.....'' وہ وہیں خاموش ہوگئی چہرے سے خوشی غائب ہوئی اور اداسی پھر نمودار ہوئی۔

''کیا ہوا تم خاموش کیوں ہوگئی اور ابیر کون؟''

''کوئی نہیں۔میں آپ کے لیے جوس لاتی ہوں وہ جانے کے لیے اٹھی۔''

''حرم بیٹھو یہاں۔''اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''مجھ سے کچھ بھی چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ابیر کے نام پر تمہارے چہرے پر پھیلی یہ اداسی کوئی معمولی بات تو نہیں لگتی اور تم اچھے سے جانتی ہو تمہارا معصوم چہرہ اور براؤن آنکھیں تمہارے دل کا سب حال بیان کر دیتی ہیں۔'' حرمین عارش خاموشی سے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''حرم اب بتاؤ ابیر کون ہے مجھے تمام خبر جاننی ہے۔'' حرمین نے بہت ہی معصومانہ انداز میں کالج کے پہلے دن سے لے کر اب تک کی ساری باتیں اسے بتائیں۔اس کی آنکھیں نم ہوگئیں جیسے وہ دوبارہ رو دے گی۔

''حرم تمہاری باتوں سے تو ابیر ایک شرارتی اور اچھا لڑکا معلوم ہوتا ہے پر تمہیں ضرورت کیا تھی اسے بھری محفل میں تھپڑ مارنے کی؟''

''وہ کتنا شریف تھا جو شرافت سے کھڑا رہا اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جواب میں تمہیں بھی تھپڑ ہی ملتا اور دیکھو نوفل کے بارے میں اس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سب سچ ثابت ہوا ہے۔نوفل بدلہ لینے کے لیے کتنی گھٹیا حرکت پر اتر آیا۔' حرم تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ تمہیں ابیر جیسا اتنا اچھا دوست ملا ہے جو تمہارا اتنا خیال رکھتا ہے.....تمہاری اتنی فکر کرتا ہے۔تمہیں اس نے بولنا سکھایا،اس نے تمہیں بدل دیا اس نے وہ کر دکھایا جو میں اور دادو نہ کر سکے وہ بھی بنا کسی لالچ کے بنا کسی غرض کے۔''

''حرم میں خوش ہوں آخر تمہیں بھی اچھے دوست ملے میں تو یہ سوچ کر حیران ہوں جس نے تمہیں اتنا سب کچھ سکھایا تم نے اپنی ہمت کی شروعات ہی اس شخص کو تھپڑ مار کر کی۔واؤ حرمین عارش تالیاں آپ کے لیے۔'' نائیرہ دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگی۔حرم نے اسے ٹھہری نظروں سے دیکھا۔

''آپی آپ میرا مذاق بنا رہی ہیں۔

حرمین تم لکی ہو جو ابیر جیسا لڑکا تمہیں پسند کرتا ہے۔'' اس کے چہرے پر حیرت کا راج تھا۔ آپ کو کیسے پتا؟

''مادام! جو لڑکا آپ کا اتنا خیال کرے..... آپ کو کسی تکلیف میں نہ دیکھ سکے آپ کو خوش کرنے کے لیے کسی بھی حد تک چلا جائے..... آپ اس سے ناراض ہوں تو اسے کچھ اچھا نہ لگے تو ان سب کا کیا مطلب ہوا؟ اب اتنی بھی معصوم نہیں ہیں آپ جو یہ سب سمجھ نہ سکیں۔ نائیرہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔''

حرم کا سر گھومنے لگا یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ حرم تم سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہو جب اس نے لفظ محبت کہا تم نے فوراً اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ کیا تمہیں نہیں لگتا کہ پہلے تمہیں اس کی پوری بات سننی چاہیے تھی۔

''میں اس رات غصے میں تھی جب اس نے یہ لفظ کہا تو مجھے مزید غصہ آ گیا۔ مجھے لگا کہ یہ میرا مذاق بنانے آیا ہے۔ اس کا لہجہ بہت بوجھل تھا۔

اور حرم تمہیں ایسا کیوں لگا؟''

''کیونکہ میں اس کے لائق نہیں ہوں۔'' چہرے پر اداسی مزید پھیلی۔

''کیا مطلب؟'' نائیرہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

''وہ کالج کا کول بوائے ہے سب اسے پسند کرتے ہیں اگر وہ کسی پارٹی میں نہ جائے تو اس کے بنا کسی کو مزہ نہیں آتا۔ اسے محفل کی شان سمجھا جاتا ہے کتنی ہی لڑکیوں کو اس پر کرش ہے۔ اسے ہر وہ چیز پسند ہے جو مجھے پسند نہیں۔''

''جیسے؟''

''جیسے فل اسپیڈ میں ڈرائیونگ..... اسٹائلش ڈریسنگ..... نئے نئے تجربے کرنا..... شاپنگ..... سوشل میڈیا..... گھومنا پھرنا۔''

''حرم اگر تم اس کے لائق نہ ہوتی تو وہ تمہیں اپنی دوست بنانے کے لیے اتنا سوری سوری نہ کرتا۔ یار Common Sense کی بات ہے اگر وہ لڑکیوں کا کرش ہے یا وہ کالج کا کول بوائے ہے یا اسے اپنے آپ پہ کوئی غرور ہوتا تو وہ کبھی بھی تمہارے سامنے دوستی کا ہاتھ نہ بڑھاتا۔''

''اچھا یہ بتاؤ اس دن کے بعد کیا پھر کبھی اس نے اپنے دل کی بات کہنے کی کوشش کی؟''

''نہیں.....وہ تو ایسے شو آف کرتا ہے جیسے اس کے دل میں کوئی ایسی بات ہی نہیں ہے۔''

''اچھا کیا پہلے کبھی تم نے ان تمام باتوں کے بارے میں سوچا؟''

''نہیں.....'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''حرم مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی وہ کچھ سوچتے ہوئے بولنے لگی۔ جو شخص کبھی غصہ نہیں کرتا وہ اچانک غصے میں کیوں آ گیا؟ بقول تمہارے چین پانی میں گری وہ غصے میں آ گیا پھر بھی تمہیں کچھ نہیں کہا۔ پھر تائی امی کی تصویر دیکھی تو مزید غصہ بڑھ گیا پھر بھی تمہیں کچھ نہیں کہا پھر نوفل کی حرکت پر غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ اس کے اندر بھرا تمام غصہ نوفل پر نکل گیا۔''

''پھر تمہیں تھپڑ پڑا اور اچانک غصے سے بھرا نفرت کا اقرار، یہ سب مجھے الجھن میں مبتلا کر رہا ہے آخر ماجرا کیا ہے؟''

''نائیرہ بی بی! گلاب دادو آپ کو بلا رہی ہیں آپ کے لیے فون ہے۔'' دروازے پر کھڑا ملازم بولا۔

''میں آتی ہوں حرم۔'' وہ اٹھ کر چل دی۔

حرم پھر سے بیڈ پر گر گئی۔

☆.....☆.....☆

''السلام وعلیکم!'' انکل آپ نے بلایا؟

''وعلیکم السلام! ہاں میر آؤ بیٹھو۔''

''انکل آپ نے یوں اچانک مجھے اپنے کلینک میں بلایا خیریت''

''ہاں..... ہاسپٹل میں تو ٹائم نہیں ملتا سوچا کلینک میں تمہیں بلوا کر کچھ باتیں کر لوں۔''

''مجھ سے باتیں.....'' وہ چونکا۔

''ہاں..... مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے امید ہے تم سب سچ بتاؤ گے۔''

''جی پوچھیں صلاح الدین انکل۔''

''ابیر کو کیا ہوا ہے؟''

''میں سمجھا نہیں۔'' اس کے چہرے پر حیرانی کے ساتھ..... ساتھ لبوں پر پھیکی مسکراہٹ تھی۔

''میر تم اچھے سے جانتے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تم میرے بیٹے کے بیسٹ فرینڈ ہو تمہیں سو فیصد پتا ہے ابیر کی اداسی اور غصے کی وجہ کیا ہے؟''

''وہ کیوں دن بدن مجھ سے نفرت کرتا جا رہا ہے۔ کیوں وہ کمرے میں بند ہو کر رہ گیا ہے۔ کیوں وہ ہر پل اداس رہنے لگا ہے؟ وہ پہلے بھی اداس رہتا تھا پر آج کل کی جو اداسی ہے اس میں کچھ اور ہی بات ہے۔ میر میں اچھے سے جانتا ہوں کہ میرا بیٹا مجھ سے نفرت کرتا ہے پر میں اس نفرت کی وجہ نہیں جانتا۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ تمہیں ان تمام باتوں کے بارے میں خوب علم ہے پر پھر بھی میں نے کبھی بھی تم سے اس کی نفرت کی وجہ نہیں پوچھی کیونکہ میں چاہتا تھا وہ خود اپنے دل کی بات مجھے بتائے۔ پر افسوس اس نے تو میری طرف اب دیکھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔''

میر بہت غور سے ڈاکٹر صلاح الدین کی باتیں سن رہا تھا اور کہیں نہ کہیں حیران بھی تھا۔

''ابیر چاہے جتنی بھی مجھ سے نفرت کر لے پر میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں اور میں اپنے بیٹے کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتا۔'' میر تو جیسے بے ہوش ہونے والا تھا۔ کیا ڈاکٹر صلاح الدین اپنے بیٹے سے پیار کرتے ہیں۔ آج پہلی بار اس پر یہ انکشاف ہوا تھا۔

جب تک وہ ہاسٹل میں تھا میں بہت پرسکون تھا کہ وہ تمہارے جیسے اچھے لڑکے کے ساتھ ہے اور آرام سے اپنی زندگی گزار رہا ہے اب اچانک ایسا کیا ہو گیا جو وہ ہاسٹل چھوڑ کر گھر آ بیٹھا ہے اور اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلتا۔ بس پورے گھر میں اس کے پیانو اور گٹار کی دھن ہی گونجتی سنائی دیتی ہے۔ میر میں اب اسے لے کر بہت پریشان رہنے لگا ہوں۔ پلیز بتاؤ ان سب کی وجہ کیا ہے؟

''انکل معذرت کے ساتھ کیا میں اب جا سکتا ہوں۔'' اس کے جواب پر ڈاکٹر صلاح الدین چونکے۔ اتنی لمبی داستان سنانے کے بعد انہیں میر سے یہ امید نہیں تھی۔

''تم کہیں نہیں جا سکتے جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔'' وہ تیز آواز سے بولتے ہوئے تھوڑے دھیمے لہجے سے کہنے لگے۔ میر ہو سکتا ہے میں اپنے بیٹے کے لیے کچھ کر سکوں۔

''انکل آپ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر وہ گھر آ گیا ہے تو کوئی بات نہیں

ویسے بھی پندرہ روز بعد ہمارا کانووکیشن ڈے ہے ہماری کلاسز ختم ہو چکی ہیں اب وہ ہاسٹل میں رہ کر کیا کرتا، میر نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔"

"اچھا..... پر اس کی پریشانی کی وجہ کیا ہے؟"

"میر کچھ دیر سوچوں میں مبتلا ہو گیا۔ میرا خیال ہے مجھے انکل کو حرم کے بارے میں بتا دینا چاہیے۔ مجھ سے بھی ابیر کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی، پتا نہیں کیا کرنا چاہتا ہے یہ لڑکا۔" "ہاں..... اب انکل ہی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔"

"میر! مجھے جواب آج کی تاریخ میں ہی چاہیے۔"

"ہوں۔..... جی..... جی!"

"کہاں کھو گئے تھے؟"

"انکل میں سوچ رہا تھا آپ کو اصل بات بتاؤں یا نہیں۔"

"اچھا..... تو پھر کیا سوچا؟" ڈاکٹر صلاح الدین کی نظریں کافی دیر سے اسی پر جمی ہوئی تھیں۔

"انکل ہماری ایک دوست ہے۔"

"دوست!" انہوں نے لفظ دہرایا۔

"جی"

"اچھا آگے بولو۔"

"جی ہماری دوست ہے حرمین! ابیر اسے بہت پسند کرتا ہے پر کبھی اسے دل کی بات کہہ نہیں پایا۔ مطلب ایک بار کہنا چاہی تھی پر تھپڑ کھا کر واپس آ گیا تھا۔ تو میرا خیال ہے یہی وجہ ہو گی۔"

"اچھا..... اور یہ حرمین کہاں رہتی ہے؟" وہ سوچتے ہوئے بولے۔

"وہ بحریہ ٹاؤن میں!"

"اچھا..... اسکا ایڈریس مجھے ایس ایم ایس کر دو۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

"او کے انکل۔ میں نے کھڑا ہو کر ان سے ہاتھ ملایا۔ اللہ حافظ۔"

اگر ابیر اس لڑکی کو اتنا ہی پسند کرتا ہے تو مجھے حرمین کے گھر رشتے کی بات کرنے کے لیے جانا چاہیے پھر

ہوسکتا ہے ابیر مجھ سے نفرت کرنا ختم کردے اور ہم باپ بیٹے کے درمیان تعلق کچھ بہتر ہوجائے۔
اگر اس کی خوشی حرمین میں ہے تو اس کی شادی اس لڑکی سے ضرور ہوگی۔ وہ زیر لب بڑبڑائے۔

☆.....☆.....☆

کچھ ہی دیر میں نائیرہ دوبارہ کمرے میں آ گئی۔ وہ تکیہ منہ پر رکھے لیٹی تھی۔
''یوں سر منہ لپیٹنے سے کچھ نہیں ہوگا۔''
''تو کیا کروں؟'' تکیہ پھینکا اور اٹھ بیٹھی۔
''تم اپنے میر بھائی سے پوچھو کچھ تو فائدہ لو اس سے وہ ابیر کا بیسٹ فرینڈ ہے سب کچھ جانتا ہوگا۔ اب وہی تمہارے سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔'' نائیرہ کے مشورے پر اس نے عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔
ایسے ہی کئی ہفتے گزر گئے حرم کی اداسی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اسے ایک بار پھر اپنی زندگی اندھیرے میں گم ہوتی نظر آ رہی تھی اس کی رات اپنے بیڈ کے پاس نیچے زمین پر بیٹھے روتے ہوئے گزری تھی۔ صبح کے نو بجنے کو تھے وہ اب بھی وہیں بیٹھی نجانے کن خیالوں میں گم تھی۔ نائیرہ کمرے میں داخل ہوئی۔
''حرم تم اُٹھ گئی مجھے لگا سو رہی ہوگی۔ تم نیچے زمین پر کیوں بیٹھی ہو۔'' حرم اپنے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے اٹھی۔ دادو نیچے بلا رہی ہیں۔ ناشتہ لگ چکا ہے فوراً نیچے آ جاؤ۔
''اچھا..... میں آتی ہوں۔''
''اب جلدی نیچے آ جانا تمہیں پتا ہے نہ آج تمہارے لیے کتنا بڑا دن ہے'' نائیرہ مسکرائی۔
''ہاں۔ آتی ہوں۔'' اس کے لہجے میں اداسی تھی۔ آسمانی رنگ کے چوڑی دار پائجامے پر ہم رنگ قمیض اور دوپٹہ اوڑھے وہ مرے مرے قدموں سے زینہ اترتی نیچے آ رہی تھی۔
''ماما۔ وہ دیکھیں مادام دس بجے تیار ہو کر کیسے مہارانی کی طرح زینہ اترتی آ رہی ہے۔'' اجواء منہ بنائے بولی جس پر اس کی ماں نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ اسے نیچے آتا دیکھ سب کھڑے ہوگئے۔ آج وہ ان سب کے لیے ایک معمولی سی پہلے والی حرم نہیں تھی۔
''حرم بی بی! بے خیالی میں ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھنے کے بجائے باہر کی جانب چل دیں۔ گلاب دادو سمیت گھر

کے تمام لوگ حیران کن نگاہوں سے اسے باہر کی جانب جاتے ہوئے دیکھنے لگی۔''

''حرم وہاں کہاں جارہی ہو۔نائیرہ اس کی جانب لپکی اور بازو سے پکڑا۔'' وہ بنا پلکیں جھپکے نائیرہ کو دیکھنے لگی۔

''حرم!'' نائیرہ نے اسے جھنجھوڑا۔وہ چونکی۔

''ہاں کیا ہوا؟''

''حرم تم بے دھیانی میں باہر جارہی تھیں اپنی حالت ٹھیک کرو۔گلاب دادو کو اگر تمہاری کیفیت کا اندازہ ہو گیا تو وہ بے وجہ پریشان ہو جائیں گی۔اور ماما وہ آسمان سر پر اٹھالیں گی چلو آؤ سب کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرو۔'' نائیرہ آہستہ سے دانت پیستے ہوئے بولی۔

''حرمین عارش بنا کوئی جواب دیے ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھی صبح بخیر!'' وہ پھیکی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بولی۔حرم تم وہاں کہاں جارہی تھیں۔اسفند چاچو نے بریڈ پر جیم لگاتے ہوئے سوال کیا۔

''چاچو مجھے کالج جانے کے لیے دیر ہورہی تھی۔''

''بیٹا آج تمہارا Conection day ہے ہم سب تمہارے ساتھ چل رہے ہیں۔''

''دادو Conection نہیں کانووکیشن ڈے۔خوشی سے کھنکتی آواز سب کے کانوں سے ٹکرائی تو ناشتے کے دوران سب کی نگاہ مین ہال کے دروازے پہ کھڑے سعد پر پڑی تو سب خوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔''

''ماشاءاللہ! میرا بچہ آ گیا،'' آمنہ چچی خوشی سے اپنے بیٹے کی جانب لپکیں۔

''السلام وعلیکم!'' ماما۔

''وعلیکم السلام۔'' ماں نے فوراً اپنے اکلوتے بیٹے کو سینے سے لگالیا۔ماں سے الگ ہوتے ہی وہ گلاب دادو کی جانب آیا۔کیسی ہیں آپ؟ گلاب دادو نے خوشی سے اس کی پیشانی چومی اور پیار کرنے لگیں۔

''میں ٹھیک ہوں تو کیسا ہے؟''

''میں بھی بالکل ٹھیک آپ کے سامنے ہی ہوں۔'' وہ مسکرایا۔

''پاپا آپ کیسے ہیں؟ اب وہ خوشی سے باپ کے گلے لگا۔''

''اوہ واہ واہ! آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہوئے ہیں'' وہ نائیرہ کو دیکھتے ہوئے مسخرانہ انداز میں بولا۔

نائیرہ نے اسے کان سے پکڑا۔

''اوچ آپی! میرا کان تو چھوڑ دیں اب تو میں پروفیسر بن گیا ہوں اب تو تھوڑی عزت کر لیں۔''

''تم چاہے بہت بڑے افسر ہی کیوں نہ بن جاؤ تمہاری گھر میں یہی عزت رہے گی جو ہے۔ نائیرہ کی بات پر سب ہنس دیے۔ سعد کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حرمین بھی بہت خوش تھی۔''

''اللہ میاں کی گائے!'' اب وہ حرم کی طرف آیا۔ بہت بہت مبارک ہو آپ ڈاکٹر بن گئی، آج فائنلی تمہارے ہاتھ میں ایم بی بی ایس کی ڈگری ہوگی۔

بہت شکریہ وہ مسکرائی۔

''آپ سب گھر والے میرا شکریہ ادا کریں۔ اس کی بات پہ سب چونکے''

''وہ کیوں بھئی؟'' اسفند صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔

''کیونکہ حرم میری وجہ سے ڈاکٹر بنی ہے۔'' وہ شریر لہجے میں بولا۔

''اوہ..... پلیز اب وہی گھسی پٹی باتیں مت دہرانا۔''

''اتنے رش میں جس طرح میں نے تمہارا فارم جمع کروایا تھا میں ہی جانتا ہوں اگر میں نہ کرواتا تمہارے ڈاکٹر بننے کا خواب رہ جاتا وغیرہ..... وغیرہ.....'' وہ منہ بسورے بولی۔ جس پہ سعد سمیت سب حیران تھے۔

''اللہ میاں کی گائے! کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں؟''

''نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔'' حرم نے اسے نوچا۔

''اوچ!'' وہ بے ساختہ چلایا۔ مطلب اب تم اللہ میاں کی گائے نہیں رہی۔

''لا۔ نہیں'' اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''یہ کرشمہ کب ہوا۔ کیسے ہوا۔ کس نے کیا؟'' سعد کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

''سعد یہ سب باتیں بعد میں ہونگی پہلے آؤ ناشتہ کر لو، پھر جلدی سے فریش ہو جانا۔ ہم سب حرم کے کالج جا رہے ہیں۔'' نائیرہ کی بات پر وہ مسکراتا ہوا ڈائننگ ٹیبل پر جا کر بیٹھ گیا۔ سب ناشتہ کرنے میں مصروف تھے وہ اب بھی حیرانی سے حرم کو دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ یہ وہ حرم نہیں تھی جو پانچ سال پہلے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ حرم اٹھ کر جانے لگی۔

''کہاں جارہی ہو؟'' دادو میں اپنا بیگ لے آؤں وہ میں کمرے میں بھول گئی۔ وہ نجانے کب سے آنسو روکے بیٹھی تھی جو کمرے میں آتے ہی تیزی سے بہنے لگے تھے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے منہ دبائے بری طرح رو رہی تھی۔

''حرم تم کیوں رورہی ہو؟'' ابیر کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس نے یہاں وہاں گردن گھما کر دیکھا پر وہاں کوئی نہیں تھا یہ صرف اس کا وہم تھا۔ وہ مزید رونے لگی۔

''حرم کیا ہوا۔ تم رورہی ہو؟'' گلاب دادو اس کے پیچھے کھڑی تھیں۔

''دادو مجھے ماما، پاپا کی بہت یاد آرہی ہے اگر وہ آج زندہ ہوتے تو کتنا خوش ہوتے کتنے فخر سے کہتے کہ ان کی بیٹی ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے۔'' دادو نے اسے سینے سے لگالیا۔

''نہ رو میری بچی! میں ہوں نا مجھے تجھ پر فخر ہے۔ آج تیرے لیے بہت بڑا دن ہے اور میں نہیں چاہتی کہ آج کے دن تو روئے بس کر چپ ہوجا'' اسے چپ کراتے کراتے گلاب دادو کی آنکھیں بھی نم ہوگئیں۔

''ارے یہ کیا! کہانی گھر گھر کی سیریل کی طرح آپ لوگ خوشی کے موقع پر بھی رونا شروع کردیتی ہیں۔'' سعد کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

''سعد کچھ نہ کچھ بولتے ہوئے انٹری مارنے کی عادت تمہاری اب تک نہیں گئی۔'' حرم کی بات پہ وہ مسکرادیا۔

''تم فریش ہوگئے۔''

''جی دادو۔ میں بالکل ریڈی ہوں۔ آج میری بہن کے لیے اتنا بڑا دن ہے تو میں ریڈی کیسے نہ ہوتا؟ ویسے میں سفر کرکے بہت تھک گیا ہوں۔ دل چاہ رہا ہے حرم کے اس نرم بستر پر چادر اوڑھ کر سو جاؤں پر افسوس نہیں سوسکتا۔''

''سعد آخر تم نے بونگی مار ہی دی۔'' حرم ناک سکوڑے بولی۔ تمہارے یہ بولنے کا راز تو میں بعد میں پتا کروں گا پہلے یہ لو تمہارا گفٹ۔ وہ گفٹ آگے بڑھانے لگا۔

''اتنا وزنی گفٹ۔ کیا ہے اس میں؟'' کہیں پتھر تو نہیں بھر کردے دیے۔

''ہاہا نہیں۔نہیں بعد میں خود دیکھ لینا۔''''تم جانتی ہو میری فلائٹ دو ہفتے بعد کی تھی پر میں تمہارے لیے آیا ہوں۔تمہاری خوشی میں شامل ہونے اور یہ میں ہی جانتا ہوں کہ میں کس طرح سب کچھ manage کر کے آیا ہوں۔''

''سعد تم پھر شروع ہو گئے۔''اس کے پیچھے نائیرہ کھڑی تھی۔

''سعد نہ تنگ کرو میری بچی کو۔'' گلاب دادو حرم کو پیار کرنے لگیں۔

''دادو آپ کو بڑا پیار آتا ہے۔اس اللہ میاں کی گائے.....اپنا جملہ پورا کرنے سے پہلے اس نے ایک نظر حرم کو دیکھا۔تمہارا نیا نام بعد میں رکھوں گا ابھی فی الحال اسی نام سے کام چلا لیتا ہوں۔ہاں تو دادو کہاں تھا میں۔آپ کو بڑا پیار آ رہا ہے اس پہ۔''

''بیٹیاں ہوتی ہی ایسی ہیں خود بخود ان پر پیار آتا ہے۔''انہوں نے بہت ہی میٹھی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔سعد جب تمہاری بیٹی ہو گی نا تب میں تم سے پوچھوں گی۔گلاب دادو کی بات پہ وہ شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

''اب بہت باتیں ہو گئیں اب یہاں سے چلیں ورنہ باقی لوگ بھی ایک ایک کر کے یہاں جمع ہو جائیں گے۔''نائیرہ نے چلنے کی تاکید کی۔

''اسفند حرمین اب ڈاکٹر بن گئی ہے اب کیا وہ باہر جاب بھی کرے گی۔''

''آمنہ تم بھی کیسی بچوں والی باتیں کرتی ہو ظاہر سی بات ہے۔اگر وہ ڈاکٹر بنی ہے تو جاب بھی کرے گی۔وہ تمہارے گھر کے کام کرنے کے لیے ڈاکٹر نہیں بنی ہے۔''

''ہائے۔اب گھر کے کام کون کیا کرے گا؟آمنہ چچی کو تو جیسے صدمہ ہی لگ گیا۔''

''کیوں ملازم کہاں گیا؟''

''ملازم نے کہاں جانا ہے وہ یہیں ہے پر ہم ملازم کے ہاتھ کا کھانا تھوڑی کھائیں گے۔''

''اچھا تو تم دونوں ماں بیٹی کس لیے ہو؟اب سے تم دونوں ہی کچن سنبھالو گی۔اپنی اس نالائق بیٹی کو بھی کچھ سکھا دو۔اس نے بھی اگلے گھر جانا ہے۔''اسفند کی بات اجواء کو سوئی کی طرح چبھی۔

''مجھ سے نہیں ہوتے یہ گھر کے کام، وام۔ وہ منہ بنائے وہاں سے چلی گئی۔''

''آمنہ تم نے بہت سر چڑھا رکھا ہے اپنی لاڈلی کو۔''

''اچھا.....اب آپ غصہ مت کریں۔''

''اماں جی! سب کہاں رہ گئے اب آ بھی جائیں دیر ہو رہی ہے'' اسفند صاحب نے تیز آواز لگائی۔ پکنک کے بعد جتنے دن وہ کالج آئی تھی اس کی نظریں ابیر کو تلاش کرتی رہی تھیں۔ پر وہ نجانے کہاں چھپ کر بیٹھا تھا۔ کانووکیشن کا آغاز ہو چکا تھا باری باری تمام ڈاکٹرز اسٹیج پر آ کر Speech کر رہے تھے اور پھر خوب تالیوں میں رخصت ہو رہے تھے کچھ ہی دیر میں باری باری اسٹوڈنٹس اسٹیج پر آنا شروع ہوئے اور اپنی ڈگری حاصل کی۔ آج حرم فخر سے اسٹیج پر ڈگری ہاتھ میں تھامے کھڑی تھی۔ گلاب دادو کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا ہر طرف تالیاں بج رہی تھیں۔ اس کی نگاہیں اتنی بھیڑ میں بھی ابیر کو تلاش کر رہی تھیں۔

آج اس کی زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن تھا اور اس خوشی کے موقع پر اس کا بیسٹ فرینڈ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ آنکھوں میں بے شمار آنسو جمع تھے وہ بہت ہی مشکل سے شکریہ کے دو بول، بول پائی تھی اور اسٹیج سے اتر کر وہ اپنی کلاس کی جانب چل دی۔ جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئی اس کی پہلی نظر ابیر پر پڑی۔ جو ٹیبل پر بازوؤں میں سر دیے بیٹھا تھا۔ کلاس میں اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

اسے دیکھتے ہی اس کا چہرہ خوشی سے کھلکھلا اٹھا اسے اندر ہی اندر ایک انجانی سے خوشی محسوس ہوئی۔ اس کی تمام اداسی ایک پل میں ہی غائب ہو گئی۔ وہ دبے قدموں سے اس کی پاس والی چیئر پر بیٹھ گئی اور اسے دیکھنے لگی۔ ابیر کو ہلکا سا محسوس ہوا جیسے کوئی بہت ہی قریب سے اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں اپنا سر اٹھایا اور اپنے دائیں جانب دیکھنے لگا دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائی۔ ابیر کی براؤن آنکھوں میں اداسی صاف دکھائی دے رہی تھی اگلے ہی پل نظریں جھکا لیں اور اٹھ کر وہاں سے چل دیا حرم اس کے پیچھے بھاگی ابیر!

اس کا دل چاہا مڑ کر ایک آخری بار اس کی جانب دیکھے پر دماغ نے کچھ اور ہی مشورہ دیا۔ نہیں ابیر۔ کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس کی آواز پر بھی نہ رکا اور چپ چاپ سیدھا چلتا رہا۔

اس کے نہ رکنے پر حرم کے قدم تیزی سے اس کی جانب بڑھنے لگے۔

''ابیر پلیز!'' اس کی درد بھری آواز پر وہ جو جیب میں ہاتھ ڈالے چل رہا تھا وہ وہیں کھڑا ہو گیا۔

''حرمین عارش نظریں جھکائے اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس نے آہستہ سے ابیر کا بازو پکڑا۔ پلیز میری بات سنو اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔''

''تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو تمہارا یہ Behaviour مجھے بہت دکھ پہنچا رہا ہے۔''

ابیر نے اب بھی مڑ کر اس کی جانب نہ دیکھا۔ وہ جانتا تھا اگر مڑا تو حرمین کے آنسو دیکھ کر اس کا غصہ پل میں غائب ہو جائے گا اور وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ وہ بنا کوئی جواب دیے تیز تیز قدموں سے وہاں سے چلا گیا اور پھر دوبارہ اسے کبھی نظر نہ آیا۔

وہ روتے ہوئے ایک آخری بار اسی ضعیف درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گئی اس کے آنسو زار و قطار بہتے رہے۔ آج اسے سب کچھ برا لگ رہا تھا..... یہ ٹھنڈا موسم..... یہ ٹھنڈی ہوا..... یہ کالج..... اپنا آپ اور سب کچھ۔

آج اسے چپ کروانے والا کوئی نہیں تھا جہاں وہ اور ابیر ہمیشہ ایک ساتھ بیٹھا کرتے تھے آج اس جگہ وہ اکیلی بیٹھی تھی۔

☆.....☆.....☆

ابیر کا فون بج رہا تھا۔ اس نے چارجنگ پہ لگا فون اٹھایا۔

''ہیلو!''

''میں تمہارے گھر کے لان میں کھڑا ہوں باہر آؤ۔''

''میر تم اندر آ جاؤ۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''کیا میں اس شخص کے گھر میں قدم بھی رکھوں گا جس نے میری بہن کا دل دکھایا ہے؟'' ابیر نے بنا کوئی جواب دیے فون بند کر دیا اور باہر لان میں آ گیا۔

''یہ سب کیا ہے ابیر تم نے کیوں ہم سب کو پریشان کیا ہوا ہے؟''

''میں نے نہیں کہا کہ تم میرے لیے پریشان ہو۔'' وہ سخت لہجے میں بولا۔

''ابیر میں تمہارا بیسٹ فرینڈ ہوں تم کم از کم مجھے تو اپنے دل کا حال بیان کر سکتے ہو۔'' ابیر خاموش تھا۔

''ابیر خدا کے لیے ایسا نہ کرو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں تمہیں چپ لگ گئی؟'' ایسا کیا ہوا تھا مارگلہ ہل کے جنگل میں جو تم اتنا حرم سے بدگمان ہو گئے ہو۔ ابیر چلتا ہوا پھولوں کی کیاریوں کے پاس لگی جالی پر ہاتھ رکھے کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس کی آنکھ سے ایک آنسو بہا وہ جانے کتنے دنوں سے اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا۔

اس کے اندر کا درد آنسو کی صورت میں اس کی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔ میر اس کے آنسو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس کی پشت میر کی طرف تھی وہ میر کو فیس کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اسی دوران بارش شروع ہو گئی اور آسمان برسنے لگا۔ اس کے آنسو بارش کی بوندوں میں کہیں گم ہونے لگے۔

''آئندہ میرے سامنے حرم کا نام بھی مت لینا۔ تم جا سکتے ہو۔ میں جانے کے لیے نہیں آیا ہوں اور میں کیوں نام نہ لوں؟ کہاں گئی وہ محبت جو تمہیں کبھی اس سے ہوا کرتی تھی۔''

''وہ محبت اسی دن مارگلہ کے پہاڑوں کے درمیان دفن ہو گئی تھی جب میں نے اس کے ہاتھ میں وہ تصویر دیکھی تھی۔''

''تصویر؟ کیسی تصویر۔''

''اس عورت کی جس کی وجہ سے میں پل پل تڑپتا رہا ہوں۔''

''اس عورت کی جس سے میں سب سے زیادہ نفرت کرتا ہوں۔''

''اس عورت کی جس نے میری ماں کا گھر برباد کر دیا۔''

''اس عورت کی جس نے میرا بچپن مجھ سے چھین لیا۔ حرمین عارش اس عورت کی بیٹی ہے جس نے میری ماں مجھ سے چھین لی۔'' میر حیران پریشان کھڑا تھا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو؟ آسمان پہ بادل گرج رہے تھے بارش میں مزید اضافہ ہوا اس کے ساتھ آسمان بھی رو رہا تھا۔''

''میرے برتھ ڈے پر ماما کی دی ہوئی وہ چین نما گھڑی جسے ہمیشہ میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ جو مجھے سب سے زیادہ عزیز تھی وہ میں نے حرم کی وجہ سے کھو دی پر پھر بھی میں نے خود کو سنبھالا کیونکہ میں جانتا تھا اگر میں نے اسے ڈانٹا تو وہ رونے لگ جائے گی اور میں اسے دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔''

''کچھ دیر بعد جب مجھے احساس ہوا کہ اس نے جان بوجھ کر نہیں پھینکی تھی تو میرا غصہ تھوڑا ہلکا ہوا، تو میں حرم کے پاس گیا مجھے لگا وہ پریشان ہوگی۔ مجھے اسے یقین دلانا چاہیے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اس نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔''

''جب میں نے اس کے ہاتھ میں اس عورت کی تصویر دیکھی۔ میرا خون کھول گیا میرے سر پر جیسے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے میرے قدم لڑکھڑانے لگے تھے میرا دل کانپ اٹھا تھا اور اسی وقت مجھے حرمین سے نفرت ہوگئی۔ میں خود سے گلہ کرنے لگا کہ میں نے کیوں حرم سے محبت کی۔ میں اس روز سے ہر روز تڑپ رہا ہوں۔''

''مجھے نہیں سمجھ آ رہا میں اپنی ماں کا بدلہ لینے کے لیے حرم کے ساتھ کیا کروں۔'' وہ غصے سے چلایا۔

''ابیر یہ کیا کہہ رہے ہو تم ہوش میں تو ہو؟'' میر کو ایک کے بعد ایک جھٹکے لگ رہے تھے۔

''میر! میں نے سوچ لیا تھا میری ماں کے ہر آنسو کا بدلہ اب حرم چکائے گی پر اگلے ہی لمحے میں یہ سوچ کر کانپ اٹھا کہ میں کیسے حرم کو تکلیف پہنچا سکتا ہوں۔ جن ہاتھوں نے ہمیشہ اسے مصیبتوں سے بچایا ہے وہ ہاتھ اسے کیسے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ میں تو اتنا برا شخص نہیں ہوں جیسا میں سوچ رہا ہوں۔ جیسا میرے یہ ہاتھ کرنا چاہ رہے ہیں میں نے غصے سے دیوار پر لگے شیشے میں سر مار دیا اور میر تم دیکھ رہے ہو یہ ہاتھ..... ان ہاتھوں کو بھی میں نے سزا دی ہے۔''

میر نے اس کے ہاتھوں پر نظر ڈالی جو بری طرح جلے ہوئے تھے۔ ابیر اس وقت کسی پاگل سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ بکھرے بکھرے بال، روتی ہوئی آنکھیں، شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے بڑھی ہوئی شیو۔ میر کو اس کی حالت پر ترس آنے لگا تھا۔

''میر! تمہیں پتا ہے میرا بہت خون بہا پر یہ وہ گندا خون تھا جو حرم کو نقصان پہنچانے کا سوچ رہا تھا۔''

''ابیر..... ابیر کیا ہو گیا ہے تمہیں تم کیسی باتیں کر رہے ہو یہ کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنا۔''

''یار! انکل کا تو خیال کرو۔ بہت محبت کرتے ہیں وہ تم سے۔''

''محبت! محبت کا ڈرامہ کرتے ہیں وہ نہیں چاہیے مجھے جھوٹی محبت۔ تم سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ کہہ رہے ہو کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔'' وہ چلایا۔

''دفع ہو جاؤ تم یہاں سے۔ میں کسی سے ملنا نہیں چاہتا۔'' وہ روتے ہوئے خاموش ہوا۔ میر وہیں کھڑا تھا۔ ابیر نے گہرا سانس لیا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولنے لگا۔

''میں اس لڑکی کے سامنے نہیں جانا چاہتا، مجھے پتا ہے وہ پریشان ہو جائے گی، مجھ سے کئی سوال کرے گی پر میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔''

وہ آج پہلی بار اتنا پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔ آج اس کی زندگی میں اندھیرے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آج وہ چیخ چیخ کر میر سے اپنے دل کی باتیں کہہ رہا تھا۔ آج میر کے علاوہ اسے کوئی سننے والا نہ تھا۔

''میں پچھلے پندرہ روز سے کانووکیشن کا انتظار کر رہا تھا کہ کب مجھے ڈگری ملے اور میں ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں۔ حرمین عارش سے بہت دور اور میرے جانے سے اسے کون سا کوئی فرق پڑے گا۔'' اس کے دکھی دل سے وہ تمام باتیں نکل رہی تھیں جو وہ کافی مہینوں سے دل میں دبائے بیٹھا تھا۔

''ابیر ان سب میں حرم کا تو کوئی قصور نہیں ہے تم اسے کیوں سزا دے رہے ہو؟ اس روز تمہارے جانے کے بعد وہ کافی دیر تک اس ضعیف درخت کے نیچے بیٹھی روتی رہی تھی۔ ابیر نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا اور تیزی سے اس کے قریب آیا اور اسے بازو سے پکڑا۔ تم اس کے پاس کیوں نہیں گئے۔'' میر تمہیں اسے چپ کروانا چاہیے تھا۔ مشال کہاں تھی؟ تم دونوں اس کے ساتھ رہتے اسے اکیلا کیوں چھوڑا۔ میر اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

''میں تم سے کچھ کہہ رہا ہوں تم مسکرا کیوں رہے ہو؟''

''میں یہ سوچ کر مسکرا رہا ہوں کہ ایک طرف تم اس سے نفرت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف تمہیں اس کی پروا بھی ہے۔ ابیر تمکھی بھی اس سے نفرت نہیں کر پائے ہو۔ تم ایسے کیسے ہم سب کو چھوڑ کر جا سکتے ہو۔ حرم کو چھوڑ کر جا سکتے ہو۔ کیا تم بھول گئے۔ تمہی نے اسے جینا سکھایا ہے۔ تمہی نے اسے اس دنیا سے روبرو کروایا ہے جس سے وہ بے خبر تھی۔ تمہی نے اسے بولنا سکھایا ہے اور وہ آج بھی تمہارے دل میں ہے۔ بھلے ہی تم نے اس سے دور جانے کا فیصلہ کر لیا ہے پر اس کی یادیں کبھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔''

''میر! میرے دل میں اس کے لیے اب کوئی جگہ نہیں ہے جیسی ماں تھی ویسی بیٹی بھی ہوگی۔'' وہ تلخ لہجے میں بولا۔

''مجھے تمہاری باتیں سن کر بہت افسوس ہو رہا ہے ابیر، کیا تم نے ایک بار بھی سوچا ہے اگر تم غلط ہوئے تو

.....یار تم بہت پہلے سے حرم کو جانتے ہو وہ ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے۔ٹرسٹ می تم جس طرح اس کے بارے میں بات کرتے تھے۔ I Swear ویسے تم نے کبھی کسی اور کے لیے بات نہیں کی تھی۔"

"یار! ایک بار اچھے سے سوچ لو اگر تم نے نفرت کا کھیل کھیلنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو نقصان صرف اور صرف تمہارا ہوگا میری مانو تو ایک بار حرم سے بات کر لو۔"

"میر تم اپنا وقت برباد کر رہے ہو، بہتر ہوگا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں تو وقت برباد کر رہا ہوں پر تم کیا کر رہے ہو، تم خود کو برباد کر رہے ہو ڈاکٹر ابیر۔تم اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔

میری زندگی تو بہت پہلی ہی برباد ہو چکی تھی۔اس کی آواز میں بہت درد تھا۔وہ اس وقت بہت درد میں تھا۔"

"ابیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔دلوں میں نفرتیں رکھنے سے کچھ نہیں ملتا۔""یار تم مجھے سمجھایا کرتے تھے تم اتنے سمجھ دار تھے پر اب تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"پلیز! تم بس ایک بار اس سے بات کر کے دیکھو ہو سکتا ہے اسے ان سب کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔"

"ایسے کیسے اسے علم نہیں ہوگا کیا اسے اس کی ماں نے کچھ نہیں بتایا ہوگا اسے سب علم ہوگا۔عورتوں پر کبھی یقین نہیں کرنا چاہیے یہ یقین کے لائق نہیں ہوتیں۔یہ کبھی بھی کسی بھی وقت دھوکا دے سکتی ہیں۔"

"حرم ان عورتوں میں سے نہیں ہے۔ہم اسے کئی سالوں سے جانتے ہیں کیا تم نے کبھی بھی اس کے بارے میں ایسی ویسی کوئی بات سنی۔وہ ہمیشہ ڈری سہمی ہی رہتی تھی۔"

"تم نے اسے بدلہ ہے، تم نے ہی اسے سب کچھ سکھایا ہے۔اور جب سے تم نے اس سے بات کرنا چھوڑا ہے وہ واپسی ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی وہ پہلے تھی۔"تمہیں پتا ہے جب وہ اس روز وہاں بیٹھی رو رہی تھی تب نوفل اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ آیا اور اسے اکیلا دیکھ کر تنگ کرنے لگا۔اس نے تمہارے حوالے سے سب کے سامنے اس پر بہت گندے گندے کمنٹس پاس کیے تھے اور جب میں نے اسے سمجھانا چاہا تو اس نے میری بہت پٹائی کی حرم اسے بنا کچھ کہے روتے ہوئے وہاں سے بھاگی اور بیچ سڑک پر اس کا ایک کار سے ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ اس وقت زندگی اور موت سے لڑ رہی ہے۔

''ایک کام کرو تم اس کے لیے دعا کرو کہ اس کی روح جلد ہی اس کے جسم سے جدا ہو جائے۔ وہ جو پل پل مر رہی ہے وہ ایک بار ہی مر جائے۔'' اس بار میر غصے سے بولا۔ ابیر کے چہرے پر حیرانی اور دکھ سے ملتے جلتے تاثرات تھے اس کے اندر طوفان سا اٹھ گیا۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ جیے یا مرے۔

''ٹھیک ہے پھر تمہیں اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ کل تمہارے ڈیڈی اس کے گھر گئے تھے تمہارے رشتے کی بات کرنے اور بنا کوئی بات کیے واپس لوٹ آئے۔''

''واٹ! پر انہیں کیسے پتا؟'' وہ چونکا۔

''میں نے بتایا تھا۔'' میں اب چلتا ہوں یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔ اللہ حافظ۔

میر کے جاتے ہی وہ وہاں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اللہ پاک کیا واقعی قسمت میرے ساتھ ایسا کوئی کھیل، کھیل سکتی ہے۔

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا میں واقعی کچھ غلط تو نہیں کر رہا میرے مالک! آپ ہر چیز سے واقف ہیں آپ ہی ہمارے مددگار ہیں مجھے پوری امید ہے حرم کو کچھ نہیں ہوگا وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ حرم کو جلد ہی ٹھیک کر دیں۔ اس کے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے وہ اپنے مالک سے اس کی زندگی کے لیے دعائیں کر رہا تھا۔''

''اے میرے رب! آپ حرم کو صحت یاب کر دیں۔ میں ایسا تو ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ میں چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پا رہا ہوں۔ میں آج بھی اس سے بے لوث محبت کرتا ہوں۔ اللہ پاک میرا تو اس دنیا میں کوئی نہیں ہے جس کے لیے میں جیوں پر اس کے پاس اس کی پوری فیملی ہے اس کے والدین، اس کی دادو۔ اسے تو ان سب کے لیے جینا ہے اللہ پاک آپ میری زندگی حرم کو دے دیں اس کے بدلے مجھے موت دے دیں۔ میرے پاس تو جینے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے مجھ سے کوئی بھی محبت نہیں کرتا ہے۔ نہ میرا باپ، نہ کوئی اور تو میں جی کر کیا کروں گا؟'' آپ جانتے ہیں میرے مالک میں ہر نماز میں اس کی لمبی عمر کی دعا کرتا ہوں پلیز آپ آج میری یہ دعا قبول کر لیں۔ حرم کو زندگی دے دیں اس سے اس کی زندگی مت چھینیں۔ اب اس کی ہچکیاں بندھنے لگیں، پھر اچانک کچھ یاد آنے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور باہر کی جانب چل دیا۔

☆.....☆.....☆

حرمین ہاسپٹل کے ایک کمرے میں بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگائے آدھی لیٹی اور آدھی بیٹھی تھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اللہ پاک آپ نے مجھے کیوں بچایا؟ میں یہ صبح کا سورج نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ میں آپ سے موت مانگ رہی تھی پر آپ نے ایکسیڈنٹ کر کے میری آدھی دعا قبول کی۔ میری پوری دعا قبول کیوں نہیں کی، مجھے موت کیوں نہیں دی۔

وہ اللہ سے گلہ کر رہی تھی پر وہ پاگل کیا جانے، جہاں اس کے مرنے کی دعا قبول ہو رہی تھی وہیں کوئی رو رو کر اس کی زندگی مانگ رہا تھا اور دکھی دل کی دعا کب پوری نہیں ہوتی۔ وہ مر رہی تھی پر ابیر نے اسے اپنے رب سے ایک نئی زندگی دلوائی تھی۔

شاید اللہ کو یہ دونوں ہی پیارے تھے اگر ایک کی دعا قبول ہو رہی تھی تو دوسرے کی بھی فوراً ہی قبول ہو گئی تھی۔

نائیرہ کمرے میں داخل ہوئی۔

''نائیرہ مجھے دیکھنے کون..... کون آیا تھا؟''

''سب آئے تھے۔''

''سب کون؟''

''گلاب دادو..... پاپا..... میر..... مشال..... سعد''

''اور کوئی نہیں آیا؟''

''نہیں..... تمہیں کس کا انتظار ہے؟''

''کسی کا نہیں۔'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''حرم تمہیں جس کا انتظار ہے وہ نہیں آئے گا۔''

وہ کافی دیر خاموش رہی پھر آہستہ سے کہنے لگی۔

''وہ آئے گا اسے پتا نہیں ہوگا اگر اسے پتا ہوتا وہ فوراً آ جاتا وہ مجھے کبھی کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ وہ مجھ سے ناراض ضرور ہے پر اتنا سخت دل نہیں ہے۔'' وہ دل میں اس کے آنے کے امید لیے بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

''حرم تم کچھ کھاؤ گی میں لے کر آؤ'' وہ اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

''نہیں۔ مجھے کچھ نہیں کھانا۔''

''اچھا تم آرام کرو میں بل جمع کروا کر آتی ہوں۔''

☆.....☆.....☆

''آپ کس کی اجازت سے حرم کے گھر گئے تھے؟''

''اچھا تو اب مجھے کہیں جانے کے لیے تمہاری اجازت لینی پڑے گی۔

دیکھ لیا حرم کو اس کی ماں کو اب دل کو سکون مل گیا۔''

وہ غصے سے پیر پٹختا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

ڈاکٹر صلاح الدین جب سے وہاں سے آئے تھے۔ کئی سوچوں کا شکار تھے۔ کچھ گھنٹے گزرنے کے بعد کسی کے قدموں کے آہٹ سنائی دی۔ کوئی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

''تم نے اتنی دیر کیوں کی آنے میں؟'' اس نے خوشی سے اپنے چہرے سے چادر ہٹائی۔

''حرم تمہیں جس کا انتظار ہے وہ نہیں آئے گا۔'' میر سامنے کھڑا تھا۔

''پر کیوں؟''

''حرم میری ملاقات ابیر سے ساتویں کلاس میں ہوئی تھی تب سے ہم دونوں بہت اچھے دوست ہیں۔ اس نے ہمیشہ سب کی مدد کی ہے۔ وہ ہمیشہ سب کو پسند رہا ہے اس کی عادتیں باقی لڑکوں سے بہت مختلف ہیں۔ اس نے چھوٹی سی عمر میں بہت دکھ دیکھے ہیں۔ وہ دو سال کا تھا جب اس کی ماں کی ڈیتھ ہوگئی۔ اس کے ڈیڈی کے ہوتے ہوئے بھی وہ بالکل اکیلا تھا وہ اکثر اپنی پھوپھو کے پاس رہتا تھا پر جب پھوپھو کی شادی ہوگئی تو وہ تنہا ہوگیا۔'' یوں سمجھ لو اس نے اپنی پرورش خود کی ہے۔ پر جیسے..... جیسے وہ بڑا ہوتا گیا اس کے دل میں صلاح الدین انکل کے لیے نفرت بڑھتی چلی گئی۔ حالانکہ جب وہ چھوٹا تھا انکل نے اسے سنبھالا تھا چلنا سکھایا تھا بولنا سکھایا تھا پر جانے کیوں اس کے دل میں باپ کے لیے کوئی محبت نہیں ہے۔

وہ روز فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور باقی نمازیں بھی پڑھتا اور دوسروں کو بھی نماز پڑھنے

کی تاکید کرتا وہ اکثر جماعت کے ساتھ مختلف جگہوں پر جایا کرتا تھا۔لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا اسلام کی باتیں ان تک پہنچاتا، وہ اتنے اچھے سے اپنی بات سمجھاتا تھا کہ لوگوں کا خود دل چاہتا تھا کہ ہم مسجد میں جا کر نماز پڑھیں۔ اللہ کا ذکر کریں۔وہ اکثر رمضان شریف میں تراویح بھی پڑھایا کرتا تھا۔

وہ قرآن حافظ نہیں تھا بس مولوی صاحب سے ضد کر کے پارہ یاد کر لیتا اور رمضان میں ایک یا دو دن تراویح ضرور پڑھاتا۔وہ دل کا بہت اچھا، نیک انسان ہے جو بچے بنا ماں، باپ کے پلتے ہیں وہ اکثر بگڑ جایا کرتے ہیں پر وہ نہیں بگڑا، اگر اس کی ماں نہیں تھی تو باپ بھی نہیں تھا۔

باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ انہیں باپ تسلیم نہیں کرتا تھا۔وہ غریبوں کی مدد کرتا ان کا احساس کرتا ہے ہم سب کے سامنے وہ جتنا کول اور خوش دکھائی دیتا، حقیقت میں ایسا کچھ نہ تھا۔

حرم بہت غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی آج پہلی بار اسے ابیر کے بارے میں جاننے کا موقع ملا تھا۔وہ اندر سے بہت دکھی تھا وہ ہر روز اپنی ماں کو یاد کر کے رویا کرتا تھا۔وہ جو چین نما گھڑی تم سے پانی میں گری تھی وہ اسے اس کی ماں نے دی تھی جب وہ دس سال کا ہوا تھا تب اس کی ماں کی یہ امانت اس کی پھوپھو نے اسے دی تھی ۔تب سے وہ اسے ہر پل ساتھ رکھتا تھا۔

''حرم جو انسان خود اتنا دکھی ہو وہ دوسروں کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔وہ ایک طرح سے سوشل ورکر بھی تھا جو ہر وقت لوگوں کی مدد کرنے کو تیار تھا۔اس نے کبھی لڑکیوں میں دلچسپی نہیں دکھائی تھی پر جب تم اس کی زندگی میں آئیں تم اسے اچھی لگنے لگیں۔وہ تمہاری معصومیت پہ مرمٹا۔تمہارے آنے سے اسے جینے کا مقصد مل گیا۔وہ پھر سے جی اٹھا۔اس نے کبھی ماں کا پیار حاصل نہیں کیا تھا پر پھر بھی وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتا تھا۔اس کی ماں کے بغیر اس کی کوئی دنیا ہی نہیں تھی۔اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ تمہاری خوشی کے لیے کچھ بھی کرے گا۔تمہاری زندگی کا اندھیرا ختم کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کرے گا۔وہ اپنی Cinderela کے لیے کچھ بھی کرے گا۔

''تمہیں اندھیروں سے نکال کر وہ خود اندھیروں میں چلا گیا ہے۔''

''کیا مطلب؟'' وہ بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

''اب وہ تم سے نفرت کرتا ہے۔''

''نفرت؟''اس نے جان بوجھ کر خود کو حیران ظاہر کیا۔

''ہاں۔''وہ تم سے نفرت کرتا ہے۔

''پر میں نے کیا کیا؟''

''تم نے نہیں۔تمہاری ماما نے۔''

''کیا مطلب۔''اس بار وہ چونکی۔

''بقول ابیر کے تمہاری ماما کی وجہ سے اس کی ماما کا گھر خراب ہوا ہے ان کی موت کی ذمہ دار بھی تمہاری ماما ہیں وہ بچپن سے تمہاری ماما سے نفرت کرتا ہے۔اب جب اسے پتا چلا کہ تم اس عورت کی بیٹی ہو جس کی وجہ سے وہ اپنی ماں سے محروم رہا تھا تو اسے تم سے بھی نفرت ہو گئی۔اب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم مرو یا جیو۔اس کا انتظار کرنا بیکار ہے اب انتظار چھوڑ دو۔ویسے بھی اگلے مہینے وہ یہ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے ہم سب سے دور اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔''

حرم کا دل زور سے دھڑکا.....آنکھوں میں پھر سے آنسو جمع ہونے لگے۔

''حرم میرے حساب سے اس کے جانے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ تمہیں کون سا اس سے محبت ہے وہ تو صرف تمہارا دوست ہے اب تو دوست بھی نہیں رہا۔ایک اجنبی بن گیا ہے۔تم فکر مت کرو تمہارا یہ بھائی ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔اسے جہاں جانا ہے جائے،ہم اسے نہیں روکیں گے۔ہم ہوتے کون ہیں اسے روکنے والے۔''اب میر کی آواز لڑکھڑانے لگی۔

اس کی آنکھیں نم ہو گئیں ایک ابیر کا تھا جس کے دل کا حال وہ بخوبی جانتا تھا اور حرمین ہے جو کچھ کہتی ہی نہیں پر اس کی براؤن آنکھیں سب کچھ بتا دیتی ہیں۔میر سے ان دونوں کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔دونوں اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے۔حرم کو تو جیسے صدمہ لگ گیا نہ اس نے کوئی سوال کیا اور نہ ہی اس کی آنکھ سے کوئی آنسو بہا۔وہ گم صم سی بیٹھی تھی اس کے دماغ میں کچھ سوالات گردش کرنے لگے۔

''چچی ماما کے بارے میں جو کچھ بھی کہتی تھیں کیا وہ سچ تھا؟کیا واقعی میری ماں نے کسی کا گھر اجاڑا ہے۔مجھے دکھ نہ ہو کیا تبھی دادو نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔دل کانپ رہا تھا پر اندر کہیں دور سے آواز آ رہی تھی۔میری ماں ایسا

کبھی نہیں کر سکتیں۔"

اب ان تمام سوالات کے جواب گلاب دادو سے ہی ملنے تھے۔اب بات بہت بگڑ چکی تھی پر بات تو بگڑنی تھی بات ہی کچھ ایسی تھی۔

☆.....☆.....☆

ایم بی بی ایس کی ڈگری ملنے کے بعد سب ڈاکٹرز بن چکے تھے اور سب کہیں نہ کہیں جاب بھی کر رہے تھے۔ جیسے میر اور مشال ڈاکٹر اکرم کے ہاسپٹل میں جاب کر رہے تھے وہ بھی تنخواہ سمیت۔

ابیر نے بھی ایک ہاسپٹل جوائن کر لیا تھا پر جلد ہی وہ ڈاکٹر اکرم کے ہاسپٹل میں جاب کرنے لگا۔اس ایک مہینے میں وہ ہاسپٹل میں بہت مشہور ہو گیا تھا۔سب اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ابیر کا اپنے پیشے سے مخلص پن دیکھ کر ڈاکٹر اکرم بہت فخر سے سب کو بتاتے تھے کہ یہ میرا اسٹوڈنٹ ہے۔ان دنوں وہ اٹلی جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ان کچھ مہینوں میں وہ میر کے ساتھ ایک ہاسپٹل میں ضرور تھا پر اس سے بات نہیں کرتا تھا۔وہ بس اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

سب اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو گئے تھے پر اگر کوئی وہیں کا وہیں تھا تو وہ تھی حرمین عارش جواب ایک بار پہلے پھر حرمین بن چکی تھی۔

جس شخص نے اسے اندھیروں سے نکال کر دنیا سے روبرو کروایا تھا وہی شخص اسے دوبارہ اندھیروں میں چھوڑ گیا تھا۔اپنے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اس نے اب تک کوئی ہاسپٹل جوائن نہیں کیا تھا۔پانچ مہینے گزرنے کو تھے پر اس کی ٹانگ اب تک ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ابیر جو کچھ مہینے پہلے اٹلی جانے والا تھا وہ اپنے مریضوں کی وجہ سے نہیں گیا تھا۔پر اب اس نے جانے کا ارادہ کر لیا تھا وہ یہاں گھٹ گھٹ کر نہیں مرنا چاہتا تھا۔وہ یہاں نہیں جی سکتا تھا وہ ایک بار پھر مر چکا تھا اور دوبارہ جینا نہیں چاہتا تھا۔

آج حرم کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی اس کی ٹانگ اب کچھ ٹھیک تھی پر اندر سے وہ بالکل ٹوٹ چکی تھی وہ اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا وہ زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی۔جب کسی کے قدموں کی آہٹ اس کے کانوں سے ٹکرائی کوئی کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرے کی لائٹ آن کرنے والا تھا جب وہ بولی۔

''نائیرہ آپی پلیز لائٹ مت آن کیجیے گا۔'' مجھے اب اس اندھیرے میں ڈر نہیں لگتا، اندھیرے میں سچائی نظر نہیں آتی..... یہ روشنی میری زندگی کے اندھیرے کو ختم نہیں کر سکتی۔

''حرم کیا ہوا ہے تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟'' سعد کی آواز پہ وہ چونکی۔

''سعد۔'' اس نے آہستہ سے نام پکارا۔

''سعد بنا لائٹ آن کیے اس کے سامنے نیچے زمین پر بیٹھ گیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھنے لگا۔'' ''تم کیوں رو رہی ہو؟'' آنسو بہنے میں مزید روانی آ گئی۔

''حرم کچھ تو بتاؤ۔'' اس نے پھر نرمی سے پوچھا۔ وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔ کچھ نہیں تم جاؤ یہاں سے۔ وہ تلخ لہجے میں بولی۔

''پر کیوں..... کوئی پریشانی ہے؟'' سعد نے اس کی سوجی سوجی سرخ آنکھوں اور خراب موڈ کی وجہ پوچھی۔

''کوئی پریشانی نہیں ہے بس ایسے ہی آج کل میرا اندھیرے میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔''

''ویسے بہت عجیب دل ہے تمہارا، اب تمہاری ٹانگ کا درد کیسا ہے؟''

''اللہ کا شکر ہے بہتر ہوں، وہ اپنے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔''

''میں یہ کھڑکی کھول دیتا ہوں باہر بہت اچھی ہوا چل رہی ہے کھڑکی کھلنے کے باعث کمرے میں ہلکی سی چاند کی روشنی پھیل گئی۔ حرم تم نے اپنا گفٹ کھول کر دیکھا؟''

''نہیں۔'' وہ سنجیدگی سے بولی۔

''تو دیکھو۔'' اس نے فوراً حکم دیا۔

''وہاں الماری میں ہے۔ حرم الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ سعد الماری کی جانب بڑھا اور گفٹ نکالنے لگا کیا یار کتنی سست ہو تم میں کتنے دل سے تمہارے لیے یہ گفٹ لایا تھا اور اتنے مہینے گزر گئے تم نے اب تک نہیں دیکھا۔'' اس نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

''تم جانتے ہو میں پچھلے کتنے مہینوں سے بستر پر لیٹی ہوں۔ جب ٹھیک ہوتی تب دیکھ لیتی۔ اس نے فوراً جواب دیا جیسے جواب اس کی زبان پر ہی رکھا تھا۔''

''اب ٹھیک ہو، چلو اب دیکھو اس نے پیک گفٹ اس کی جانب بڑھایا۔''

''سعد یہ اتنا بڑا ڈبہ کیوں ہے؟ میں کچھ اندازہ بھی نہیں لگا پا رہی ہوں کہ اس میں کیا ہوگا۔''

''خود دیکھ لو۔''

حرم نے آہستہ آہستہ بہت ہی نفاست سے گفٹ کی پیکنگ کھولی اور گفٹ دیکھتے ہی ایک بار پھر اسے ابیر کی یاد آئی۔

''گٹار۔'' وہ آہستہ سے بولی۔

''ہاں میں جانتا ہوں تمہیں گٹار بجانا نہیں آتا پر یہ مجھے بہت اچھا لگا تھا تو میں ڈیکوریشن کے طور پر تمہارے لیے لے آیا۔'' کیسا لگا؟ وہ اس پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔ وہ گٹار ہاتھ میں لے کر اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ بہت اچھا ہے۔

اب وہ گٹار ہاتھ میں لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی اور اس رات کے اندھیرے میں چاند کو دیکھنے لگی جو بادلوں کے سنگ چھپن چھپائی کھیل رہا تھا۔ وہ ہاتھوں میں گٹار تھامے وہی دھن بجانے لگی جو اسے ابیر نے سکھائی تھی اور یہ دھن اس کے اندر کا دکھ بیان کر رہی تھی۔ یہ دھن ابیر سے محبت بیان کر رہی تھی۔

اسے گٹار بجاتا دیکھ سعد کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ نائیرہ وہاں سے گزر رہی تھی تو دھن کی آواز سن کر اس کے کمرے میں چلی آئی۔

''یہ دھن کون؟'' سامنے بیٹھی حرم کو گٹار بجاتا دیکھ کر وہ بھی دنگ کر رہ گئی۔

''حرم یہ تم نے کہاں سے سیکھی؟''

''ابیر نے سکھائی تھی۔'' وہ بھی یہی دھن بجاتا تھا۔ ہوتے ہیں نا کچھ لمحے ایسے جب انسان خود پر سے اختیار کھو دیتا ہے وہ بھی بے اختیاری کے ایسے ہی لمحات تھے۔ سعد کی نگاہیں یوں ہی اس طرف اٹھیں اور پھر جھکنا بھول گئیں۔ وہ حیران تھا یہ وہ حرم نہیں تھی جس کے جو دل میں ہوتا تھا وہی زبان پر۔ اب اسے کیا ہو گیا ہے جو یہ ہم سے چھپانے لگی ہے۔ جب سے سعد آیا تھا ہمیشہ اسے خاموش ہی پایا تھا۔ اسے چپ سی لگی ہوئی تھی اداسی تو

جیسے اس کے سراپے میں رچ بس گئی تھی۔ وہ جانے کب سے اکیلی اس کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی اس کی آنکھیں سوج کر سرخ ہو چکی تھیں۔

''حرم تم اس دھن میں اس شخص کو ڈھونڈ رہی ہو جو رات کے اندھیرے میں کہیں چلا گیا ہے؟''

''یہ ابیر کون ہے اور کون شخص چلا گیا ہے یہ سب کیا ہو رہا ہے کوئی مجھے بتائے گا سعد ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔''

''تم ابھی چپ رہو مجھے حرم سے بات کرنے دو۔''

''حرم تم مانو یا نہ مانو یہ دھن اس بات کا ثبوت ہے کہ ڈاکٹر حرمین کو ڈاکٹر ابیر سے محبت ہو گئی ہے۔ ورنہ اتنی مشکل دھن تم اتنی آسانی سے تو نہیں بجا سکتیں۔ وہ بھی کسی کی یادوں میں کھو کر اس کی سکھائی ہوئی دھن بجانا۔ اس بات کی علامت ہے کہ تمہیں اس سے محبت ہے۔''

''واٹ! حرم کو محبت؟'' سعد کو صدمہ سا لگا۔ نائیرہ نے اسے گھورا۔ میں نے کہا نا خاموش رہو۔

''حرم محبت پہ کسی کا کوئی اختیار نہیں ہے یہ تو کبھی بھی کہیں بھی کسی سے بھی ہو جاتی ہے اور تم تو جانے کب سے اس سے محبت کرتی تھی پر تم کبھی جان نہیں پائی۔ تم ایسی لڑکی ہو جسے ہر چیز سمجھنا پڑتی ہے محسوس کروانا پڑتی ہے۔ بلوانا پڑتی ہے۔'' سعد اب بھی ان دونوں کو حیران کن نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''نائیرہ آپی! محبت ہاتھ میں پہنی ہوئی چوڑی کی مانند ہوتی ہے سنورتی ہے کھنکتی ہے اور کھنک کر ٹوٹ جاتی ہے اور میری محبت کی چوڑی ٹوٹ چکی ہے'' وہ کھوئے کھوئے سے انداز میں بولی۔

''حرم تم نے اب تک یہ محبت کی چوڑی پہنی ہی نہیں ہے اور بنا چوڑی پہنے ٹوٹ نہیں سکتی۔ تم نے کبھی اپنے اندر کی محبت محسوس کی ہی نہیں ہے۔'' حرم کچھ خاموش رہی پھر دھیمی آواز سے بولی۔

''ہاں شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے محبت کر بیٹھی ہوں۔ مجھے ہر چیز میں اس کی کمی محسوس ہوتی ہے اس کے بنا میں ادھوری ہوں مجھے اب سب سمجھ میں آ رہا ہے کہ وہ کیوں میری اتنی پرواہ کرتا تھا۔''

سب پرانی خوبصورت یادیں اور میر کی ابیر کے بارے میں بتائی ہوئی باتیں کسی فلم کی اسٹوری کی طرح اس

کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی تھیں جس دن ابیر نے اسے اسد سے بچایا تھا اسی دن اسی پل اس معصوم سی لڑکی کے دل کی زمین پر ابیر کی محبت کا ایک خودرو پودا بھی اگ آیا تھا۔لیکن اب جو اس پودے میں نئے پھول کھلے تھے ان کے رنگ بالکل ہی الگ اور انوکھے تھے۔

☆.....☆.....☆

حرم انسان کی زندگی بہتی ہوئی ندی کی مانند ہے۔زندگی میں ایک دفعہ گزر جانے والے لمحات بہہ جانے والے پانی کی طرح واپس نہیں آسکتے۔جس طرح ندی میں گرنے والا خس و خاشاک پانی کی وسعتوں میں جذب ہو جاتا ہے اسی طرح زندگی کے ملنے والے غم دکھ اور صدمے اس میں مدغم ہوتے رہتے ہیں۔

کچھ صدمے اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ وہ انسان کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں انسان کی پرسکون زندگی میں ہلچل مچا دیتے ہیں پھر وقت کی لہریں آہستہ آہستہ زندگی کو معمول پر لے آتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سمند رمیں بھاری پتھر گرنے سے خلا پیدا ہوتا ہے۔پھر تلاطم کے ساتھ لہریں پیدا ہوتی ہیں اور آخر کار وہ بھی معدوم ہو جاتی ہیں اور یادیں انسان کی زندگی پر اس طرح مسلط رہتی ہیں جس طرح ایک ہلکی سی لکڑی سطح آب پر حاوی رہتی ہے۔

''ہوں۔بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔''

''اچھا حرم!تمہیں پتا ہے کچھ روز پہلے ہمارے یہاں ابیر کے ڈیڈی آئے تھے۔''

''حرم چونکی۔نہیں۔پر کیوں؟''

''یہ مجھے نہیں پتا دادو کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر حیرانی بھرے تاثرات نمودار ہوئے تھے اور وہ بنا کچھ کہے فوراً چلے گئے تھے۔''ان کے جانے کے بعد دادو خاصی پریشان دکھائی دے رہی تھیں۔جب میں نے پوچھا تو انہوں نے مجھے کچھ بتایا ہی نہیں۔

''اچھا۔''وہ الجھتے ہوئے بولی۔

''حرم تمہاری ٹانگ اب تک اچھے سے ٹھیک نہیں ہوئی ہے تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے اب آؤ لیٹ جاؤ۔

''آپ جائیں میں لیٹ جاؤں گی ابھی مجھے چاند اور بادلوں کا کھیل دیکھنا ہے اس نے گردن باہر کی جانب

گھمالی۔''

''ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔''

مجھے کوئی کچھ کیوں نہیں بتا رہا ہے۔طویل خاموشی کے بعد وہ ایک بار پھر سے بولا۔

''تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں بتاتی ہوں۔'' نائیرہ اس کا ہاتھ تھامے تیزی سے وہاں سے چلی گئی۔کئی گھنٹے بیت چکے تھے وہ ایسے ہی خاموشی سے چاند کو تک رہی تھی۔کچھ یاد آنے پر اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

میر فون پر بتا رہا تھا کہ ابیر کل اٹلی کے لیے روانہ ہو رہا ہے مجھے ہمیشہ کے لیے تنہا چھوڑ کر جا رہا ہے پر میں اسے نہیں جانے دوں گی۔بس بہت ہو گیا میں اب اور برداشت نہیں کر سکتی میں اور گھٹ گھٹ کر نہیں مر سکتی اس سے پہلے کہ وہ چلا جائے مجھے اس سے بات کرنی ہو گی۔

محبت اور خوشیاں سب کے دروازے پہ دستک دیتی ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں وہ فوراً آگے بڑھ کر انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور کچھ بیوقوف ساری عمر تقدیر کو روتے رہتے ہیں یہ بھول جاتے ہیں کہ کبھی خوشیوں نے انکا در بھی کھٹکھٹایا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ مایوس ہو کر لوٹ جائے مجھے اس روٹھے ہوئے کو منانا ہو گا۔

ابھی دیر نہیں ہوئی میں اس روٹھے ہوئے کو منا لوں گی۔میں چپ چاپ بیٹھ کر اس پل کا انتظار نہیں کروں گی جب زندگی میرے لیے پچھتاوا بن جائے گی۔میں ابھی اور اسی وقت اپنے دل پہ دستک دیتی اس محبت کو خوش آمدید کہتی ہوں۔پتا نہیں میں صحیح ہوں یا غلط پر میرا دل مطمئن ہے۔مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے پہلی بار اپنے دل کی خوشی کے لیے کوئی اچھا فیصلہ کیا ہے۔

وہ اتنی آسانی سے مجھے بیچ راستے میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا میں اسے نہیں جانے دوں گی۔میں اس سے بات کرنے ابھی اور اسی وقت جاؤں گی۔وہ خود سے ہمکلام تھی۔

بادلوں سے سجا آسمان برسنے لگا۔شاید یہ برسات اسے روکنا چاہتی تھی پر وہ رکنے کے موڈ میں نہیں تھی آج یہ تیز برسات اسے نہیں روک سکتی تھی۔وہ لنگڑاتے ہوئے الماری کی جانب بڑھی اور ہینگر میں لٹکا ہوا لمبا سا کوٹ نکال کر پہننے لگی۔آہستہ آہستہ لنگڑاتے ہوئے پچھلے دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔بادل اسی طرح برس رہے تھے وہ باہر سڑک پر کھڑی ایک نظر اپنے گھر کو دیکھنے لگی۔

ان سات سالوں میں بھی وہ باہر پھرنے کی عادی نہیں ہوئی تھی اور وہ نہ ہی کبھی باہر کی دنیا پھری تھی۔ اپنے گھر سے نکلتے وقت اس نے خوب دعائیں کہ تھیں کہ اسے کہیں رلنا نہ پڑے.....ابیر کے گھر کا مکمل ایڈریس اسے معلوم نہ تھا۔

میں نہیں جانتی میں رات کے اس پہر صحیح سلامت گھر واپس لوٹوں گی بھی یا نہیں پر اگر میں نے اسے آج نہیں روکا تو میں اسے ہمیشہ کے لیے کھودوں گی۔ وہ روتے ہوئے اس اندھیرے میں سنسان سڑک پر بہت آگے تک نکل آئی تھی۔ وہ اسے راستے سے اسلام آباد میڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج جایا کرتی تھی اسے اتنا ضرور معلوم تھا کہ ابیر کا گھر کالج کے راستے میں ہی ہے۔ وہ چلتے چلتے تھک گئی اور گردن جھکائے کچھ دیر وہیں کھڑی ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسو اب بھی جاری تھے اس کی ٹانگ میں شدید درد ہونے لگا تھا۔ میں ہار نہیں مان سکتی۔ مجھے ہمت کر کے چلنا ہوگا۔ اس نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا، بارش کی بوندیں اس کے دلکش چہرے پر گرنے لگیں اور اس کے آنسو ان بوندوں میں کھونے لگی۔

اللہ پاک میری مدد کریں مجھے ابیر تک پہنچا دیں۔ میری ہمت نہیں ٹوٹے میں اپنے ارادے میں کامیاب ہوجاؤں۔ وہ ایک بار پھر سے لنگڑاتے ہوئے چلنے لگی۔ اس سنسان سڑک پر بہت دور ایک چھتری دکھائی دے رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کوئی شخص ہاتھ میں چھتری لیے چلتا ہوا جا رہا تھا۔ اس کی ٹانگ میں درد ہونے کی وجہ سے وہ بہت مرے مرے قدموں سے چل رہی تھی۔ کچھ دیر چلتے ہوئے اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اسے ڈر لگنے لگا وہ بہت خوفزدہ ہوگئی۔ اس نے بہت ہی ہمت کا مظاہرہ کیا اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھنے لگی جبکہ تیز تیز چلنا فی الحال تو اس کے لیے ناممکن تھا۔

اسے محسوس ہوا کوئی تیز قدموں سے اس کے پیچھے آ رہا ہے اپنا درد بھولتے ہوئے اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ اتنی ہمت نہ ہوئی کہ مڑ کر ایک بار پیچھے ہی دیکھ لے۔ وہ چھتری والا شخص اس کے کافی نزدیک تھا اور اپنی ہی دھن میں سیدھا چلتا ہوا جا رہا تھا۔ حرم بھاگتے ہوئے اس سے ٹکرائی۔ اس کے ٹکراتے ہی اس شخص کو کسی کی شدد سے یاد آئی۔ وہ زمین پر گر گئی۔ وہ اندھیرے میں ایک دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہے تھے۔

''کیا آپ ٹھیک ہیں؟'' حرم نے ہاتھ اٹھا کر اپنی پچھلی طرف اشارہ کیا۔

''کیا آپ کے پیچھے کوئی تھا؟'' وہ اس طرف دیکھنے لگا۔اچانک کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔

''وہاں تو کتے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے شاید آپ ڈر گئی ہیں۔آپ اتنی تیز بارش میں کہاں جا رہی ہیں؟'' وہ زمین پر اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔حرم بنا کوئی جواب دیے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پر ٹانگ کی وجہ سے وہ اٹھ نہیں پا رہی تھی۔

اس شخص نے محسوس کیا تو اسے اٹھانے لگا اس کو چھوتے ہی اسے ایک جانا پہچانا احساس ہوا۔وہ کھڑے ہونے سے پہلے ہی بے ہوش ہوگئی۔

''ہیلو مادام! اٹھیں کیا ہوا آپ کو؟ وہ آپ .....وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوگیا۔''اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

''اف! یہ تو لگتا ہے بے ہوش ہوگئی ہیں۔اس نے گردن گھما کر اپنے دائیں بائیں دیکھا دور کہیں ہلکی سی روشنی نظر آئی وہ حرم کو گود میں اٹھائے اس روشنی کی جانب بڑھنے لگا۔جب قریب پہنچا تو دیکھا وہ ایک ڈھابہ تھا جو بند تھا وہاں ایک بینچ پر اس نے حرم کو لٹا دیا۔اس کا چہرہ اس کے بالوں سے چھپا ہوا تھا۔'' وہ اس کے چہرے پر آئے بال ہٹانے ہی والا تھا جب وہ بلب بند ہوگیا اور وہ ہلکی پھلکی روشنی بھی ختم ہوگئی۔

''اف ہو! اب اس بلب کو کیا ہوگیا؟'' کچھ ہی دیر میں اسے اپنی جیب میں رکھے ٹارچ کا خیال آیا تو اس نے فوراً اپنی جیب سے ٹارچ نکالی،ایک چھوٹی سی ٹارچ اس نے ٹارچ آن کر کے جیسے ہی اس کی طرف کی ٹارچ کی روشنی سیدھا اس کی ٹانگ پر پڑی۔اس کی ٹانگ شدید زخمی تھی خون میں لت پت اور پھر اس نے اندازہ لگا لیا۔ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تبھی یہ بے ہوش ہوگئیں۔ابھی وہ اس کی ٹانگ دیکھ ہی رہا تھا کہ کچھ جملے اس کے کان سے ٹکرائے وہ بے ہوشی کی حالت میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

''ابیر مت جاؤ.....پلیز مت جاؤ۔''اس کے جسم میں سنسنی دوڑی۔فوراً ٹارچ اس کے چہرے پر کرتے ہوئے اس کے چہرے پر آئے بال ہٹانے لگا۔اسے دیکھتے ہی وہ حیران و پریشان رہ گیا۔

''حرم! میں یہیں ہوں آنکھیں کھولو۔''اس کی یہ حالت دیکھ کر ابیر کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔دل کے کسی کونے میں دفن محبت پھر سے بحال ہوئی۔

''حرم اٹھو یہ دیکھو میں کہیں نہیں جا رہا، میں تمہارے پاس ہی ہوں میں نے اللہ سے تمہاری زندگی مانگی ہے تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔'' بے ساختہ اس کے لبوں سے جملے ادا ہونے لگے۔ اس کا نچلا ہونٹ کپکپانے لگا، اس کی حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ حرمین عارش نے ایک بار پھر زخمی حالت میں تیز برسات میں اس پہر سنسان سڑک پر نکل کر اسے حیرت میں ڈال دیا تھا۔

''چشمش! اتنی ہمت کہاں سے آئی تم میں؟'' آج کئی عرصے بعد اس نے اسے چشمش کہا تھا۔ وہ اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ آج حرم اس گھر میں آ گئی تھی جہاں وہ کبھی اسے لانا نہیں چاہتا تھا۔ آج اسے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں تھی وہ خود ایک ڈاکٹر تھا اور حرم کا علاج بخوبی کر سکتا تھا۔

اس نے اس کی ٹانگ کا خون صاف کرتے ہوئے بینڈیج وغیرہ کی۔ باہر اب بھی بہت تیز بارش ہو رہی تھی۔ کسی مریض کی حالت سیریس ہو جانے کے باعث آدھی رات کو ہاسپٹل گیا تھا اور کار خراب ہونے کی وجہ سے پیدل گھر کو واپس آ رہا تھا۔

وہ سر پر ٹوپی رکھے جائے نماز پر نوافل ادا کرنے کے بعد ہاتھ اٹھائے اس کی تندرستی کی دعا کر رہا تھا آنکھوں میں بے شمار آنسو تھے۔ وہ رات بھر حرم کے سرہانے بیٹھا اس کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتا رہا تھا۔ اسے بہت تیز بخار ہو رہا تھا۔ رات بھر بادل خوب برسے تھے اب آسمان صاف تھا۔ فجر کی اذان پورے گھر میں سنائی دینے لگی۔ ساری رات جاگنے کے باعث اس کی آنکھوں میں سرخیاں تیر رہی تھیں۔ وہ اب بھی بے ہوش تھی۔

ابیر کی پریشانی میں مزید اضافہ ہوا۔ کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بے چینی سے چکر کاٹنا شروع کر دیے اور دل ہی دل میں حرم کے لیے دعائیں کرنے لگا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا وہ سفید ٹوپی پہنتے ہوئے باہر کی جانب چل دیا اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی حرم کو ہوش آ گیا۔ اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی، آنکھوں کے سامنے سب کچھ دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ جب مکمل آنکھیں کھلیں تو اس نے اپنی نظر پورے کمرے میں دوڑائی اور کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

ابیر کا کمرہ بڑی نفاست سے سجا ہوا تھا۔ جنوبی دیوار پر لگا خوبصورت سا گٹار اور اس سے کچھ فاصلے پر بڑا سا بک شیلف جس میں کئی کتابیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ پھر اس کی توجہ ایک طرف دیوار میں ہی بنی شیشے کی

الماری نے اپنی طرف کھینچ لی۔ اس میں بڑی مختلف ٹرافیاں کسی کی جیت کی داستانیں سنا رہی تھیں۔ کئی شیلڈز بڑے فخر کے ساتھ سجی ہوئی تھیں۔

حرم کی نظر بے اختیار سامنے دیوار پر لگی تصویر پر پڑی۔ ابیر کی تصویر جو بہت قریب سے اچانک کھینچی گئی تھی۔ بے تحاشہ ہنسنے سے اس کی براؤن آنکھوں میں آیا شفاف پانی ہنستے ہنستے اس کا ہاتھ اس کے دائیں گال پر آ کر ٹھہر گیا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑی وہ چین نما گھڑی جھانک رہی تھی۔ مشرقی دیوار کے پاس اسٹڈی ٹیبل رکھا ہوا تھا جس پہ لیپ ٹاپ کے ساتھ کچھ کتابیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

حرمین کو سخت بخار ہونے کی وجہ سے چکر آنے لگے اور اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔

ابیر نماز پڑھ کر آ چکا تھا اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں شاید وہ بھی رات بھر روتا رہا تھا۔ اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس نے میر کو فون کیا۔ وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ بہت دیر فون بجتے رہنے کے بعد اس نے فون اٹھایا۔

''میر فون ریسیو کرنے میں تمہیں اتنی دیر کیوں لگی۔ کیا تم نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔'' میر مسجد میں ہی تھا پر خاموش تھا۔

''کیا تم نے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے؟''

''تم کون ہوتے ہو مجھ سے سوال کرنے والے، میری مرضی میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔'' اس نے دو ٹوک جواب دیا۔

''میر! میں جانتا ہوں تم مجھ سے غصہ ہو پر نماز تو مت چھوڑو۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم کسی بھی حال میں نماز نہیں چھوڑو گے تم نے بھی تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم میری بہن کو کبھی رونے نہیں دو گے۔''

''میرے گھر آؤ اور اپنی بہن کو یہاں سے لیکر جاؤ۔''

''کیا مطلب؟ حرم تمہارے گھر..... اسے فجر میں ہی تارے نظر آ گئے۔''

''تمہاری بہن! آدھی رات کو بیچ راستے بے ہوش پڑی تھی اور اب بھی بے ہوش ہے اس سے پہلے کہ وہ مر جائے اور الزام میرے سر آ جائے اسے یہاں سے لے جاؤ۔'' اگلے بیس منٹ بعد ہی میر اس کے گھر پہنچ گیا۔ حرم کی آنکھیں بند تھیں۔

''حرم!'' میر نے اسے پکارا۔

''یہ بے ہوش ہے۔تمہاری آواز نہیں سن سکتی۔'' میر کی نظر اس کی ٹانگ پر پڑی۔اس کی ٹانگ کو کیا ہوا؟

''میر نہیں جانتا تھا کہ ایکسیڈنٹ کے بعد سے وہ اب تک ٹھیک نہیں ہوئی تھی وہ جب بھی اس کے گھر فون کر کے اس کی خیریت معلوم کرتا تھا وہ یہی کہتی تھی کہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

''مجھے کیا پتا؟'' وہ لاپروائی سے بولا۔

''کہیں تم نے اپنا بدلہ لینے کے لیے بیچ راستے اسے اپنی کار سے ٹکر تو نہیں ماردی؟''

''مجھے اگر بدلہ لینا ہوگا تو میں اس سے زیادہ کچھ بڑا کروں گا۔اب اٹھاؤ اسے اور چلتے بنو۔''

''ابیر تم بہت سیلفش ہو گئے ہو اسے اس وقت ابیر پر بہت غصہ آ رہا تھا۔'' کیا تمہیں ذرا بھی ترس نہیں آ رہا اس لڑکی پر؟

''کیوں مجھے کیوں اس پر ترس آئے گا کیا اس کی ماں کو ترس آیا تھا میری ماں پر؟''

''تم سے تو بات کرنا ہی بیکار ہے۔''

''ہاں تو مت کرو بات میں نے تمہیں یہاں باتیں کرنے کے لیے نہیں بلایا ہے۔'' حرم اب بھی بے ہوشی کی حالت میں اس کا نام بڑبڑا رہی تھی۔

محبت کی سزا کیا بے مثال دی اس نے

روز مرنے کی عادت ڈال دی اس نے!

''ابیر حالت دیکھو حرم کی کیا تمہیں اب بھی اس پر ترس نہیں آ رہا کیا تم اب بھی اپنی ضد پر قائم ہو۔'' وہ خاموش تھا واقعی اس سے حرم کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی تبھی وہ چاہتا تھا کہ حرم جلد ہی یہاں سے چلی جائے۔حرم کی یہ حالت دیکھ کر وہ اپنے ارادوں میں کمزور پڑ رہا تھا وہ اندر سے جتنا بھی رحم دل تھا پر اس وقت خود کو ظالم دکھانا بہت ضروری تھا۔حرم کو ہوش آنے لگا تھا اس کی آنکھیں کھلتی دیکھ کر ابیر نے سکون کا سانس لیا تھا اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگا تھا۔

''حرم اب کیسی طبیعت ہے؟'' میر نے آگے بڑھ کر طبیعت معلوم کی۔

''ہاں۔بس ٹھیک ہے''

''میں کہاں ہوں؟''اس نے فوراً بیڈ سے اٹھنا چاہا تو اس کے قدم لڑکھڑائے۔ابیر اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ میر نے فوراً اسے پکڑ لیا۔حرم آرام سے۔

''ابیر۔''اس نے اسے پکارا۔ابیر کا دل چاہا فوراً آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لے اور اسے گلے سے لگا کر کہے۔''حرم فکر مت کرو میں یہیں ہوں تمہارے پاس.....

حرم اب ابیر ہمارا کچھ نہیں لگتا چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔''

''پر میں یہاں کیسے؟''

''شاید.....ڈاکٹر ابیر نے اپنا بدلہ پورا کرنا تھا تبھی تمہیں اپنی کار سے ٹکر ماردی اور پھر تمہیں اٹھا کر گھر لے آئے انہیں احسان کرنے کا بہت شوق ہے۔''وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔''لیکن ڈاکٹر ابیر ہمیں آپ کا کوئی احسان نہیں چاہیے۔یہ لو اپنی فیس میر نے اپنے والٹ سے کچھ پیسے نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیے۔اور حرم کو وہاں سے لے کر چلنے لگا۔''

حرم کچھ یاد آنے پر وہیں رک گئی۔اس نے مڑ کر ابیر کی جانب دیکھا۔ایسا نہیں ہوسکتا۔یہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ کسی سے محبت کرتے ہیں وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتے وہ ہمیشہ اس کی لمبی عمر کی دعا کرتے ہیں۔ابیر نے بھی یہی کیا۔

ابیر چونکا۔''اسے کیسے پتا؟''

''مجھے ہلکا ہلکا سا یاد آ رہا ہے جب میری ہلکی سی آنکھ کھلی تھی تب کوئی جائے نماز پر بیٹھا دعا مانگ رہا تھا۔بے ہوشی کی حالت میں، میں پہچان نہیں پائی تھی یہ کون ہے جو جائے نماز پہ بیٹھا ہے اور مجھے یہ بھی یاد ہے مجھے کسی کار نے ٹکر نہیں ماری میرے پیچھے کوئی لگ گیا تھا میں دوڑ رہی تھی اور اچانک کسی شخص سے ٹکرائی اور بے ہوش ہوگئی تھی۔''

میں جانتا ہوں ابیر تم کتنی پرواہ کرتے ہو حرم کی اور یہ بھی اچھے سے جانتا ہوں تم پوری رات سکون سے نہیں رہے ہوگے اور جائے نماز پہ بیٹھے رہے ہوگے۔انشاءاللہ!تم بہت جلد اپنی ضد چھوڑ کر حرم سے اپنی محبت کا اظہار

کرو گے۔وہ اسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچ رہا تھا۔

''اب تم لوگ یہاں سے جاؤ گے یا میں تم لوگوں کو باہر پھنکواؤں۔'' وہ تلخ لہجے سے بولا۔

حرم کے بیمار چہرے پر سرخیاں دوڑنے لگی تھیں۔وہ مزید حرم کا یہ حال نہیں دیکھ سکتا تھا وہ تیز تیز قدم اٹھائے وہاں سے چلا گیا۔جس لڑکی کی آنکھ میں وہ ایک آنسو بھی نہیں دیکھ سکتا تھا وہ وہیں روتی رہ گئی۔وہ تکلیف میں تھے وہ دونوں ہی بہت تکلیف میں تھے۔

حرمین عارش چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی اس شیشے کی الماری کی طرف بڑھی۔

''ابیر بہت ذہین تھا ناں؟'' اس نے ذرا سی گردن موڑ کر کھوئے کھوئے انداز میں پوچھا۔

''بہت.....بہت ذہین اور ایکٹو تھا۔'' وہ مسکرایا۔

''اسٹڈیز،اسپورٹس،ڈیبیٹس اور ہر طرح کے مقابلے میں نمبر ون پوزیشن پر جیسے پہلے ہی سے اس کا نام لکھا ہوتا تھا اور یہ دوستی بھی ہمیشہ ذہین لوگوں ہی سے کرتا تھا،لیکن جب بات مقابلے کی ہوتی تھی تو کبھی برداشت نہیں کر پاتا تھا کہ کوئی اس سے آگے نکلے اگر کبھی کسی مقابلے میں سیکنڈ آجاتا تو اسے کوئی غم نہ ہوتا ابیر مجھ سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میں جیتنے کے لیے مقابلے میں حصہ نہیں لیتا میں تو انجوائے کے لیے حصہ لیتا ہوں پر جیت اپنے آپ جاتا ہوں۔اگر کبھی میں نے یہ تمام Activities چھوڑ دیں تو میں انہیں کبھی مس نہیں کرونگا بلکہ یہ Activities مجھے مس کریں گی۔''

''پر جب تم اس کی زندگی میں آئیں تب جانتی ہو کیا ہوا؟'' حرم نے اپنا رخ میر کی جانب کرلیا۔جب تم ابیر کی زندگی میں آئیں تو اس کی وہ آنکھیں جن میں اپنی کامیابی پہ دیپ جلتے تھے وہ تمہاری کامیابیوں پر روشن ستارے بننے لگیں۔اس کی وہ دعائیں جن میں اپنی خوشی مانگتا تھا اب ان میں اپنے رب سے تمہاری خوشیوں کی دعائیں مانگنے لگا تھا۔

بہت محبت کرتا تھا نہیں وہ اب بھی تم سے بہت محبت کرتا ہے حرم پھر اس کی یادوں میں کھو چکی تھی۔

''حرم تمہیں پتا ہے ابیر مجھ سے کہتا تھا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا عورتیں دھوکے باز ہوتی ہیں،بے وفا اور جھوٹی ہوتی ہیں پر جب تم ملی.....تو وہ زندگی کا پل پل تمہارے ساتھ،تمہارے سنگ بتانے کے خواب دیکھنے

لگا۔ میں اسے تنگ کرتا تھا کہ حرم کے آتے ہی تم بے وفا ہو گئے ہو، میں بھی تو تمہارا بیسٹ فرینڈ ہوں پر تم ہمیشہ حرم کے ساتھ رہتے ہو۔اس کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ بکھر گئی۔'' کئی لمحے یوں ہی خاموشی سے سرک گئے

☆.....☆.....☆

صبح کے آٹھ بج رہے تھے نائیرہ لاؤنج میں بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھی حرم کو میر کے ساتھ آتا دیکھ وہ بری طرح چونکی۔حرم تو اپنے کمرے میں تھی پھر باہر.....وہ کچھ الجھن کا شکار ہوئی۔

''تم کہاں گئی تھیں اور یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟'' وہ فکرمندی سے بولی۔

''آپی میں آپ کو سب بتاتا ہوں پہلے آپ بتائیں سب گھر والے کہاں ہیں۔''

''گھر والے تو دو دن سے لاہور گئے ہوئے ہیں اور سعد بھی صبح چلا گیا تھا گھر میں بس میں اور دادو ہیں۔''

''اچھا! حرم تم کمرے میں جاؤ اور آرام کرو۔'' حرم بت بنے کھڑی تھی وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔میر نے تمام بات نائیرہ کو بتائی۔نائیرہ دھنگ کر رہ گئی۔

''حرم تم ایسے کیسے آدھی رات کو تیز برسات میں اکیلی باہر چلی گئی؟'' کیا تمہیں ذرا بھی ڈر نہیں لگا۔

''اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے جو ماما اور اجواء گھر میں نہیں ہیں ورنہ اتنا تماشا کرتیں اور شکر ہے گلاب دادو بھی اب تک سو رہی ہیں۔حرم پلیز! اب تم دادو کو اس بارے میں کچھ نہ بتانا اور اب اپنے کمرے میں جاؤ اور آرام کرو۔'' حرم چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔

''میر تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتی ہوں مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔کچھ ہی دیر میں نائیرہ چائے لے آئی اور وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھ گئے۔''

''میر یہ سب کیا ہے؟'' ابیر کب تک ایسے کرتا رہے گا۔خود بھی تکلیف میں ہے اور حرم کو بھی تکلیف پہنچا رہا ہے آخر وہ چاہتا کیا ہے۔کیا یہ اس کا کوئی بدلا ہے؟

''نہیں نائیرہ آپی وہ خواب میں بھی کسی بدلے ودلے کا سوچ نہیں سکتا، بس وہ ڈسٹرب ہے وہ کسی کی سننا نہیں چاہتا ہے۔آپی وہ حرم سے بہت محبت کرتا ہے پر اپنی ماں کی خاطر وہ اس سے نفرت کرنا چاہتا ہے۔''

''میر! حالات تب تک بہتر نہیں ہونگے جب تک یہ دونوں ایک دوسرے سے کھل کر بات نہیں کر لیتے۔''

''لیکن آپی وہ تو حرم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا'' وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے بولا۔

''آپ کو پتا ہے وہ آج اٹلی جا رہا ہے۔'' نائیرہ جو چائے کا کپ لبوں سے لگائے ہوئے تھے میر کی بات سنتے ہی چائے کسی فوارے کی طرح اس کے منہ سے نکلی۔

''واٹ؟'' وہ جا رہا ہے۔

''ہاں۔'' وہ اداسی سے بولا۔

''Do something Meer'' ہم اسے ایسے جانے نہیں دے سکتے۔

''ہوں..... میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔'' وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

''ہاں..... بولو!''

''آپ گلاب دادو کو کہیں بھیج دیں۔ آپ کی فیملی تو ویسے بھی باہر گئی ہوئی ہے۔ حرم کی طبیعت پہلے ہی خراب ہے تو ہم حرم کی مزید طبیعت خراب کا ابیر سے جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ بھاگتا ہوا آئے گا۔'' پھر شاید ان دونوں کے درمیان کوئی بات ہو جائے۔

''ہوں..... بات تو ٹھیک ہے لیکن جب وہ یہاں آئے گا اور حرم کو ٹھیک پائے گا تو ایسا نہ ہو کہ وہ مزید غصے میں آ جائے اور بات بننے کے بجائے مزید بگڑ جائے۔''

''ہوں..... یہ بات بھی ہے۔'' وہ کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔

''ایک کام کرتے ہیں حرم کو اغوا کرا دیتے ہیں۔''

''No, No! Think Something nice!'' کچھ دیر کی خاموشی کے بعد میر اچانک سے بولا۔ سوچ لیا۔

''واٹ؟''

اس نے بنا کوئی جواب دیے فوراً اپنی جیب سے موبائل نکالا اور ابیر کو کال کرنے لگا، کافی دیر بعد اس نے کال ریسیو کی۔

''ہیلو!''

میر نے اسپیکر آن کر دیا مگر کچھ دیر خاموش رہا۔ اگلی طرف سے ہیلو، کی آواز آ رہی تھی مگر میر خاموش تھا۔

''اب بولو گے بھی یا میں کال کاٹ دوں؟''

''وہ حرم..... میر نے اپنی اداکاری کے جوہر دکھانا شروع کیے۔'' ابیر کا تو جیسے سانس ہی رک گیا۔

''کیا ہوا حرم کو؟''

''وہ حرم!'' وہ آگے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

''میر تمہاری آواز کیوں نہیں نکل رہی ہے تمہارا لہجہ رو دینے والا کیوں ہے؟'' میر خاموش تھا۔

''تم بولتے کیوں نہیں ہو کیا ہوا حرم کو؟ وہ حرم سو سائیڈ.....'' وہ وہیں خاموش ہو گیا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو؟''

''تت..... تم جھوٹ بول رہے ہو۔'' اس کی آواز لڑکھڑانے لگی۔

''حرم جیے یا مرے تمہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، حرم کی ماں کی وجہ سے تمہاری ماں نے سو سائیڈ کی تھی تو آج تمہاری وجہ سے اس عورت کی بیٹی نے سو سائیڈ کر لی۔ آج تمہارا بدلہ پورا ہو گیا اب گھر بیٹھ کر خوشیاں مناؤ''، میر نے ٹھک سے فون بند کر دیا۔

''میر..... میر..... ہیلو!'' ابیر کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔

''حرم تم نے ایسا کیوں کیا؟'' اس کے آنسو بہنے لگے۔

''میں اس سے کبھی کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا میں تو بس خاموشی سے اس سے دور جا رہا تھا۔ وہ اپنا سر پکڑے بیٹھ گیا۔ کیا میں حرم کا قاتل ہوں؟'' میں اب کیسے خود سے نظریں ملاؤں گا۔ اس کا جسم کانپنے لگا اس نے کار کی چابی اٹھائی اور فوراً گھر سے نکلا۔ وہ ڈرائیو کر رہا تھا جب اس کا فون بجا۔ اس نے بنا دیکھے کال ریسیو کی۔

''ڈاکٹر ابیر کہاں ہیں آپ فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے؟''

''ڈاکٹر یاور! میں کچھ ہی دیر میں ایئر پورٹ پہنچتا ہوں۔'' اس نے فون بند کرتے ہی کار کی سپیڈ مزید بڑھا لی۔ کچھ ہی دیر میں وہ اس کے گھر پہنچ گیا۔

''میر! میر۔ وہ مین ہال میں کھڑا چلا رہا تھا جب میر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔''

''حرم کہاں ہے؟'' آنکھوں میں بے شمار آنسو، سرخ آنکھیں، لمبے بال ہمیشہ کی طرح بڑھی ہوئی شیو.....

''وہ.....وہ وہاں!'' میر نے رونی شکل بنا کر اوپر کی طرف اشارہ کیا۔ ابیر چار، چار سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اس کے کمرے کی جانب دوڑا۔ آنکھوں میں آنسو، چہرے پر خوف، کمرے کا دروازہ کھولتے ہی پہلی نظر بیڈ پر لیٹی حرمین عارش پر پڑی۔ جو چادر اوڑھے سکون کی نیند سو رہی تھی۔

''حرم! بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ وہ وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا، اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ چار قدم حرم کی طرف بڑھا سکے اسکا دل کانپ رہا تھا۔''

کچھ دیر وہیں کھڑے رہنے کے بعد اس نے اپنے قدم حرم کی جانب بڑھائے اور بیڈ کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہونٹ کپکپا رہے تھے وہ کچھ بولنا چاہ رہا تھا پر زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ لفظ گلے میں ہی دب رہے تھے۔

''حرم! تت۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟'' آنکھوں سے بہتے آنسو اس کی گالوں پر لکیریں بناتے ہوئے بہہ رہے تھے۔ اس نے مزید کچھ کہنے کے لیے اپنے لب ایک دوسرے سے جدا کیے ہی تھے کہ اس کی نظر حرم کے ہلتے ہاتھ پر پڑی۔

''ہاتھ تو ہل رہے ہیں، مطلب یہ زندہ ہے؟'' اس کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑی۔

''حرم تم زندہ ہو، اس نے فوراً چادر اس کے منہ سے ہٹائی۔'' وہ آنکھیں بند کیے بے ہوشی کی حالت میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر آتے بال ابیر نے اپنے ہاتھ سے اس کی پیشانی سے ہٹائے تو اسے محسوس ہوا۔ حرم کو تو بہت تیز بخار ہے۔ وہ بخار میں تپ رہی تھی اور بے ہوشی کی حالت میں تھی۔

''میر! میر ٹھنڈا پانی لاؤ حرم زندہ ہے۔'' وہ تیز آواز سے چلا رہا تھا۔

''دادو ابیر کو بلائیں!'' وہ بار بار ایک ہی جملہ دہرا رہی تھی۔

''حرم اٹھو یہ دیکھو میں تمہارے پاس ہی ہوں۔''

''ابیر یہیں ہے پلیز ایک بار آنکھیں کھولو، حرم! اس کی کانپتی آواز جانے اور کیا کہنا چاہ رہی تھی پر کہہ نہیں پا رہی تھی۔''

''میر! اسے بولو آہستہ چلائے دادو اٹھ گئیں تو مسئلہ ہو جائے گا۔'' نائیرہ اسے ٹھنڈے پانی کا باؤل دیتے ہوئے بولی۔ میر نے ایک نظر وال کلاک پر ڈالی۔ آپی دس بج رہے ہیں کیا دادو اتنی دیر تک سوتی ہیں؟ وہ تعجب سے بولا۔

''نہیں.....دادو صبح فجر سے پہلے ہی اٹھ جاتی ہیں پر کل شاید دادو کو کوئی پریشانی تھی تبھی انہیں نیند نہیں آ رہی تھی تو انہوں نے Sleeping pills لی تھیں۔ تبھی وہ گہری نیند میں سو رہی ہیں۔''

☆.....☆.....☆

ابیر اس کی پیشانی پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہا تھا۔

''حرم مجھے اس وقت تم سے زیادہ اپنے آپ پر ترس آ رہا ہے۔ میں اپنے ہاتھوں سے بچے کچے رشتے کھونے جا رہا ہوں۔ یہ سب میرے لیے بہت مشکل اور تکلیف دہ ہے پر مجھے خود پر اختیار نہیں۔ تمہاری یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی ہے۔ میں ہر پل اپنے رب سے تمہاری زندگی کی دعائیں کرتا رہا ہوں اور تم مرنا چاہتی ہو۔ میں نے تمہیں بہت تکلیف پہنچائی ہے پر اب جب میں تم سے دور جا رہا ہوں تو تم جانے نہیں دے رہی ہو۔ مجھے امید ہے میرے جانے کے بعد تم خوش رہو گی، اب میری وجہ سے تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔''

''اسد تو تمہاری زندگی سے پہلے ہی نکل چکا تھا اور نوفل۔ اسے تو میں نے اس کے کیے کی سزا دے دی ہے وہ آئندہ لڑکیوں پر تو کیا فیس بک پر بھی کمنٹ کرنے کے لائق نہیں رہا ہے۔ حرم تم ایک ڈاکٹر ہو، اب تمہارے لیے ایک سے بڑھ کر ایک رشتے آئیں گے مجھے امید ہے تمہیں بہت زبردست ہمسفر ملے گا۔ جو تمہارے لائق ہو گا۔ میں جانتا ہوں تم نے مجھے کبھی پسند نہیں کیا اور میرے زبردستی ہاتھ بڑھانے پر مجھ سے دوستی کی، مجھے اپنا دوست بنایا اور ہم بیسٹ فرینڈ بن گئے۔''

''تبھی تمہیں میری یاد آ رہی ہے۔ اگر میں تمہارا دوست نہ ہوتا تو تمہیں ہرگز میری یاد نہیں آتی۔ میں تو تمہیں پسند بھی نہیں اور پسند بھی کیسے ہو سکتا ہوں۔ میں تو تمہارے لائق ہی نہیں ہوں۔'' وہ اداسی سے آنکھوں سے آنسو صاف کرنے لگا۔

''بس کچھ ہی دیر میں میری فلائٹ ہے پر میں وعدہ کرتا ہوں ڈاکٹر ابیر جانے سے پہلے اس مریض کو بالکل

ٹھیک کردے گا اس کے لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ تھی۔ ''حرمین مجھے معاف کردینا ہر اس آنسو کے لیے جو میری وجہ سے تمہاری آنکھ سے بہے ہیں۔ اپنی بات کہتے ہوئے اس نے حرم کی پیشانی کو چھوا، اب بخار کافی حد تک ختم ہو چکا ہے۔ اب مجھے جانا چاہیے اس کے پہلے کہ مجھے اس عورت کو فیس کرنا پڑے بہتر ہوگا کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جانے کے لیے مڑا۔''

''تمہیں کسی کو فیس نہیں کرنا پڑے گا۔'' حرم کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اس نے فوراً مڑ کر حرم کی جانب دیکھا۔ ایک کپکپاتا ہوا ہاتھ اس کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے ابیر نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا تھا اور نہایت بے بسی سے اس بیمار وجود پر اپنی نظریں جما دی تھیں۔

''ابیر! اور ابیر صلاح الدین کی پوری سماعتیں بیدار ہوگئی تھیں لیکن دوسری طرف خاموشی چھا گئی تھی۔''

''حرم..... کہو..... کہو حرم تم کیا کہہ رہی تھیں؟'' لیکن اس نے کچھ نہیں کہا۔ کہنا چاہتی تھی پر پھر بھی کچھ نہیں کہا۔

''ابیر کی آنکھیں اس پر مرکوز تھیں اور پھر بند ٹوٹ گیا اور دریا بہہ نکلا۔'' کچھ دیر کمرے میں خاموشی تھی اور پھر حرم نے خاموشی توڑی دی۔

''ماما۔ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ وہ بہت پہلے ہی مجھے چھوڑ کر جا چکی ہیں۔'' آنکھوں سے آنسو اب بھی بہہ رہے تھے۔

ابیر کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ واٹ! پھوپھو کی ڈیتھ ہوگئی؟

لفظ ''پھوپھو'' پہ وہ چونکی۔

''کیا کہا تم نے؟''

''عافیہ میری پھوپھو ہیں۔ میرے ڈیڈی کی بہن اور تم میری کزن ہو۔ حرمین کا تو جیسے سر ہی چکرا گیا۔ جب سے وہ مارگلہ کی سیر سے واپس آئی تھی ہر روز اس پر کوئی نہ کوئی انکشاف ہو رہا تھا۔''

''ڈاکٹر صلاح الدین میرے ماموں؟''

''ہاں..... مجھے بتاؤ پھوپھو کی ڈیتھ کیسے ہوئی؟'' عافیہ کی موت کی خبر سن کر اس کا دل تھوڑا نرم ہوا۔ حرم کی آنکھوں سے سیلاب اب بھی جاری تھا۔

''جب میں چار سال کی تھی تب ماما، پاپا کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہوگئی تب سے میں دادو کے پاس رہتی ہوں۔ میرا دادو کے علاوہ کوئی نہیں ہے ایک دادو ہی ہیں جو مجھ سے بے انتہا محبت کرتی ہیں جنہوں نے ہمیشہ مجھے پیار دیا ہے۔ میری دادو ہی میرے لیے سب کچھ ہیں۔''

''میرے ساتھ اسفند چاچو کا رویہ شاید اس لیے بہتر ہے کیونکہ میں ایک یتیم لڑکی ہوں۔ لیکن چاچی نے کبھی مجھ سے ہنس کر بات تک نہیں کی ہے اور نہ ہی کبھی مسکرا کر دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھے ذلیل کرنے کا کبھی بھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے انہوں نے ہمیشہ مجھے ماما کی بدکرداری کا طعنہ دیا ہے۔ لیکن میں نے جب بھی ماما کے بارے میں دادو سے پوچھا انہوں نے کبھی کچھ نہیں بتایا۔ اس کے لہجے میں بہت دکھ تھا سب کے ننھیال ہوتے ہیں۔ خالہ، ماموں، پر میرا کوئی بھی نہیں۔ مجھے تو کبھی بھی ان رشتوں کا پیار نہیں ملا۔ میں جب بھی ننھیال کا پوچھا دادو نے وہ بھی نہیں بتایا۔''

''میں بہت دکھی تھی دل میں کئی سوال تھے پر میں نے پوچھنا چھوڑ دیا۔ مجھے لگا جب ٹھیک وقت آئے گا تب خود ہی دادو مجھے سب کچھ بتا دیں گی۔'' ابیر بہت غور سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ چہرہ پر اداسی مزید پھیلی۔

''ابیر میں نہیں جانتی، میری ماما نے تمہاری ماما کے ساتھ کیا کیا ہے پر میرا دل کہتا ہے میری ماما غلط نہیں ہیں۔ جیسا تم اور باقی سب انہیں سمجھتے ہیں۔ میرا دل کبھی جھوٹ نہیں کہتا، مجھے دادو نے کبھی بھی میرے ننھیال یا ماں کے خلاف نہیں بھڑکایا اگر وہ چاہتیں تو میرے دل میں سب کے لیے نفرت پیدا کر سکتی تھیں پر میری دادو ایسی نہیں ہیں۔''

''حرم تم نے مجھے پہلے کبھی یہ سب کیوں نہیں بتایا؟'' وہ دھیمی آواز سے بولا۔

''ہماری جب بھی والدین کے حوالے سے کوئی بات ہوتی تھی کوئی نہ کوئی آ جاتا تھا اور بات ہمیشہ ادھوری رہ جاتی تھی۔'' وہ سنجیدگی سے بولی۔

''اچھا..... اب رونا بند کرو اور آرام کرو تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ باتیں بعد میں بھی ہوتی رہیں گی۔''

''بعد میں کب جب تم ہم سب کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟''

''تم اب کیا چاہتی ہو؟ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ میں ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں۔''

''میری محبت ٹھکرا کر.....'' ابیر کے چہرے پر حیرانی تھی، اس کی نگاہیں اس پہ جم گئیں۔

''تم جا رہے ہو کیونکہ میں تمہارے لائق نہیں؟''

''تت.....تم مجھ سے محبت؟'' خوشی سے کھنکتی آواز سن کر وہ بے ساختہ بولی۔

''ہاں..... ہاں حرمین عارش ڈاکٹر ابیر سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔'' ابیر کو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔

''پر کب..... کیسے..... کیوں؟'' حرم کیا آج تم نے مجھے حیران کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں اپنی بات کہنے لگی۔

''مارگلہ کی سیر سے آنے کے بعد میں تم سے بات کرنے کو پل پل تڑپتی رہی ہوں۔ تمہیں ایک نظر دیکھنے کے لیے بے چین ہوتی رہی ہوں۔ تمہاری سیکھائی ہوئی دھن ہر روز بجاتی رہی ہوں، تمہاری ایک ایک بات کو یاد کر کے روتی رہی ہوں۔ مرتے مرتے بھی تمہارا انتظار کرتی رہی ہوں۔ ہر روز ہر پل مجھے تمہاری یاد آتی رہی ہے۔ مجھے تمہاری عادت سی ہو گئی تھی۔ تمہارا میری پرواہ کرنا..... مجھے ہر بات سمجھانا..... مجھے ان کچھ مہینوں میں یہ احساس ہوا کہ میری تمہارے بنا کوئی زندگی نہیں ہے۔''

''میں نہیں رہ سکتی تمہارے بنا۔ میں ہر روز گھٹ گھٹ کر مرتی رہی ہوں۔ بس میں اب اور نہیں گھٹنا چاہتی میں تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں۔ کل رات تیز برسات میں، میں تمہارے پاس آنے کے لیے گھر سے نکلی تھی تا کہ میں تمہیں اپنے دل کی بات کہہ سکوں۔ تمہیں جانے سے روک سکوں۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی۔ تم نے مجھے جینا سکھایا ہے تم مجھے اندھیرے سے روشنیوں میں لائے ہو اب میں تمہیں اندھیروں میں جانے نہیں دے سکتی۔ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہتی ہوں۔'' وہ روتی ہوئی اس سے لپٹ گئی اور اپنے اندر جمع تمام آنسو بہا دیے۔ اپنے دل کی ہر بات اسے کہہ ڈالی۔ وہ ہر حال میں اسے روکنا چاہتی تھی۔

''حرم پلیز! اب رونا بند کرو، میں اور نہیں سن سکتا تم ایسے کرو گی تو میں جا نہیں پاؤں گا۔'' وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولا۔

''مجھے کہہ لینے دو آج میں خاموش نہیں رہوں گی۔ اگر تمہیں میرا ساتھ چھوڑنا تھا تو تم کیوں میری زندگی میں

آئے؟ کیا رشتہ تھا میرا، اور تمہارا جو تم نے میری خوشی کی خاطر ہر وہ چیز کی جو کوئی اپنا ہی کسی کے لیے کرتا ہے۔ اگر مجھ سے محبت کی تو مجھے بتایا کیوں نہیں؟''

''اب جب مجھے تم سے محبت ہے تو تم مجھے چھوڑ کر بھاگ رہے ہو۔ جاؤ..... چلے جاؤں یہاں سے! اب تم وہ ابیر نہیں ہو جس سے میں نے محبت کی تھی۔ میں نے تو اس ابیر سے محبت کی تھی جو اپنی زندگی کی تمام مشکلات اپنے طور پر حل کرنا جانتا تھا اور کبھی بھی کسی مشکل سے ڈر کر بھاگتا نہیں تھا۔''

''میں نے اس ابیر سے محبت کی تھی جو ہر وقت لبوں پر مسکراہٹ سجائے رکھتا تھا جو بہت نرم دل تھا، ایک سنجیدہ اور غصیلا لڑکا نہیں جو ہر وقت دوسروں کی مدد کو پیش پیش رہتا تھا۔ وہ نہیں جو صرف خود کے بارے میں سوچتا ہے۔ جو اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کی انسانوں کی قدر کرتا تھا، وہ نہیں جو آج ہر رشتے کو رسوا کر کے جا رہا ہے۔ جو خود تکلیف میں ہوتا تھا پر دوسروں کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا تھا۔ پر اب وہ ابیر خود تو تکلیف میں ہے پر باقی سب کو بھی تکلیف میں مبتلا کیا ہوا ہے۔''

''جاؤ چلے جاؤ..... اس بار وہ تلخ لہجے سے بول رہی تھی۔''

''جسے اپنے ڈیڈی سے ذرا بھی محبت نہیں۔ ان کا ذرا بھی خیال نہیں وہ شخص میرا کیا خیال کرے گا؟'' تم بہت بدقسمت ہو ابیر، اپنے ڈیڈی کے ہوتے ہوئے بھی تم ہمیشہ ان کے پیار سے محروم رہے ہو۔ تم نے بنا کسی وجہ کے ہمیشہ ان سے نفرت کی ہے۔

''حرمین چپ ہو جاؤ تم میرے ڈیڈی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی، سو بہتر ہوگا کہ تم اس معاملے سے دور رہو۔''

''میں سب جانتی ہوں پر شاید تم انہیں نہیں جانتے۔'' ابیر نے حیرانی بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''میں جانتی ہوں وہ تم سے کتنا پیار کرتے ہیں وہ پچھلے کئی سالوں سے تمہاری اس نفرت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ کیا تمہیں اندازہ بھی ہے تمہاری ماما کے جانے کے بعد انہوں نے کس طرح تمہاری پرورش کی ہے۔ اب جب انہیں تمہاری ضرورت ہے تو تم انہیں چھوڑ کر جا رہے ہو۔''

''میں نے اپنی پرورش خود کی ہے۔'' وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

''تم نے اپنی پرورش تب کی ہے جب تم بڑے ہوئے اس سے پہلے جب تم چھوٹے بچے تھے تب انہوں

نے ہی تمہیں سنبھالا۔ بولنا سکھایا، چلنا سکھایا، تمیز سکھائی۔'' تم قرآن پاک پڑھتے ہو، اسلامک کتابیں پڑھتے ہو، جماعت کے ساتھ جاتے ہو تو کیا کہیں بھی تم نے باپ کی عزت کرنا نہیں پڑھا یا سیکھا؟ وہ گردن جھکائے خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

''ابیر تمہیں ان سے بات کرنی چاہیے اپنی نفرت کی وجہ بتانی چاہیے ان کی بات سننی چاہیے۔ کیا تم زندگی بھر ان سے نفرت کرتے رہو گے؟''

''ہاں..... میں زندگی بھر ان سے نفرت کرتا رہوں گا۔'' وہ لاپروائی سے بولا۔

''تمہیں پتا ہے ماموں دل کے مریض ہیں؟'' انہیں دوبارا اٹیک ہو چکا ہے۔ حرم نے آج خاموشی کے تمام دروازے توڑ دیے تھے۔ ابیر کے چہرے کا رنگ ہی اڑ گیا۔

''کک..... کیا دل کے مریض؟'' اس کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔

''تت..... تمہیں کیسے پتا؟''

''جس دن میرا آپریشن ہوا تھا، اسی روز شام کے وقت انہیں اٹیک ہوا تھا جونرس اور ڈاکٹر میرے کمرے میں تھے وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔''

''ڈاکٹر ابیر کے والد! ڈاکٹر صلاح الدین کو دوسرا اٹیک ہوا ہے پر ان کا بیٹا اب تک انہیں دیکھنے نہیں آیا ہے۔''

''ہاں مجھے بھی یہ جان کر حیرت ہوئی بیٹے کو باپ کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔''

ابیر اس وقت مجھے حیرت کا جھٹکا لگا تھا جب میں نے ان کے اٹیک کی خبر سنی میں ان کی صحت یابی کی دعائیں کرنے لگی تھی۔ مجھے لگا تم مجھے دیکھنے تو نہیں آئے پر اپنے ڈیڈی کو دیکھنے ضرور آؤ گے۔ اس روز میرے ساتھ ..... ساتھ شاید ماموں کو بھی تمہارا انتظار تھا۔ پر تم نہیں آئے.....'' وہ پھر سے رونے لگی۔ ابیر چاہتے ہوئے بھی اسے چپ نہیں کروا پا رہا تھا اس کے تو اپنے ہی ہوش اڑ گئے تھے۔

''تمہیں کسی کی فکر نہیں ہے! نہ اپنی، نہ میری، اور نہ ہی اپنے ڈیڈی کی۔ یہاں سے چلے جاؤ اور واپس لوٹ کر مت آنا۔ میں مر جاؤں تب بھی مت آنا اور ایک بات سن لو میں کبھی کسی اور سے شادی نہیں کروں گی۔ چلو اٹھو

اور نکلو یہاں سے! وہ غصے سے چلائی۔

وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی دوران اس کا فون بجنے لگا۔

''ڈاکٹر ابیر صرف آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے آپ اب تک ایئر پورٹ نہیں پہنچے ہیں۔''

''جی..... میں بس ایئر پورٹ کے لیے ہی نکل رہا ہوں۔''

حرم کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ آنکھوں سے سیلاب مزید بہنے لگا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کچھ سوچتے ہوئے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

وہ چلتے..... چلتے اچانک رکا۔

''میں آیا تھا اس روز ہاسپٹل .....'' وہ کھوئے کھوئے انداز میں سنجیدگی سے بولا۔

حرم چونکی۔ کب؟ تت..... تم مجھ سے کیوں نہیں ملے؟ اس نے مڑ کر حرم کی جانب دیکھا۔

''اس رات جب میر نے مجھے تمہارے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتایا مجھے سکون نہیں مل رہا تھا۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ میر کے جاتے ہی میں فوراً ہاسپٹل پہنچا تم بہت سکون کی نیند سو رہی تھیں۔ تم بے ہوش تھیں میں تمہارے قریب آنا چاہتا تھا پر میں چاہ کر بھی تمہارے قریب نہیں جا سکا بس دور کھڑے کافی دیر تک تمہیں دیکھتا رہا تھا۔ تمہارے لیے دعائیں کرتا رہا تھا اب وہ چلتا ہوا ایک بار پھر اس کے پاس آیا۔''

''کیوں کی تم نے میرے لیے دعائیں؟ مر جانے دیا ہوتا آخر میری کوئی تو دعا قبول ہونے دیتے۔'' وہ روتے روتے چلائی۔ ابیر سے اپنے دل کی تمام باتیں کہنے کے بعد وہ اب خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔

''حرم! بس کر دو خاموش ہو جاؤ سمجھتی کیوں نہیں، تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ کتنے مہینے بیت گئے تمہاری لاپروائی کی وجہ سے تمہاری ٹانگ اب تک ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔ اب تم کچھ نہیں بولو گی جو کہنا تھا کہہ دیا اب تم صرف آرام کرو گی۔ اور ڈاکٹر ابیر تمہارا علاج کرے گا اور وہ بھی فری میں۔'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔

''اگر اب تم نے ایک لفظ بھی بولا تو میں ابھی اور اسی وقت یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔''

''اور اگر میں خاموش رہی؟'' وہ بہت معصومانہ انداز میں بولی۔

''تو میں ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس رک جاؤں گا۔اور تمہیں اپنی عزت بنالوں گا اور جو تم بولوگی ویسا ہی کروں گا۔کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔اپنے آپ کو تمہارے حوالے کردوں گا مجھ پر صرف تمہارا حق ہوگا۔ اب اس کے اندر کا تمام غصہ ختم ہو چلا تھا۔'' وہ بہت ہی پیار بھرے لہجے سے اسے اپنے دل کی تمام باتیں کہہ رہا تھا اپنی محبت کے آگے اس نے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔اب دونوں بچوں کی طرح ایک دوسرے سے سر جوڑے رو رہے تھے۔

وقت کتنی تیزی سے بدل دیتا ہے یا بدل کے رکھ دیتا ہے حال کو بھی اور صورت حالات کو بھی، کتنی جلدی منہتائے نظر اور مدعائے بدل جاتا ہے۔جذبوں کو تو قرار آیا تھا یا نہیں بہر حال زندگی میں ایک ٹھہراؤ ضرور آ گیا تھا۔حرم کو ایک ٹھکانہ مل گیا تھا۔

حرم پچھلے کچھ عرصے سے ایک چہرہ ہر وقت میری نگاہوں میں گھومتا رہتا تھا۔جانتی ہو وہ چہرہ کس کا تھا؟

''کس کا تھا؟'' اس نے بڑی بڑی آنکھوں کو مزید پھیلایا۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

''وہ تمہارا چہرہ تھا۔'' اس نے اس کا صبیح چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے جواب دیا تو چند لمحوں کے لیے وہ ساکت سی رہ گئی۔پھر بے ساختہ آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

''بس تم اب اک آنسو نہیں بہاؤ گے۔ڈاکٹر ابیر اب ڈاکٹر حرم کو کبھی رونے نہیں دے گا۔اب تمہیں ہر اس رشتے کا پیار ملے گا جو کبھی نہیں ملا۔میں اپنی Cinderella کو وہ تمام خوشیاں دونگا جن کا کبھی میں نے خود سے وعدہ کیا تھا۔حرم تمہارا تھپڑ کھانے کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں تمہارے لائق نہیں ہوں۔تبھی میں نے خاموش رہنے میں عافیت سمجھی میں تم جیسی دوست کھونا نہیں چاہتا تھا۔''

''لو یہ دونوں ہی ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے لائق نہیں سمجھتے تھے نائیرہ اور میر قہقہے لگاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔''

''نائیرہ آپی! میں نے کہا تھا نا کہ یہ کوئی نفرت وغیرہ نہیں کرتا سب اس کے ڈرامے تھے۔خوب جانتا ہوں میں اسے تبھی میں نے بھی برا برتاؤ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔'' یہ حرم کی سوسائیڈ کی خبر سنتے ہی کیسے بھاگا چلا آیا۔وہ اب بھی ہنس رہا تھا۔

''کیا سوسائیڈ اور میں؟'' حرم چونکی۔

''ہاں۔ میر نے مجھے بتایا تبھی میں یہاں فوراً چلا آیا۔''

''پر میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔''

''میر تم نے پھر جھوٹ بولا۔'' اس نے غصیلی نگاہ سے اسے دیکھا۔

''میرے جھوٹ بولنے سے ہی تم دونوں یہ جان پائے ہو کہ تم دونوں ایک دوسرے کے ہی لائق ہو۔'' وہ دونوں خاموش تھے۔

''ہاں تو پھر آپ دونوں کیسا محسوس کر رہے ہیں یہ جان کر کہ آپ دونوں کزنز ہیں؟''

''میر نے شریر لہجے سے سوال کیا جس پر ابیر نے کشن اٹھا کر مارا۔ تم ہماری باتیں سن رہے تھے؟''

''نہیں۔ کس نے کہا کہ میں تمہاری باتیں سن رہا تھا۔ میں تو تم دونوں کی ویڈیو بنا رہا تھا۔'' میر نے فوراً ہاتھ میں پکڑے موبائل پہ ان کی ویڈیو پلے کر دی۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا گلاب دادو کمرے میں آ گئیں۔ انہیں دیکھتے ہی سب ہکا بکا رہ گئے۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ دونوں لڑکے کون ہیں؟'' وہ اپنی عینک کے شیشوں سے ان دونوں کو گھور رہی تھیں۔

''دادو یہ دونوں حرم کے ساتھ پڑھتے تھے حرم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو یہ لوگ اس کی عیادت کو آئے ہیں۔'' نائیرہ ڈرتے ڈرتے بولی۔

''نائیرہ میں نے یہ سوال حرم سے کیا ہے'' حرم کی آواز گلے میں ہی دب کر رہ گئی وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔

''میر گلاب دادو کے ڈر کی وجہ سے ویڈیو آف کرنا ہی بھول گیا تھا وہ ویڈیو اب بھی چل رہی تھی۔'' دادو حرم کی آواز بخوبی پہچان گئی تھیں یہ موبائل میں کیا چل رہا ہے؟

''کچھ بھی نہیں دادو!'' اس نے فوراً ویڈیو بند کرنا چاہی۔

''ادھر دکھاؤ مجھے۔'' گلاب دادو نے میر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''کچھ نہیں دادو۔'' یہ تو بس!

''میں نے کہا مجھے دکھاؤ۔'' اس نے دادو کو موبائل دے دیا اور وہ ویڈیو دیکھنے لگیں۔ ویڈیو ختم ہوتے ہی وہ

ساکت رہ گئیں اور پھر بے جان جسم لیے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

''کک.....کیا ہوا دادو آپ ٹھیک تو ہیں؟'' نائیرہ نے سوال کیا۔ وہ ابیر کی اس کے باپ سے نفرت کی وجہ سمجھ گئی تھی۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ سوچتے ہوئے بولیں۔

''ابیر تم صلاح الدین کے بیٹے ہو؟''

''جی.....دادو!'' وہ نرمی سے بولا۔

''مطلب اس روز صلاح الدین حرم کے لیے یہاں آیا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو غصے سے واپس چلا گیا اور میں اس دن سے یہی سوچ رہی تھی کہ صلاح الدین یہاں کیا کرنے آیا تھا۔ حرم اب تم سب کچھ جان ہی چکی ہو تو آگے بھی سن لو۔

''جج.....جی دادو! آگے کیا؟'' وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

''ابیر اپنے باپ کو یہاں بلاؤ۔''

''جی.....''

''پر کیوں دادو؟'' حرم ڈرتے ہوئے بولی۔

اب تمام بات صلاح الدین کے سامنے ہی ہوگی۔

☆.....☆.....☆

''گلاب اماں! آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟'' سب لاؤنج میں بیٹھے تھے ابیر اور میر کو وہاں دیکھ کر وہ فوراً! بولے۔

''تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟''

''صلاح الدین آؤ بیٹھو! میں بتاتی ہوں۔''

''صلاح الدین برسوں پہلے میں نے تم سے کہا تھا۔ سگے رشتے کبھی نہیں ٹوٹتے انسان جتنا مرضی اسے توڑنے کا عہد کر لے پر وہ کہیں نہ کہیں سے واپس جڑ ہی جاتے ہیں۔'' ڈاکٹر صلاح الدین بخوبی سمجھ گئے تھے کہ گلاب دادو کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟

''صلاح الدین میں جانتی ہوں تمہیں یہاں آنا پسند نہیں۔تم برسوں پہلے اپنی بہن سے رشتہ توڑ چکے تھے۔ صرف اس وجہ سے کہ تمہاری بہن نے میرے بیٹے سے پسند کی شادی کی تھی۔'' حرم اور ابیر کے چہرے سے ایک رنگ آ کر گزرا۔

''اماں جی! کیا آپ نے یہ بتانے کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے؟'' حرم کی پریشانی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جانے آج دادو کیا کرنے والی تھیں۔جانے آج اس کی قسمت میں کیا لکھا جانے والا تھا۔

میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے چند باتیں ابیر سے پوچھنا چاہتی ہوں مجھے امید ہے ابیر میرے ہر سوال کا سچ جواب دے گا۔

''جی.....جی دادو۔''

''ابیر تم اپنے باپ سے نفرت کیوں کرتے ہو؟'' پہلے ہی سوال پر وہ ذرا چونکا۔کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ تیزی سے بولا۔

''کیونکہ ڈیڈی کی وجہ سے میری ماما نے سوسائیڈ کی تھی۔'' اس نے زہریلی نگاہ اپنے باپ پر ڈالی۔ڈاکٹر صلاح الدین کا چہرہ زرد پڑ گیا۔سوسائیڈ؟

''اور تم سے ایسا کس نے کہا؟'' حرم کا دل زور سے دھڑک رہا تھا آج ان باتوں سے پردہ اٹھنے والا تھا جو وہ ہمیشہ جاننا چاہتی تھی۔شاید آج وہ صحیح وقت تھا جس کا حرم کو گزشتہ کئی سالوں سے انتظار تھا۔

''الماس پھوپھو نے!'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''اور کیا کہتی تھی الماس؟''

''میں اکثر پھوپھو کے پاس رہتا تھا، مجھے ماما کی یاد آتی تو میں ان کی تصویر سے باتیں کیا کرتا تھا۔میں اکثر ماما کے بارے میں پھوپھو سے پوچھا کرتا تھا۔پھوپھو میری ماما مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں؟ وہ بارہ سالہ بچہ روتے ہوئے اپنی ماں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔''

''ابیر تمہاری ماں بہت ہی اچھی خاتون تھیں۔پر یہ جو عافیہ آپا ہے تمہاری بڑی پھوپھو یہ ہمیشہ تمہاری ماما سے لڑائی کرتی تھیں۔ہر وقت تمہارے ڈیڈی کو الٹی پٹیاں پڑھاتی رہتی تھی اور ان کی نظر میں نوشین بھابھی کو گرانے کا

کوئی موقع نہیں چھوڑتی تھیں۔اور تمہارے ڈیڈی آپا کی باتوں میں آ کر نوشین بھابھی کو خوب مارتے تھے۔ان پر شک کرتے تھے انہیں کہیں جانے نہیں دیتے تھے گھر میں قید کر کے رکھ لیا تھا۔''

''پھوپھو ڈیڈی بہت گندے ہیں۔'' وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

''ہاں بیٹا! ایک دن تمہاری ماما کو اتنا مارا کہ ان کے جسم پر لاسیں پڑ گئی تھی وہ بے چاری درد سے تڑپ رہی تھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں پر عافیہ آپا ان میں انسانیت نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی وہ تو ہمیشہ تمہارے ماں باپ کی لڑائی بہت انجوائے کرتی تھیں۔''

''پھوپھو وہ ایسا کیوں کرتی تھیں؟'' ننھے ابیر نے پھر سے سوال کیا۔

''بیٹا وہ تمہاری ماما سے بہت جلتی تھیں۔آپا زمانے بھر کی بدنام عورت تھیں ہر کسی سے عشق بازیاں کرتی تھیں جب نوشین بھابھی نے ان کی حرکتوں کے بارے میں بھائی جان کو بتایا تو انہوں نے تمہاری ماں پر یقین ہی نہیں کیا اور انہیں مارنا شروع کر دیا اور جب وہ تڑپ تڑپ کر بے ہوش ہو گئیں تو بھائی جان نے بے ہوشی کی حالت میں ہی انہیں ان کے میکے پہنچا دیا۔وہ بھی طلاق کے ساتھ بہت دکھ جھیلے ہیں بے چاری نوشین بھابھی نے آخر کب تک برداشت کرتیں۔''

''جب تم پیدا ہونے والے تھے تب وہ خوش رہنے لگی تھیں کہ تمہاری پیدائش کی خبر سن کر بھائی جان دوڑے چلے آئیں گے پر افسوس ایسا نہ ہوا۔ بھائی جان کو تمہاری پیدائش پر کوئی خوشی نہیں ہوئی انہوں نے تو کبھی تمہیں پیار سے دیکھا تک نہیں ہے۔تمہیں کوئی پیار نہیں کرتا سوائے میرے اب الماس نے روتے ہوئے بچے کو گلے سے لگا لیا۔''

''پھوپھو ماما کی ڈیتھ کیسے ہوئی؟''

''بیٹا! انہیں سب باتوں اور تمہارے باپ اور پھوپھو کی وجہ سے بھابھی نے سوسائیڈ کر لی اور ہمیشہ کے لیے اس درد بھری زندگی سے آزاد ہو گئیں۔عافیہ آپا نے ہی تمہاری ماں کو بسنے نہیں دیا وہ ہی ذمہ دار ہیں تمہاری ماں کی موت کی۔''

''ان کچھ سالوں میں الماس نے اس کے اندر اتنا زہر بھر دیا تھا کہ اسے اپنے باپ اور پھوپھو سے بے تحاشہ

نفرت ہوگئی تھی۔''

''دادو الماس پھوپھو بہت اچھی ہیں انہوں نے مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ مجھے سب کچھ بتا دیا وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔'' یہ سب باتیں جاننے کے بعد میں نے سوچ لیا تھا اب میں بھی ڈیڈی کو ویسے ہی رلاؤں گا جیسے انہوں نے میری ماں کو رلایا تھا۔ میں ڈیڈی کو کبھی معاف نہیں کروں گا مجھے نفرت ہے ان سے۔ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا۔

''ڈاکٹر صلاح الدین کا چہرہ اب بھی زرد تھا'' مجھے لگتا ہے یہ لڑکا میری جان لے کر ہی دم لے گا۔

''دادو معاف کیجیے گا چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ پر میں حیران ہوں کہ عافیہ پھوپھو جیسی عورت کی حرم اتنی نیک اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟'' اس کا یہ جملہ حرم کو کسی سوئی کی طرح چبھا۔

''دادو! میری ماما ایسا نہیں کر سکتیں وہ روتے ہوئے بولی۔ ماموں آپ بتائیں یہ جھوٹ ہے نا؟''

حرم کے منہ سے ادا ہونے والے لفظ ماموں پر ڈاکٹر صلاح الدین نے اسے چونک کر دیکھا۔ روتا ہوا معصوم چہرہ..... براؤن آنکھیں..... آنکھوں اور چہرے پر نرمی کا تاثر۔ یہ سب حرمین عارش نے اپنی ماں سے چرایا تھا۔

''میر! صلاح الدین کو وہ ویڈیو دکھاؤ۔''

''جی..... میر نے گلاب دادو کے حکم پر وہ ویڈیوں اپنے موبائل میں پلے کر کے ان کے سامنے کر دی۔

''ڈاکٹر صلاح الدین کو ویڈیو دیکھنے کے بعد چپ سی لگ گئی۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئے۔

''صلاح الدین تمہارے بیٹے کو میری بہو کے ساتھ میری پوتی سے بھی نفرت ہوگئی تھی پر یہ اور بات ہے کہ یہ حرم سے نفرت نہیں کر پایا۔ اب تم ابیر کو کوئی جواب دو گے یا میں دوں؟''

''آپ ہی دے دیں مجھ پہ تو اسے ذرا بھی یقین نہیں ہے۔'' وہ اداسی سے بولے۔

''ابیر تمہارے باپ نے کبھی تمہاری ماں سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی ہے۔ تو یہ مارنا پیٹنا تو بہت دور کی بات ہے۔'' صلاح الدین تو نوشین سے بے لوث محبت کرتا تھا۔ ابیر کو بہت ہی زبردست جھٹکا لگا، اس کا سر گھومنے لگا۔ وہ حیرانی سے گلاب دادو کو دیکھنے لگا۔

''یہ..... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟''

''جو سچ ہے میں وہ ہی کہہ رہی ہوں تمہارے ماں، باپ کی پسند کی شادی تھی اور سب اس شادی سے بہت خوش تھے۔ تمہاری ماں واقعی بہت اچھی خاتون تھیں۔ جب عافیہ اپنی پڑھائی مکمل کر کے پاکستان آئی تو تمہارے ماموں کے لیے تمہارے ننھیال والوں نے عافیہ کو شادی کا پرپوزل بھیجا۔''

''لیکن عافیہ میرے بیٹے عارش کو پسند کرتی تھی دونوں باہر ساتھ ہی پڑھتے تھے اور پاکستان آتے ہی دونوں کا شادی کا ارادہ تھا۔ جب عافیہ کو پتا چلا کہ اس کے ابا جی اس کی شادی کہیں اور کرنا چاہتے ہیں تو اس نے صاف انکار کر دیا اور عارش کے بارے میں تمہارے دادا کو بتا دیا۔''

عافیہ جتنا وقت نوشین کے ساتھ رہی تھی دونوں بہت محبت سے رہتی تھیں عافیہ کے انکار پہ تمہارے ننھیال والے زبردستی نوشین کو لے گئے اور صاف کہہ دیا اگر عافیہ اس گھر میں بہو بن کر آئے گی تو ہی نوشین اس گھر میں واپس جائے گی۔

''صلاح الدین کا نوشین کے بنا رہنا بہت مشکل تھا۔'' وہ عافیہ سے ناراض ہو گیا کہ اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس گھر سے گئی ہے۔ نوشین صلاح الدین کے پاس آنا چاہتی تھی پر اس کے گھر والے اسے آنے نہیں دیتے تھے۔ صلاح الدین نے صاف کہہ دیا تھا کہ میرا اب عافیہ سے کوئی رشتہ نہیں ہے میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا اور دوسری طرف پہلے تو تمہارے دادا نے عارش سے شادی کا انکار کیا اور پھر عافیہ کی ضد پہ ہاں بھی کر دی۔''

عافیہ بہت خوش تھی پر تمہارے دادا کی ہاں کے ساتھ ایک شرط بھی تھی۔

''کیسی شرط دادو؟'' حرم فوراً بولی۔

''عافیہ اپنی شادی کے بعد اپنے میکے والوں سے کوئی تعلق نہیں رکھے گی۔ عافیہ کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا۔ وہ بہت الجھن کا شکار تھی کہ وہ کیا کرے اپنی محبت کے لیے باپ کو چھوڑ دے یا پھر اپنے باپ کے لیے اپنی محبت کو؟'' دونوں کو ہی چھوڑنا ناممکن تھا۔ بہر حال اس نے عارش کو چھوڑنے کا فیصلہ کر ہی لیا اور اپنے باپ سے کہہ دیا کہ وہ جہاں چاہے اس کی شادی کر سکتے ہیں۔

میکے سے رشتہ ختم ہونے کا دکھ تو رہتا ہی پر زیادہ دکھ اسے اپنے بھائی کی شادی شدہ زندگی خراب ہونے کا

تھا۔وہ اپنی بھابھی کو گھر واپس لانا چاہتی تھی۔عافیہ بھائی کو خوشخبری سنانے اس کے کمرے میں پہنچی۔

''بھائی جان.....''

''مت کہو مجھے بھائی تمہارا اور میرا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ہمارا رشتہ اسی دن ختم ہو گیا تھا جب تم نے عارش سے شادی کی خواہش ظاہر کی تھی۔''

''پر بھائی.....''

''عافیہ چلی جاؤ یہاں سے آئندہ مجھے اپنا چہرہ بھی مت دکھانا۔''

''بھائی جان.....میں تو یہ کہنے آئی تھی کہ آپ.....''

''میں نے کہا جاؤ یہاں سے'' وہ غصے سے چلائے۔

ڈاکٹر صلاح الدین اٹھ کھڑے ہوئے۔مطلب وہ یہ کہنے آئی تھی کہ آپ جہاں چاہیں وہاں میری شادی کر دیں۔اب بیٹے کے ساتھ باپ کا سر بھی چکرانے لگا۔

''ہاں۔صلاح الدین وہ اس روز یہی کہنے آئی تھی وہ اپنی خوشیوں کی خاطر اپنے بھائی کی زندگی برباد ہونے نہیں دے سکتی تھی۔'' گلاب دادو نے اسے قائل کیا۔

''میری بہو بہت اچھی تھی وہ بری خاتون نہیں تھی۔ابیر دنگ رہ گیا۔الماس نے جو کچھ بتایا تھا یہ سب اس کے الٹ تھا۔''

''دادو ماما، بابا کی شادی کیسے ہوئی؟''

''جب مجھے عارش نے تمام بات بتائی۔تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو میں فوراً عافیہ کے گھر پہنچ گئی اور اس کے باپ سے رشتے کی بات کی اور طریقے سے سمجھایا تو تمہارے نانا نے ہاں کر دی۔'' عافیہ نے سوچا جب اس کا بھائی اس کی بات ہی نہیں سن رہا تو وہ کیا کرے اسے بھی تو جینے کا حق ہے وہ تو اپنی خوشیاں قربان کرنا چاہتی تھی پر شاید اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔عافیہ اور عارش کی شادی ہو گئی اور وہ میری بہو بن گئی عافیہ نے ہم سب کو خوب پیار دیا کبھی کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا اور وہ ہمیشہ اپنے بھائی، بھابھی کی تعریف ہی کیا کرتی تھی۔حرم جب تمہارے نانا کا انتقال ہوا اس کے بعد سے عافیہ کے لیے اس گھر کے دروازے بند ہو گئے۔

''دادو چچی ماما کو ہمیشہ برا کیوں بولتی تھیں؟''

''بیٹا آمنہ الماس کی دوست تھی اب جو کچھ اسے الماس نے بتایا تھا وہ، وہی سب بولتی رہتی تھی۔''

''الماس پھوپھو نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں کہا؟'' اس بار سوال ابیر نے کیا۔

''الماس تو ہمیشہ سے ہی عافیہ سے جلتی تھی۔ الماس کا رشتہ شروع سے ہی ہمارے چچازاد کے ساتھ طے تھا۔ پر الماس کو نائل سلیمان پسند نہ تھا۔ وہ بھی میرے اور عافیہ کی طرح پسند کی شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ آگے پڑھنا چاہتی تھی پر سسرال والوں نے شادی کی جلدی مچائی ہوئی تھی تو اس کی شادی کر دی تھی۔''

وہ عافیہ اور نوشین کی دوستی سے کافی حسد کرنے لگی تھی۔ ہر وقت جان بوجھ کر نوشین سے لڑائی کرتی تھی۔ کبھی اس کے کپڑے جلا دیتی تو کبھی اس کی چیزیں غائب کر دیتی تھی۔ الماس نے کئی بار نوشین کو عافیہ کے خلاف بھڑکایا تھا پر وہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے لڑی ہی نہیں تھیں۔ کبھی کبھی تو ہمیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ ہماری سگی بہن ہے ہی نہیں شاید یہی سب وجہ ہے جو اس نے میرے اور عافیہ کے خلاف تمہارے دل میں بدگمانی اور نفرت پیدا کر دی اور تم ہم سے نفرت کر بیٹھے میں تو ہمیشہ الماس کو سمجھایا کرتا تھا کہ ایسی جاہلوں والی حرکتیں نہ کیا کرے پر وہ مانتی نہیں تھی۔ اس بار جواب صلاح الدین نے دیا تھا۔

ابیر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فوراً باپ کے گلے لگ گیا دونوں باپ بیٹا برسوں بعد آج پہلی بار ایک دوسرے کے گلے لگے تھے۔

سب کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں حرم نے اللہ کا شکر ادا کیا جب اسے یہ پتا چلا کہ اس کی ماں واقعی ایک اچھی خاتون ہے جیسا اس کا دل کہتا تھا۔

''ڈیڈی مجھے معاف کر دیں ابیر بچوں کی طرح رو رہا تھا۔''

''ابیر اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ یہ سب تو الماس کا کیا دھرا تھا تم تو اس وقت بچے تھے اور ظاہر ہے جو شروع سے بچوں کا بتایا جائے گا، سکھایا جائے گا۔'' بچے تو وہی کریں گے اسی پر یقین کریں گے۔

اگر اتنے سال تمہارے مجھ سے نفرت کرنے سے الماس کے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے تو یہی سہی۔ اب دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ تمہاری ماں کی طبعی موت ہوئی تھی اس نے کوئی سوسائیڈ نہیں کی تھی۔

''حرمین یہاں آؤ!'' حرمین چھوٹے چھوٹے قدموں سے اپنے ماموں کی جانب بڑھی۔ ڈاکٹر صلاح الدین نے بہت ہی شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ بیٹا بہت شکریہ میرے بیٹے کو میرا احساس دلانے کے لیے۔ تھوڑی دیر ہی سہی پر میرے بیٹے کے چہرے پر میرے لیے فکرمندی تو نمودار ہوئی اور میر تمہارا بھی شکریہ یہ ویڈیو بنانے کے لیے اگر یہ ویڈیو نہ بنتی تو ہمیں کیسے پتا چلتا کہ یہ دونوں اپنی فیملیز کی وجہ سے کتنا روئے ہیں۔ اپنوں کے لیے اپنی محبت قربان کرنے والے تھے ہماری وجہ سے یہ آج الگ ہونے والے تھے۔

''گلاب اماں! میں اب اپنے بچوں کو الگ نہیں ہونے دوں گا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔''

''گلاب اماں۔ بہت شکریہ میرا بیٹا مجھے لوٹانے کے لیے آج میں بہت خوش ہوں۔ آج میرے دل سے تمام گلے شکوے ختم ہوگئے ہیں اور مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری بہن عافیہ اب ہم میں نہیں رہی اگر عافیہ اور عارش زندہ ہوتے تو ان دونوں کی شادی پر بہت خوش ہوتے۔''

''ہماری شادی؟'' وہ بے ساختہ بولا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں کرنی؟''

''نہیں۔ ہاں۔ ہوں۔ میرا مطلب ہے وہ۔''

بیٹا ویڈیو میں تو بہت ڈائیلاگ مارے جارہے تھے اب کیا ہوگیا؟ ڈاکٹر صلاح الدین نے بہت ہی پیار سے اس کی کمر تھپتھپائی۔

''تھینک یو! ڈیڈی مجھے معاف کرنے کے لیے ورنہ میں تو آپ کی معافی کے لائق بھی نہیں۔ وہ ایک بار پھر باپ کے گلے لگ گیا۔''

''اچھا.....اب جذباتی تو مت ہو وہ اس سے الگ ہوئے شریر لہجے سے بولے۔ گلاب اماں۔ پھر کب لینے آئیں ہم اپنی پیاری بھانجی کو۔'' وہ مسکراتے ہوئے اسے پیار دینے لگے۔ نائیرہ اور میر کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑی۔ حرم کے چہرے پر بن بلائی حیا نے دستک دی تو وہ شرما گئی۔

''میرا بیٹا اسفند آجائے تو اس سے پوچھ کر ہی بتاؤں گی۔ ویسے شادی کی تیاریوں میں کافی ٹائم چاہیے ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے ایک دو سال ٹھہر جائیں۔''

''ایک دو سال؟'' ابیر نے آخری لفظ ذرا کھینچ کر بولا۔

''نہیں۔نہیں! ہمیں کونسا جہیز چاہیے۔ہمیں تو بس حرم چاہیے۔میں کل ہی برات لے آؤں گا۔'' وہ بے ساختہ بولا۔جس پہ سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

''واقعی بات تو صحیح کہی ہے میرے بیٹے نے ہمیں تو بس حرم چاہیے۔آپ جلد ہی اسفند سے پوچھ کر بتا دیجیے گا۔'' ہاں۔ضرور! گلاب دادو مسکرائیں۔

''ڈیڈی میں ابھی اصقاء کو کال کر کے یہ خوشخبری سناتا ہوں۔'' وہ نہایت ہی خوشی سے بولا۔

''ہاں ضرور!'' وہ مسکرائے۔

''اصقاء کون؟'' نائیرہ نے سوال کیا جس پر وہ بے ساختہ بولا۔

''میری بہن۔''

''صلاح الدین تمہاری بیٹی بھی ہے۔'' گلاب دادو چونکیں۔

''گلاب اماں! اصقاء میرے بچپن کے دوست میاں شہروز کی بیٹی ہے اصقاء چھوٹی تھی جب اس کی ماں گزر گئی اور جب وہ پندرہ سال کی ہوئی تو شہروز بھی ہم میں نہ رہا۔اصقاء کا اس کے والدین کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔میں اصقاء کو اپنے گھر لے آیا اور اپنی بیٹی بنا لیا اور جہاں اس نے بیٹی ہونے کے فرض نبھائے وہیں میں نے بھی اپنے باپ ہونے کے تمام فرض ادا کیے۔''

''اصقاء کو پڑھایا،لکھایا اور ایک اچھا رشتہ ملنے پر اس کی رضامندی سے اسے بیاہ بھی دیا۔ماشاءاللہ وہ اپنے گھر میں بہت خوش ہے۔اس کے بہت ہی پیارے تین بچے ہیں۔'' ڈاکٹر صلاح الدین کے لبوں پہ مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں میں نمی بھی تھی۔

''اچھا۔ماشاءاللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔'' گلاب دادو مسکرائیں۔

☆.....☆.....☆

ابیر کی شادی کی خبر سن کر الماس لڑنے آ پہنچی تھی کہ بھتیجے کی شادی میں اکلوتی پھوپھو کو شامل کیوں نہیں کیا جا رہا۔آخر اس بدلتے رویے کی وجہ کیا ہے؟'' ابیر کمرے سے باہر نکلا تھا جب اس کی نظر نیچے کھڑی پھوپھو پر

پڑی۔وہ تیزی سے زینہ اترتے نیچے آیا۔آپ یہاں؟

''ہاں۔میں یہاں پھوپھو کو دیکھ کر رنگ کیوں اڑ گیا ہے؟''کہاں ہو رہی ہے تمہاری شادی جو تم نے پھوپھو کو بلانا بھی مناسب نہیں سمجھا۔کیا تم بھول گئے کہ کس طرح میں نے تمہیں اپنے ہاتھوں میں کھلایا ہے میری وہ محبت وہ شفقت سب بھول گئے۔میں کتنی محبت کرتی ہوں تم سے تم میری تمام اچھائیاں بھول گئے ابیر؟''

وہ ابیر پر نظریں جمائے کھڑی تھیں۔

''پھوپھو میں آپ سے کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔آپ جیسا چاہتی تھیں ہمیشہ ویسا ہی ہوا ہے پر اب اللہ نے آپ کی اصلیت دکھادی ہے آپ نے مجھے ہاتھوں میں کھلایا ہے اور آپ مجھ سے بڑی ہیں تبھی میں آپ کا لحاظ کر رہا ہوں اور آپ نے جو بھی کیا میں نے اور ڈیڈی نے آپ کو معاف کر دیا ہے پر میں آپ کو اپنی خوشیوں میں شامل ہونے نہیں دے سکتا۔''الماس حیران،پریشان اسکا بدلتا رویہ دیکھ کر کافی الجھن کا شکار ہوئی۔

''پھوپھو آپ جا سکتی ہیں ابیر نظریں جھکائے وہاں سے چلا گیا۔''الماس کی نظر باہر سے آتے اپنے بھائی پر پڑی تو وہ فوراً ان کی جانب لپکی۔

''بھائی جان یہ ابیر کو کیا ہوا ہے؟''

''الماس ڈرامہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔مجھے ابیر نے سب کچھ بتا دیا ہے کہ کس طرح تم نے اس کے دل میں میرے اور عافیہ کے لیے بدگمانیاں اور نفرت پیدا کی تھی۔''الماس ہکا بکا رہ گئی۔

''الماس تم نے کس بات کا بدلہ لیا ہے؟''تمہیں ذرا شرم نہ آئی ایک معصوم بچے سے اتنے بڑے بڑے جھوٹ کہتے ہوئے۔تمہیں کبھی ہماری کوئی خوشی ہضم نہیں ہوئی ہے۔نوشین کو کھو دینے کے بعد میرے پاس ایک ابیر ہی تو تھا اسے بھی تم نے مجھ سے دور کر دیا۔تمہیں ذرا بھی اندازہ ہے میں کس طرح اپنے بیٹے کی نفرت کی آگ میں جلتا رہا ہوں۔بہت مشکل تھا میرے لیے اس کی نفرت برداشت کرنا۔اس سے پہلے کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے یہاں سے چلی جاؤ۔''وہ بت بنے کھڑی تھی۔

''الماس جانے سے پہلے میری ایک آخری بات سنتی جاؤ۔شاید میری بات سن کر تمہارے دل کو ٹھنڈک پہنچے۔''

''ہماری بہن.....'' وہ بولتے بولتے رکے۔

''اوہ سوری! ہماری نہیں میری بہن عافیہ اب دنیا میں نہیں رہی اس کی اور عارش کی ایک ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہوگئی اور ابیر کی جس سے شادی ہونے والی ہے وہ عافیہ کی بیٹی ہے۔''

''عافیہ کی بیٹی؟'' اس نے آخری جملہ دہرایا۔ اس کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا مطلب اس روز فون پر ابیر عافیہ اور اس کی فیملی کی بات کر رہا تھا۔ وہ دل میں سوچنے لگی کیونکہ اس روز ابیر نے اسے پوری بات نہیں بتائی تھی اور نہ ہی اس نے زیادہ دھیان دیا تھا۔

''ڈاکٹر صلاح الدین کی بات سننے کے بعد اسے تو اپنے کانوں پہ یقین نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی یہ سب کیسے ہوا۔'' عافیہ کی بیٹی کہاں ملی؟ پر وہ خاموش رہی وہ جانتی تھی بھائی کی جانب سے اب کوئی جواب نہیں ملنے والا پر ڈاکٹر صلاح الدین اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے بولے۔

''الماس تم حیران ہو کہ یہ سب کیسے ہوا؟'' اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

''الماس ایک بات میری یاد رکھنا، رشتے توڑنے کا مشورہ ہر کوئی بہ آسانی دے دیتا ہے جس طرح تم نے دیے میرے بیٹے کو مگر رشتوں کو نبھانا، انہیں جوڑے رکھنا یہ مشورے ہر کوئی نہیں صرف باشعور انسان ہی دیتا ہے جیسے گلاب اماں نے دیا۔''

''انہوں نے مجھ پر ماضی کی تمام حقیقتیں کھول دیں اور ایک نئے سرے سے رشتہ جڑے رہنے کی امید دلائی۔'' الماس خاموشی سے سب سنتی رہی اور کچھ ہی دیر میں وہاں سے چلی گئی۔

ایسے ہی کچھ مہینے بیت گئے اور شادی کی تیاریاں تیزی سے ہونے لگیں۔

''السلام وعلیکم دادو!۔''

''وعلیکم السلام۔''! ابیر بیٹا کیسے آنا ہوا؟ اور یہ کون ہے؟'' ابیر جو مشال کے ساتھ ہاتھ میں شاپر لیے کھڑا تھا وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ دادو یہ مشال ہے ہماری دوست اور ہم حرم کو یہ شادی کا لہنگا دینے آئے ہیں۔ ڈیڈی نے اپنی بھانجی کے لیے بہت پیار سے تحفے کے طور پر بھجوایا ہے۔

''السلام وعلیکم دادو!'' مشی نے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام بیٹا خوش رہو۔''

''دادو حرم کہاں ہے؟''

''بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے۔آؤ بیٹھو تم لوگ کھڑے کیوں ہو؟'' دادو نے بیٹھنے کی دعوت دی تو وہ لوگ صوفے پر بیٹھ گئے۔

''ابیر اصقاء نہیں آئی۔''

''دادو اصقاء شادی کے روز آئے گی اسے کوئی فلائٹ نہیں مل رہی ہے۔اب گھر میں کوئی خاتون نہیں ہے تو مشال ہی ہماری تمام تیاریاں کرنے میں ہماری مدد کر رہی ہے۔اگر کہیں کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دیجیے گا۔ وہ نہایت ہی نرم لہجے سے بولا جس پہ گلاب دادو مسکرا دیں۔'' مشال یہ لہنگا حرم کے کمرے میں لے جاؤ۔میں وہیں تمہارے لیے کچھ ٹھنڈا بھجوا دیتی ہوں۔

''جی.....وہ لہنگا اٹھائے وہاں سے چلی گئی۔''

''اماں جی چلیں۔'' اسفند کلائی پہ گھڑی باندھتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئے۔

''السلام علیکم انکل۔'' ابیر فوراً اٹھ کر ان سے ملا۔

''وعلیکم السلام بیٹا! کیسے ہو؟''

''جی بالکل ٹھیک۔آپ لوگ کہیں جا رہے ہیں؟''

''ہاں۔ذرا ڈاکٹر کے جا رہے ہیں۔''

''ڈاکٹر؟ پر گھر میں دو دو ڈاکٹر موجود ہیں پھر آپ باہر کیوں جا رہی ہیں؟''

''اوہو اماں۔آپ کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے ہم ڈاکٹر کے نہیں سنار کے پاس جا رہے ہیں حرم کا سیٹ لینے۔'' اسفند صاحب نے انہیں یاد دلایا۔

''اوہ۔ہاں۔میں بھول گئی تھی میں بھی سوچوں ہم میں سے بیمار تو کوئی بھی نہیں ہے پھر ہم ڈاکٹر کے پاس کیوں جا رہے ہیں۔'' ابیر تم بیٹھو ہم ابھی آتے ہیں۔

''جی.....'' گلاب دادو اور اسفند صاحب کے جاتے ہی نائیرہ اور سعد وہاں آ گئے۔

''ابیر تم کب آئے؟''

''بس ابھی''

''کوئی کام تھا؟''

''نہیں.....ڈیڈی نے لہنگا بھیجا تھا وہ دینے آیا تھا۔''

''اچھا.....ان سے ملو یہ ہے ہمارا بھائی سعد اور سعد یہ ہیں ابیر۔ ہماری حرم کے ہونے والے شوہر۔'' وہ مزاحیہ لہجے سے بولی۔

''اوہ! جناب تو آپ ہیں سعد۔''

اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے؟ وہ سنجیدگی سے بولا۔

''حرم ہمیشہ آپ کی باتیں کرتی تھی بہت تعریفیں سنی ہیں تو بس دل میں آپ سے ملنے کی خواہش تھی۔''

''اچھا جی.....میرے دل میں بھی آپ سے ملنے کی بہت خواہش تھی۔''

''وہ کیوں؟'' وہ تینوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

''میں دیکھنا چاہتا تھا آخر وہ شخص ہے کون جس نے اللہ میاں کی گائے۔آ.....میرا مطلب ہے حرم کو بالکل بدل دیا وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔''

''آپ کو میں پسند نہیں آیا؟'' ابیر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔'' وہ ہلکا سا مسکرایا۔ میں تو خوش ہوں کہ تم حرم سے سچی اور اچھی محبت کرتے ہو اور مجھے امید ہے تم اسے ہمیشہ خوش رکھو گے اس کی آنکھ میں اب ایک بھی آنسو نہیں آنے دو گے۔

''جی.....انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔'' ابیر مسکراتے ہوئے بولا۔

''یار ایک بات تو بتاؤ اس روز تم نے اسد کو کتنے پنچز مارے تھے؟ بے چارے کی ہڈیاں ہی ٹوٹ گئیں کتنے سالوں سے بستر پر پڑا ہے۔'' اس بار سعد شریر لہجے میں بولا جس پر تینوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

''حرم ابیر تمہارا کزن ہے؟'' مشال چونکی۔

''ہاں.....'' وہ لہنگا دیکھتے ہوئے بولی۔

''شرم تو آتی نہیں ہے جو آج تک مجھے بے خبر رکھا اور میں فضول میں اس کی براؤن آنکھوں میں کھوئی رہی اور اس کی قاتل اداؤں کے وار سہتی رہی۔ کبھی اس کی ایک نظر کرم کے لیے تڑپتی رہی۔ اگر مجھے پتا ہوتا یہ تمہارا کزن ہے تو میں تمہارے سامنے ابیر کو لے کر اپنی فیلنگز تو نہ بتاتی وہ کیا سوچتا ہوگا میرے بارے میں کہ مشال کیسی لڑکی ہے پہلے مجھ پر فدا تھی اور اب میر کی گرل فرینڈ ہے۔'' وہ منہ بسورے بولی۔

''اف..... مشی فکر نہ کرو میں نے ابیر کو تمہاری فیلنگز کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے اور ویسے بھی مجھے تو خود اب پتا چلا ہے کہ وہ میرا کزن ہے۔''

''کیا؟ تم نے اسے کچھ نہیں بتایا تم جیسی دوست سے مجھے یہی امید تھی کیا ہو جاتا اگر تم میرے جذبات اپنے کزن تک پہنچا دیتیں شاید اسے میں پسند ہی آ جاتی۔''

''مشی پہلے تم خود فیصلہ کر لو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے تھا ابیر کو بتانا چاہیے تھا یا نہیں۔'' اس بار وہ اکتا کر بولی۔

''اچھا..... اب غصہ کیوں کر رہی ہو۔ شکر ہے تمہیں اپنے کزن کا پتا تو چلا ویسے تمہاری یہ براؤن آنکھیں خاندانی ہے کیا۔ ابیر اور اس کے ڈیڈی کی آنکھیں بھی براؤن ہیں اور تمہاری بھی کیا تمہاری ماما کی بھی براؤن تھی؟''

''ہاں..... ان کی بھی براؤن تھی۔'' مشال کا فون بجنے لگا تو وہ فون کان سے لگائے کمرے سے باہر چلی گئی۔

حرم جینز پر کرتی میں ملبوس، لمبے سیاہ بال کھولے آئینے میں اپنا جائزہ لے رہی تھی۔ جب ابیر سیٹی پر کوئی دھن بجاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

ایک دوسرے کو آئینے میں دیکھتے ہوئے دونوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں۔

''حرم تم جیسی ہو ویسی ہی اچھی لگتی ہو۔ تمہیں کسی تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس کی تبدیلی کو نوٹ کرتے ہوئے بولا۔''

''پر تمہیں تو اسٹائلش ڈریسنگ پسند ہے۔''

''تمہیں کس نے کہا؟''

''زونی نے.....''

''واٹ زونی؟'' اسی دوران مشال کمرے میں آ گئی۔ ''مشال باہر کھڑی رہو اور دروازے پر نظر رکھو کہ کہیں چڑیل چچی نہ آ جائے مجھے حرم سے کچھ بات کرنی ہے۔''

''کیوں.....میں کیوں جاؤں۔''

''مشال.....'' وہ لفظ کھینچتے ہوئے ذرا تیز لہجے سے بولا۔

''اوکے.....اوکے جاتی ہوں۔''

''ابیر تمہیں کیا کہنا ہے؟''

''پہلے تم مجھے بتاؤ زونی نے تمہیں کیا کہا تھا اور کب؟''

''مشال کی برتھ ڈے پارٹی کے بعد جب وہ مجھے کالج میں ملی تو میں نے رسمی ہیلو ہائے کی اس نے مجھے سیدھے منہ جواب نہ دیا۔''

''زونی تم مجھ سے اس طرح کا Behave کیوں کر رہی ہو؟''

''حرمین تم نے کبھی خود کو آئینے میں دیکھا ہے۔ تمہاری یہ بہن جی والی ڈریسنگ.....آنکھوں پر بڑا سا نظر کا چشمہ.....تم بالکل کارٹون لگتی ہو۔ تمہارا اور ابیر کا کوئی میچ نہیں ہے۔ ابیر کو اسٹائلش اور پارٹی وغیرہ میں جانے والی لڑکیاں پسند ہیں اسے گھومنا، پھرنا اپنی موج مستی میں رہنا پسند ہے۔ اس کا اپنا ایک اسٹائل ہے ایک اسٹیٹس ہے اور تم۔ میرا خیال ہے تمہیں تو اسٹائلش کا S بھی نہیں پتا۔''

حرمین کو اس کی باتوں سے بہت تکلیف پہنچ رہی تھی۔ ابیر نے تم پر ترس کھا کر تمہیں اپنی دوست بنا لیا ہے تمہاری یہ بھولی سی شکل دیکھ کر اسے تم پر ترس آتا ہے ورنہ تم تو اس کی دوستی کے بھی لائق نہیں ہو۔

زونی کی باتوں پر اسے رونا آ رہا تھا۔ کافی اسٹوڈنٹس کے سامنے اس نے حرم کو باتیں سنائی تھیں۔

ابیر کو میں پسند ہوں تم سے پہلے میں اس کی اچھی دوست تھی اور پھر میں اس کی گرل فرینڈ بن گئی۔ تم پتا نہیں کہاں سے ہمارے درمیان آ گئی ہو۔ وہ غصے سے باتیں سنا کر وہاں سے چلی گئی۔

''واٹ! حرم اس نے تمہیں اتنا کچھ کہا اور تم خاموش رہیں اور مجھے بھی نہیں بتایا۔''

''میں نہیں چاہتی تھی میری وجہ سے تم دونوں کے درمیان کوئی لڑائی ہو۔''

''زونی نے یہ سب بکواس کی ہے۔سب جھوٹ کہا ہے بس یہ سچ ہے کہ وہ میری دوست تھی پر میں نے اسے اس رشتے سے بھی آزاد کر دیا تھا۔حرم مجھے سمجھ نہیں آتا آخر تم کس مٹی کی بنی ہو؟ کیسے تم لوگوں کی اتنی باتیں سن لیتی ہو۔''ابیر کو غصہ آنے لگا۔

'اچھا چھوڑو ان پرانی باتوں کو مجھے تمہیں کچھ دینا ہے۔''

''کیا؟''

وہ اپنی الماری کی جانب بڑھی اور ایک باکس نکالا۔

''اس میں کیا ہے؟''

''تم خود ہی دیکھ لو اس نے مسکراتے ہوئے باکس اس کی جانب بڑھایا۔''

''ابیر نے فوراً وہ باکس کھولا۔وہ چین نما گھڑی بہت ہی حفاظت سے اس باکس میں رکھی ہوئی تھی جسے دیکھتے ہی ابیر کے چہرے پر خوشی اور حیرانی سے ملے جلے تاثرات نمودار ہوئے۔''

''یہ تمہارے پاس کیسے؟''وہ نہایت ہی خوشی سے وہ چین ہاتھوں میں لیے دیکھنے لگا۔

''اس روز جب تم وہاں سے چلے گئے تھے میں نے وہاں تیرنے والوں سے کہا تھا کہ میری چین پانی میں گر گئی ہے جو میرے لیے بہت اہم ہے پلیز آپ لوگ ڈھونڈ دیں۔''بہت ہی کوشش کے بعد آخر وہ لوگ کامیاب ہو گئے اور چین مل گئی۔بس تب سے یہ میرے پاس ہے اور آج میں تمہاری امانت تمہیں واپس لوٹا رہی ہوں لیکن۔

''لیکن کیا؟''اس کے لبوں کی مسکراہٹ مدھم پڑ گئی۔اس میں پانی جانے کی وجہ سے وہ دھن نہیں چل رہی ہے۔وہ دھیمی آواز سے بولی۔

''لاباس۔(کوئی بات نہیں)''جزاک اللہ حرم.....حرم نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا۔

''حرم!اریدان اقول لک شیئا۔(میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں)''حرم کی حیرانی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔تم اور عربی؟

''أنت تتسائل!(تم حیران ہو۔''وہ مسکراتے ہوئے بولا جس پر وہ گردن ہلاتے ہوئے بولی۔نعم(ہاں)

''حرم تمہیں کیا لگا بس تمہیں ہی عربی آتی ہے۔ تمہیں تو مجھے اسی روز پکڑ لینا چاہیے تھا جب کالج میں تم نے عربی کے کچھ لفظ کہے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرح چونکا نہیں تھا اور نہ ہی تم سے مطلب پوچھا تھا۔ وہ شریر لہجے سے بولا جس پر وہ مسکرا دی۔''

''حرم! اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما۔''

''جب تم بھاگتے ہوئے مجھ سے ٹکرائی تھیں مجھے تبھی تم سے محبت ہوگئی تھی پہلی نظر میں، پہلی بار، پہلی پہلی محبت۔ میں جب بھی تمہیں دیکھتا تھا مجھے ایسا لگتا تھا جیسے تم میری کوئی اپنی ہو، جیسے تم ہی وہ لڑکی ہو جسکا مجھے انتظار تھا..... جیسے تم میرے لیے ہو اور میں تمہارے لیے۔ میں جب..... جب تمہیں روتے ہوئے دیکھتا تھا میرا دم ہی نکل جاتا تھا تمہیں جب دیکھتا تھا میرا دل کہتا تھا شہزادے یہی ہے تمہاری Cinderella۔ بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے اتنی محبت کہ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔''

''انا احبک من کل قلبی۔ (میں تمہیں پورے دل سے محبت کرتا ہوں)'' حرم کا ہاتھ اس کی گرفت میں تھا۔ اس کے لبوں پہ مدھم سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ پیار بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں شاید کچھ اور ہی تھا کوئی نیا رنگ، کوئی نیا تاثر اور حرم کے لیے بے پناہ محبت۔

''ھل ستزوجنی (کیا تم مجھ سے شادی کروگی؟)''

(ابیر کھلکھلا کر ہنس دیا اور وہ بہت عرصے بعد اسے اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی)

''نعم! ہاں.....'' وہ مسکراتے ہوئے بولی آج پھر تم نے مجھے حیران کر دیا۔

''ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟''

''تم ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہو ہمیشہ ایسے ہی ہنستے رہنا اور پلیز آئندہ میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کرنا ورنہ میں مر جاؤں گی اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔''

''اللہ نہ کرے!'' بے ساختہ ابیر کے منہ سے نکلا۔

''حرم جب مجھے پتا چلا تھا کہ تم اس عورت کی بیٹی ہو جس سے میں نفرت کرتا ہوں اس روز میں بہت رویا تھا میں پہلی بار اپنی تقدیر پر رو رہا تھا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ جس سے بھی میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں

وہی مجھ سے دور ہو جاتا ہے۔ میں رو رہا تھا اسی دوران میری نظر ٹیبل پر رکھے کارڈ پر پڑی جو مجھے مسجد کے ایک بچے نے دیا تھا اور میں نے بنا پڑھے وہاں رکھ دیا تھا۔"

"میں نے کارڈ اٹھایا اور پڑھنے لگا پھر اچانک میں خاموش ہو گیا۔ اور اللہ کی رضا میں راضی ہو گیا۔"

"ایسا کیا لکھا تھا اس کارڈ میں؟"

"اس میں لکھا تھا...... اتبکون علی شیاء مغی ؟" (اور کیا تم روتے ہو اس پر جو گزر گیا؟)

"اقسم لکم لو کان خیر اُلبقی" (میرا وعدہ ہے تم سے۔ اگر اس میں کچھ بھی اچھائی ہوتی تو وہ ضرور ٹھہرتی)

"میں سمجھ گیا کہ جو ہوا اچھا ہوا، اللہ وہی کرتا ہے جو ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے۔"

"انا احبک ابیر!" (میں تم سے محبت کرتی ہوں) وہ بے ساختہ بولی۔

"کیا کہا تم نے ایک بار پھر سے کہنا۔"

"انا احبک!"

"حرم! انت تحبنی؟ (تت۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو)" حرم کے منہ سے اچانک محبت کا اقرار سن کر اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کیونکہ آج وہ خوشی سے اپنے ہوش و ہواس میں اپنی محبت کا اقرار کر رہی تھی۔

"احبک جدا، ابیر!" (میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں)

اس کے منہ سے ادا ہونے والے اس جملے پر وہ جھوم اٹھا اور فوراً اس کے گلے لگ گیا۔

"احبک ایضا حرم!" (میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں)

"آج اس کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آج اس نے اپنی محبت پا لی تھی۔ وہ محبت کے کھیل میں بھی بازی لے گیا تھا۔ اس نے جسے دل سے چاہا تھا وہ اسے مل گئی تھی۔ ابیر کو اس کی معصوم سی Cinderella مل گئی تھی اور دوسری طرف حرمین بھی بہت خوش تھی۔ خوشیوں بھرے نئے موسم اس کے آنگن میں اتر آئے تھے۔"

☆......☆......☆

بالآخر ڈاکٹر ابیر اور ڈاکٹر حرمین کی شادی کا دن آ ہی گیا۔ حرمین عارش ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھی تھی جب نائیرہ کمرے میں داخل ہوئی۔

http://sohnidigest.com

''ہائے حرم۔''اس نے عقب سے حرمین کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے اس کے گال پر پیار کیا پھر آئینے میں اسے دیکھ کر بولی۔

''بہت پیاری لگ رہی ہو۔''

''بہت شکریہ!''حرمین کے لبوں پر شرمیلی سی مسکان بکھر گئی۔نائیرہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''میں تمہارا یہی روپ دیکھنے کو بے چین تھی۔جس پر حرم ایک بار پھر شرما دی۔''

نائیرہ اسے تنگ کرنے میں مصروف تھی جب مشال کمرے میں داخل ہوئی۔اسے دیکھ کر نائیرہ فوراً بولی۔

''تم تو برات کے ساتھ آنے والی تھی پھر پہلے کیسے آ گئی؟''

''حرم میری دوست ہے میرا بھی حق بنتا ہے کہ شادی سے پہلے میں بھی اسے تنگ کروں۔''

''ہاہا.....ضرور!''نائیرہ مسکرائی۔دونوں اسے ابیر کے نام سے تنگ کرنے لگیں۔گلاب دادو کو آتا دیکھ کر دونوں کی آواز غائب ہوگئی۔

حرم اٹھ کر گلاب دادو کی جانب بڑھی۔دادو یہ دیکھیں یہ دونوں مجھے تنگ کر رہی ہیں۔

''لڑکیوں میری حرم کو کیوں تنگ کیا جا رہا ہے؟''اس سے پہلے کہ گلاب دادو کا لیکچر شروع ہوتا لڑکیوں نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔

''میری بچی ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے۔اللہ ہر بری نظر سے بچائے آج میں بہت خوش ہوں میرے رب نے میری دعا قبول کر لی۔میری بچی کو ایک اچھا ہمسفر مل گیا بالکل ویسا جیسا میں چاہتی تھی۔گلاب دادو اسے پیار کرتے ہوئے ڈھیروں دعائیں دینے لگیں۔''

سرخ کھلتے ہوئے رنگ کے سنہری کام والے عروسی لہنگے میں زیورات اور ہلکے ہلکے میک اپ کے لوازمات کے ہمراہ اس کی براؤن آنکھیں مزید دلکش اور خوبصورت لگ رہی تھیں۔اور وہ اپنے اس لباس اور میک اپ میں خوب جچ رہی تھی کہ جس جس نے دیکھا بے ساختہ توصیف وستائش کی۔

ابیر بھی مہرون رنگ کی شیروانی میں کافی جچ رہا تھا۔

''السلام وعلیکم!کالے رنگ کی ساڑھی میں ملبوس بہت ہی پیاری سی لڑکی اسٹیج پر آتے ہوئے بولی۔''

''وعلیکم السلام!'' حرم نے نرمی سے جواب دیا۔

''حرم یہ ابیر کی بہن ہے اصقاء'' مشال میں اپنا تعارف خود کروا دیتی ہوں۔ اصقاء مسکرائی۔

''حرم بہت پیاری لگ رہی ہیں۔''

''شکریہ!'' کچھ ہی دیر میں خیر سے دونوں کا نکاح ہو گیا۔

ابیر کو دلہن کے ساتھ بٹھایا گیا اور لوگوں کا ان سے ملنا جلنا چلتا رہا۔

''حرم......'' ابیر آہستہ سے بولا۔

''ہوں......''

''انت حمار......(تم بہت خوبصورت ہو)''

''نعم اعرف (ہاں مجھے پتا ہے)''

''حرم احبک ھلابد......'' وہ مسکرایا۔

''اس کا کیا مطلب ہے؟'' وہ معصومیت سے بولی۔

''Love you forever!'' اس کے جملے پر وہ شرما دی۔

''مجھے تم سے زیادہ اچھی عربی آتی ہے۔'' وہ شریر لہجے میں بولا جس پر وہ بے ساختہ ہنس دی اور پاس کھڑے لوگ اسے غور سے دیکھنے لگے۔

''ابیر تم بہت ہنساتے ہو۔''

''ہاں کیونکہ میرا دل کہتا ہے۔'' لو تقدر تسعد احد ولو بکلمۃ...... لا تقصر......وہ اسے گھورنے لگی۔

''کیا ہوا سمجھ نہیں آیا؟''

''نہیں''

''Never miss an opportunity to put a smile on someone's face!''

''سب لوگ اس شادی سے بہت خوش تھے سوائے آمنہ چچی اور اجواء کے وہ بھلا کیسے خوش ہوتیں آخر حرم کو

اتنا اچھا لڑکا جو مل گیا تھا۔ شادی میں کالج کے تمام دوست موجود تھے۔"

"Everyone attention plese"

میر نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہم سب فرینڈ ابیر اور حرم کے لیے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ابیر اور حرم کچھ الجھن کا شکار ہوئے۔

"باری باری تمام فرینڈز نے ان دونوں کے لیے چند اچھے بول بولے اور ڈھیروں دعائیں دیں۔"

اب میر کی باری تھی وہ بہت خوشی سے ہاتھ میں مائیک پکڑے کھڑا تھا۔

"آئی ہوپ۔ یہ کچھ الٹا نہ بولے۔" ابیر زیر لب بڑبڑایا۔

"میر نے اپنی جیب سے ایک نوٹ نکالا۔ چھوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا۔ جس پہ کچھ لکھا تھا۔"

"اس نوٹ میں کیا ہے؟" پاس کھڑی مشال آہستہ سے بولی۔

"یار۔ مجھے جو کہنا ہے وہ میں بھول نہ جاؤں تبھی میں نے نوٹ میں لکھ لیا۔ اب چپ چاپ کھڑی رہو اور مجھے بولنے دو" میر نے مسکراتے ہوئے نوٹ پڑھنا شروع کیا۔

"دو نکر۔ تین سوٹ۔ ایک بنیان!" ابیر نے اسے گھورا۔

"اپس سوری! لانڈری لسٹ" میرج ہال میں موجود تمام لوگوں کے ہنسی کے فوارے چھوٹے۔

"میر کھانسا۔ اہم اہم! سو فرینڈز جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ابیر میری بہن ہے اور حرمین میرا بیسٹ فرینڈ۔" مسکراتے ہوئے ابیر اور حرمین کی مسکراہٹ جیسے غائب ہوئی اور دونوں اسے گھورنے لگے۔

"اوہ! میرا مطلب ہے ابیر میرا بیسٹ فرینڈ ہے اور حرمین میری بہن۔" اب حرم اور ابیر دوبارہ مسکرائے۔

"مجھے ہمیشہ لگتا تھا یہ دونوں پوری زندگی کنوارے ہی رہ جائیں گے۔" سب نے اسے گھورا۔

"آ..... میرا مطلب ہے۔ حرمین کتنی بھولی بھالی معصوم سی اور ابیر کتنا بدمعاش لیکن شاید اسی کو پیار کہتے ہیں۔"

"جیسے ہم کہانیوں میں اکثر سنتے ہیں کہ ایک Cinderella کو ایک غنڈے سے پیار ہو گیا۔ وہ اپنی ہی دھن میں بول رہا تھا۔

Cinderella نہیں۔ پرنس کو غنڈے سے پیار ہو گیا۔'' مشال نے فوراً اسے ٹوکا۔

''یہ پرنس نہیں ہے یہ حرمین ہے اور حرمین ایک Cinderella ہے تمہیں کچھ نہیں پتا تم چپ رہو۔''

''ہاں تو میں کہاں تھا؟ جیسے ہم اکثر کہانیوں میں سنتے ہیں کہ ایک Cinderella کو ایک غنڈے سے پیار ہو گیا

''And they live happily ever after

''اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں''

''They made for eachother!''

''نکا برفی مَشا عرنا نینا عیونا تحکیی۔''

''ہم اپنے جذبات چھپانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری آنکھیں بولتی ہیں۔''